

ترجمان دیوبند

جلد

شماره

# سربکف

دوماہی

ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵

خدمتِ دیں کی راہ میں تھا، رہے گا سربلند  
پرچمِ حق کو سربکف تھا، کھڑا ہے دیوبند

[Sarbakaf.blogspot.com](http://Sarbakaf.blogspot.com)

[SarbakafMagazine@gmail.com](mailto:SarbakafMagazine@gmail.com)



# سربکف

شماره ۱

ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵ء

جلد ۱

## مجلس مشاورت

مفتی آرزو مند سعد رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ساجد خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد آصف رحمۃ اللہ علیہ

عباس خان رحمۃ اللہ علیہ

جاوید خان صافی رحمۃ اللہ علیہ

جواد خان رحمۃ اللہ علیہ

نعمان اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تحریریں اس ای میل پر روانہ کریں:

[SarbakafMagazine@gmail.com](mailto:SarbakafMagazine@gmail.com)

فیس بک لنک:

<http://Facebook.com/SarbakafMagazine>

بلاگ لنک:

<http://Sarbakaf.blogspot.com>

جلد حقوق محفوظ © "سربکف" آن لائن دوماہی مجلہ

مدیر: فقیر شکیب احمد عفی عنہ

دوماہی "سربکف" آن لائن مجلہ کی برقی کتاب کسی بھی تبدیلی کے بغیر بلا اجازت تقسیم کی جاسکتی ہے۔ مجلہ کے کسی بھی حصے سے متن کاپی اور پیسٹ کیے جانے کی صورت میں توالہ دیا جانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر یہ اخلاقی و قانونی جرم قرار پائے گا۔

اس برقی کتاب کو کسی بھی صورت میں قیمتاً فروخت کرنا سخت منع ہے، خواہ قیمت کتنی ہی قلیل ہو۔

خدمتِ دیں کی راہ میں تھا، ہے، رہے گا سربلند

پرچمِ حق کو سربکف تھا مے کھڑا ہے دیوبند

(شکیب احمد)

## فہرست

صفحہ	مصنف	عنوان	نمبر شمار	ذیلی زمرہ	زمرہ
5	مدیر	روڈ کا انقلاب	1		اداریہ
9	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	مباہلہ کی دعوت	2		قرآن مقدس - تذکیر
14	پیشکش: مدیر	الاحادیث المنتخبہ	3		حدیث شریف - تفہیم
16	عبدالرحمن / ہری موہن مشرا	بھائی عبدالرحمن سے ایک ملاقات	4	دعوت حق، غیر مسلموں میں	رد فرق باطلہ
24	دفاع اسلام بلاگ	کم سنی میں حضرت عائشہ کا نکاح تحقیق و تجزیہ	5		
31	پیشکش: حق کی یلغار	وفاق المدارس کا اعلان حق	6	جہاد	
36	درویش قلم سے	بیدار مسلم بیدار	7		
40	سرونٹ آف صحابہ	صدیق کی خلافت و بیعت پر اعتراضات کے جواب	8	رد رافضیت	

50	قادیانیت: مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کے آئینے میں (دوسری اور آخری قسط)	9	ردِ قادیانیت	
56	مفتی آرزو مند سعد حفظہ اللہ	10	ردِ غیر مقلدیت	ردِ فرق ضالہ
59	عباس خان حفظہ اللہ	11		
72	حافظ محمود احمد حفظہ اللہ	12		
75	-	13		
87	علامہ مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ	14	ردِ بریلویت	
99	-	15	ردِ فتنہ انکارِ حدیث	
102	تغزیر بستوی	16		شعر و ادب
104	پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم	17		تصوف و سلوک
113	قاری معاذ شاہد حفظہ اللہ	18		
118	محسن اقبال حفظہ اللہ	19		اظہارِ خیال



121	ابن غوری، حیدر آباد	فکریے	20		
123	مدیر کے قلم سے		21		خبرنامہ

## اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ①

اداریہ

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ (سورہ نمبر 96 العلق، آیت 1)

### روڈ کا انقلاب... Road Revolution

مدیر

جی ہاں! محترم پرائم منسٹر نریندر مودی صاحب ایک انقلابی شخصیت ہیں۔ اُن کی شخصیت کا ایک ایک حصہ انقلابی ہے۔ اُن کا ذہن اور سوچ تو اس قدر انقلابی ہے کہ انقلاب برپا کرنے کے ایسے انقلابی طریقے صرف وہی سوچ سکتے ہیں۔ ہم نے آج تک صرف انقلاب کی باتیں سنی تھیں، یا تاریخ میں پڑھا تھا، لیکن آج دیکھ لیا کہ انقلاب کسے کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انقلاب بدلاؤ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ انقلاب یوں آیا کہ دہلی میں ابوالمظفر محی الدین محمد اور نگ زیب روڈ کو اے پی جے عبد الکلام روڈ کا نام دے دیا گیا۔ ایسے بدلاؤ کی باتیں ہم جیسے عام آدمیوں کے ذہن نہیں سوچ سکتے، یہ وہی سوچ سکتے ہیں جنہوں نے یہ فیصلہ لیا ہے۔

انقلابی جو ٹھہرے...

مرکز اور دہلی سرکار کے اشتراک سے چلنے والی این ڈی ایم سی کی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ فیصلہ لے لیا گیا کہ ہندوستان میں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جانے والے چھٹے مغل شہنشاہ کی جگہ رحم دل اور انسان دوست سابق صدر عبد الکلام کو دے دی جائے۔ ادھر یہ خوشخبری ملی، اور بے پی کے لیڈروں نے اس "کمال" کا سہرا اپنے سر باندھنا شروع کر دیا۔ ممبر آف پارلیمنٹ مہیش گری نے فرط مسرت کے ساتھ کہا کہ میں نے ہی نریندر مودی جی کو اس سلسلہ میں

خط لکھا تھا۔ ایک اور میڈم میناکشی لکھی کہتی ہیں میں نے تجویز پیش کی تھی۔ عام آدمی پارٹی کے روح رواں اروند کبجریوال کہتے ہیں یہ ہمارا چلایا ہوا موو مینٹ ہے۔

سبحان اللہ! بی جے پی زندہ باد۔ نریندر مودی زندہ باد۔

پیارے جشن منانے والو! ایک بات فقیر کی یاد رکھنا... بھیڑ کبھی تاریخ نہیں لکھ سکتی۔ تاریخ ایک ایسی ٹھوس حقیقت ہے جس پر دانت نکوسنے کے لیے پوری بی جے پی کو دانتوں تلے پسینہ بھی آجائے گا اور وہ کھٹے بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ اورنگ زیبؒ ایک سچائی کا نام ہے... ایک ایسی سچائی جس نے سب سے زیادہ ہندوستان پر حکومت کی... جس نے ملک کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دیا... جس نے سلطنت کی توسیع میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا حصہ شامل کیا...

ہاں مجھے پتہ ہے یہاں کے اسکولوں کے نصاب میں اورنگ زیبؒ کی وہی تاریخ بتائی جاتی ہے جو انگریز انہیں سکھا کر گئے تھے... الزام یہ کہ شاہجہاں کو قید کر دیا تھا... الزام یہ کہ ہندوؤں سے جزیہ وصول کرتا تھا☆... الزام یہ کہ مندروں کو مسمار کیا، الزام یہ کہ سکھوں کے گروتھ بھادر کا سر کاٹ کر اس کے بیٹے کو تحفے میں دیا... الزام یہ کہ تعصب کی حکومت کی...

واللہ میرے پیارو! کچھ تو شرم کرو... یہ الزامات ہی سچ ہیں تو بھلا وہ پر نور چہرے والا، متقی، عبادت گزار، انصاف پسند، علماء و مشائخ کی انتہائی قدر کرنے والا کون سا اورنگ زیبؒ تھا؟ کون اولیاء اللہ کی خدمت میں بادشاہ ہونے کے باوجود دیوں حاضر ہوا کرتا تھا گویا کہ میں کچھ نہیں، میرا کچھ نہیں۔

☆ جزیہ کی بات بطور الزام آنے کی وجہ غیر مسلموں کی غلط فہمی ہے، ورنہ اکابرین دیوبند اور دیگر مکاتب فکر والوں نے بھی جزیہ کے عقلی دلائل بھی واضح کیے ہیں جو غیر مسلموں کے اس شبہ کا ازالہ ہیں۔ (مدیر)



ذرا مجھے بھی تو بتاؤ وہ کون سا اورنگ زیب تھا جو کتابت کر کے اپنی روزی کما تا تھا؟ تم نے کسی بادشاہ کو اس حال میں دیکھا ہے؟ کس دلیل پر کہتے ہو وہ ظالم تھا؟ اُس تاریخ کے بل بوتے پر جسے انگریزوں نے مرتب کیا تھا؟ تعصب کی حکومت ہوتی تو ۴۹ سال کی حکمرانی میں یہاں ایک بھی ہندو باقی رہتا؟ تاریخ کا ایک ایک حرف گواہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے نہایت عدل و انصاف سے حکومت کی ہے۔

ایک دن ایسے ہی بات چل پڑی، تو میرے بھانجے نے اس سلسلے میں کچھ گوہر افشائیاں کیں... اورنگ زیب کی ساری تاریخ (جو ہمارے ہاں اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے) بتانے لگا۔ یہ کیا اور وہ کیا، باپ کو قید کر دیا، اتنا ظلم کیا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اسے سمجھایا کہ یار یہ تاریخ لکھنے والے مسلم نہیں، یہ وہ ہیں جو ہمیشہ ہماری تاریخ کو مسخ کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اورنگ زیب کے ظلم کی داستان ساری جھوٹی ہے۔ کافی سارے حوالے اور واقعات کے باوجود وہ پس و پیش میں ہی رہا، اور اپنی کتاب میں پڑھے ہوئے سبق کو حرفِ آخر سمجھتا رہا۔

اب اس تاریخ کو پڑھنے والوں کو ہم کیسے قائل کریں کہ وہ اورنگ زیب نہیں... اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تاریخ پر ڈاکہ ڈالنے والو! وائے حیرت کہ اپنے جرم پر جشن بھی منا رہے ہو؟؟؟

تم نے تو جشن منانے کے موقع و محل کو بھی بدل ڈالا!!!

کیوں نہ بدلتے! انقلابی جو ٹھہرے...

اچھا، ویسے یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ مسلمانوں کو بہلانے کے لیے روڈ کا نام بھی بدلا تو ایک مسلم کے نام پر، تاکہ احتجاج نہ ہو۔ ایم آئی ایم کے روح رواں اسد الدین اویسی نے بھی اس پر ردِ عمل کا اظہار کیا ہے... کئی سارے قسم کے ٹائمز، اخبارات، ای نیوز منجملہ وکی پیڈیا پر بھی اس controversy کا اندراج ہو چکا ہے۔

لوجی۔ اگر مرحوم اے پی جی عبد الکلام کے لیے ہی کچھ کرنا تھا تو کسی نئی روڈ کا نام اُن کے نام پر رکھ دیتے... کوئی یونیورسٹی، اسکول، کالج اُن کے نام پر شروع کرتے... کوئی فری شپ یا اسکالرشپ اپ کے نام پر شروع کرتے... لیکن نہیں! ہم تو مرحوم صدر کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے روڈ کا نام بدلیں گے... بدلو بھائی بدلو... انقلابی جو ٹھہرے...

آج اورنگ زیب نشانہ ہے، کل اورنگ آباد کا نام بھی بدلو گے؟ تاج محل کی تاریخ بھی بدلو گے؟ لال قلعہ کا کیا کرو گے آپ؟ چار مینار کی ہسٹری کہاں چھپاؤ گے؟ قطب مینار کی تاریخ کہاں دفن کرو گے؟ گول گنبد کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ فتح پور سیکری بھی تو ہے... جلدی کرو بھائی سب بدلتے چلے جاؤ... چیخ کر دو... بدل دو... تم..... انقلابی جو ٹھہرے...

فقیر شکیب احمد عفی عنہ

بروز جمعہ، ۲۰:۹ بجے صبح

## فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

لہذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ (سورہ نمبر 50 ق، آیت 45)

### مباہلہ کی دعوت

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا

الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٣﴾

آپ (ان سے) کہیے کہ: اگر اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لیے مخصوص ہے (جیسا کہ تمہارا کہنا ہے) تو موت کی تمنا تو کر کے دکھاؤ، اگر واقعی سچے ہو۔ (آسان ترجمہ قرآن - سورہ ۲، البقرہ: ۹۳)

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ (کہہ دیجئے اے محمد ﷺ اگر تمہارے واسطے) لکم کانت کی خبر ہے اور

الدَّارُ الْآخِرَةُ (عاقبت کا گھر) کانت کا اسم ہے

عِنْدَ اللَّهِ (اللہ کے ہاں) یہ کانت کا ظرف ہے۔

خَالِصَةً (خاص ہے) دَارُ سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مِّنْ دُونِ النَّاسِ (دوسروں کے لیے نہیں) النَّاسِ میں ال یا تو استغراق کا ہے یا جنس کا اور یا مراد اس سے مسلمان ہو اور ال عہد کا ہو۔

فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ (تو مرنے کے کی آرزو کرو) یعنی اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو موت مانگو اس لیے کہ جس شخص کو یہ یقیناً معلوم ہو جائیگا کہ میں جنتی ہوں اور اللہ کے پیاروں میں سے ہوں تو وہ ضرور اس طرح کی پریشانی والے گھر سے خلاصی اور نجات کی تمنا کرے یگا اور اللہ کے ملنے کا مشتاق ہو گا۔

ابن مبارک نے باب زہد میں اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کا تحفہ موت ہے اور دیلمی نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کو نقل کیا ہے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے کہ مؤمن کا پھول موت ہے اور حبان بن الاسود فرماتے ہیں کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے یہ آیت و احادیث اس پر دال ہیں کہ آخرت کی منزلوں میں سے قبر پہلی منزل ہے اور اس مضمون کو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان سے مرفوعاً نقل بھی کیا ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم

ہو کہ اللہ تعالیٰ سے بلا کیف وصل موت کے بعد قیامت سے پہلے دنیا سے زیادہ حاصل ہو گا کیونکہ اگر یہ امر نہ ہوتا تو موت کی تمنا میں کوئی فائدہ نہ ہو گا اور نہ موت دوست سے ملنے کا پل ہوتا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس فراق کے عذاب شدید سے خلاصی کے لیے موت مانگو اس تقدیر پر یہ آیت آیت مباہلہ کی نظیر ہوگی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ یہودی موت کی تمنا کرتے تو اسی دم ہر شخص کا ان میں سے اپنے آب و دہن سے گلا گھٹ جاتا اور روئے زمین پر ایک بھی یہودی باقی نہ رہتا سب کے سب ہلاک ہو جاتے اس حدیث کو بیہقی نے دلائل میں لکھا ہے اور بخاری اور ترمذی نے بھی مرفوعاً کچھ الفاظ بدل کر اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کو موقوفاً نقل کیا ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (اگر تم سچے) اس کی جزاء محذوف ہے کلام گذشتہ اس پر دلالت کر رہے ہیں۔

فصل اس مقام پر یہ مسئلہ قابل نظر ہے کہ آیا موت کی تمنا کرنا جائز ہے یا نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی مصیبت مالی یا جسمانی یا اولاد و اہل و عیال کے مرنے کی وجہ سے موت کی تمنا کرتا ہے تو جائز نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مصیبت کے سبب کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے اگر اس تمنا کرنے کو جی ہی چاہتا ہے اور بغیر تمنا کے رہ ہی نہیں سکتا تو اس قدر کہہ دے کہ اے اللہ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرا امر نا بہتر ہو تو موت دے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور انہیں سے ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے مرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور عمر خیر ہی کو بڑھاتی ہے (یعنی عمر بری چیز نہیں کچھ نہ کچھ اس میں مؤمن خیر ہی کرے گا) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے کیونکہ یہ شخص یا تو نیک کار ہو گا تو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدکار ہے تو ممکن ہے کہ بدی سے باز آجائے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ موت آنے کے بعد آدمی کا عمل بالکل منقطع ہو جاتا ہے اور مؤمن کی عمر خیر اور نیکی ہی بڑھاتی ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور موت کی تمنا ممنوع ہونے میں اور بہت سی حدیثیں احمد اور بزار اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں اور مروزی نے قاسم مولیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور نیز اسی موضوع پر احمد اور ابو یعلیٰ اور حاکم اور طبرانی نے ام الفضل سے روایت کی ہے اور یہ سب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

ایک امر ضروری یہاں قابل تنبیہ یہ ہے کہ زبان سے موت کی تمنا کرنے اور سوال کرنے سے نہیں وارد ہوئی ہے ویسے تمنا اور رغبت اگر ہو تو اس سے نہیں کیونکہ دل کا میلان تو ایک مجبوری امر ہے اس کے دفع پر آدمی کو قدرت نہیں ہاں اگر کوئی دینی فتنہ کے خیال سے موت کا

سوال کرے تو کچھ حرج نہیں - <sup>☆</sup> چنانچہ امام مالک اور بزار ثوبان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی دعائیں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ جب آپ لوگوں میں فتنہ ڈالنا چاہئے تو مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ کر اپنے پاس بلا لیجئے اور امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دعائیں فرمایا کہ اے اللہ میری قوت ضعیف ہو گئی اور میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری رعیت جا بجا پھیل گئی اب اے اللہ مجھے صحیح سالم بلا کسی کے حکم کے ضائع اور کوتاہی کئے ہوئے اپنے پاس بلا لے۔ چنانچہ اس دعا کو ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔

اور طبرانی نے عمرو بن عنبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے موت کی تمنانہ کرے ہاں اگر اپنے عمل پر اعتماد نہ ہو

(کہ شاید برا عمل ہو جائے) تو موت کی تمننا جائز ہے اور جب اسلام میں چھ خصلتیں دیکھو تو موت کی تمننا کرو اور تمہاری جان (بالفرض) تمہارے قبضہ میں بھی ہو تو اس کو چھوڑ دو (یہ تمننا اور دعائے موت میں مبالغہ ہے) وہ چھ خصائل یہ ہیں:

(۱) خونریزی (۲) لڑکوں کی سلطنت (۳) شرط کی کثرت (۴) جاہل بیوقوفوں کا امیر ہونا (۵) فیصلہ حکم کی بیع (یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے کو بیچنا) (۶) قرآن پاک کو راگ بنانا اور ابن عبد البر نے تمہید میں روایت کیا ہے کہ عمرو بن عنبہ رضی اللہ عنہ سے موت کی تمننا کی بابت بعض لوگوں نے پوچھا کہ آپ موت کی کیوں تمننا کرتے ہیں اس سے تو منع کیا گیا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے چھ چیزیں ظاہر ہونے سے پہلے مر رہو۔ (یعنی موت کا سوال کرو)

(۱) جاہل بے وقوفوں کی سلطنت، (۲) شرط کی کثرت، (۳) حکم کی بیع، (۴) خون کے معاملہ کی پرواہ نہ کرنا، (۵) قرابت کو قطع کرنا۔ (۶) قرآن کو مزامیر بنانا۔ حاکم نے ابن عمر (رض) سے اور ابن سعد نے ابو ہریرہ (رض) سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور خوف فتنہ کی وجہ سے بعض سلف صالحین نے اکثر تمننا کی ہے چنانچہ اس قسم کے مضامین ابن سعد نے خالد بن معدان سے اور ابن عساکر اور ابو نعیم نے خالد مذکور سے اور مکحول اور ابن ابی الدینا نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدینا نے ابی جحیفہ سے اور ابن ابی الدینا اور خطیب اور ابن عساکر نے ابو بکرہ سے اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں اور اگر موت کی تمننا اللہ کے ملنے کے شوق میں کرے تو یہ بہت ہی اچھا ہے۔ ابن عساکر نے ذوالنون مصری سے روایت کی ہے آپ فرماتے تھے کہ شوق سب مقامات سے برتر مقام ہے اور سب درجوں سے بڑھ کر درجہ ہے جب بندہ کو یہ مقام نصیب ہوتا ہے تو اپنے پروردگار کے شوق میں موت کی آرزو کرتا ہے اور اس کے دیر میں آنے سے اکتاتا ہے۔

میں (صاحب تفسیر) کہتا ہوں کہ اس آیت میں مقصود خطاب سے یہی تمننا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے شوق میں ہو اب اس تقدیر پر فَتَمَنُّوْا الْمَوْتَ کی تفسیر یہ ہوگی کہ اللہ کے شوق میں موت کی تمننا کرو۔

☆ نیز شہادت کی تمننا بھی جائز، بلکہ احسن ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے ثمالی (الخ) والی حدیث میں بے حد عشق میں ڈوبی دعا مانگی ہے۔ پھر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ شہادت تو موت ہوتی ہی نہیں، بلکہ وہ زندگی ہوتی ہے۔ سورہ البقرہ: ۱۵۴، سورہ آل عمران: ۱۶۹ (مدیر)

ابن سعد اور بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پیشتر اختیار دیا جاتا ہے کہ خواہ دنیا میں رہو یا یہاں چلے آؤ جب رسول اللہ ﷺ کو مرض کی شدت ہوئی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (ان کے ساتھ جن پر خدا تعالیٰ نے احسان اور انعام فرمایا ہے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بندے اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں) میں سمجھ گئی کہ اب حق تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملا ہے اور آپ ﷺ نے آخرت کو اختیار فرمایا ہے اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں لیٹے اچھے کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی میں آپ کے بدن مبارک پر ہاتھ پھیرتی تھی اور آپ کے لیے ان کلمات سے دعاء شفا کرتی تھی: أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ (اے لوگوں کے پروردگار شدت کو دور فرمائیے) اس کے بعد آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے ہاتھ کو میرے ہاتھ سے الگ کر لیا اور فرمایا نہیں میں تو اللہ سے رفیق اعلیٰ کا سوال کرتا ہوں۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ ملک الموت حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ان کی روح قبض کرنے آئے ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملک الموت! بھلا کہیں ایسا دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کی روح قبض کرے۔ ملک الموت نے یہ سن کر حق تعالیٰ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دو کہ تم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کے ملنے کو ناگوار جانے ابراہیم (علیہ السلام) نے سن کر فرمایا میری روح ابھی قبض کر لو! اور یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا اے اللہ مجھ کو اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیک بندوں سے ملا دے اور علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں خواہ موت مجھ پر گرائی جائے یا میں موت پر گرایا جاؤ اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور عمار صفین میں فرماتے تھے کہ میں آج اپنے دوستوں سے یعنی محمد ﷺ اور آپ کے گروہ سے ملوں گا۔ اس قول کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے دلائل میں نقل کیا ہے اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے آپ نے وعظ فرمایا اور ہمارے دلوں کو نرم کیا۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ یہ وعظ سن کر خوب روئے اور کہہ اٹھے اے کاش میں تو مر جاتا۔ حضور نے فرمایا کہ سعد! میرے پاس ہو کر موت کی تمنا کرتے ہو اور یہی مضمون تین بار فرمایا پھر فرمایا: سعد! اگر تم جنت کے لیے پیدا کئے گئے ہو اور تمہاری عمر طویل اور عمل اچھے ہوں تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کی تمنا کرنا ہر حال میں ناجائز ہے خواہ کوئی مالی یا جسمی ضرر ہو یا نہ ہو چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس قصہ میں موت کی تمنا کسی مالی یا بدنی ضرر وغیرہ سے نہیں کی بلکہ عذاب کے خوف سے کی تھی۔

میں کہتا ہوں بے شک یہ امر صحیح ہے کہ عذاب کے خوف سے تمنا کی لیکن موت سے اللہ کا عذاب دفع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے تو استغفار کرنا اور اعمال صالحہ میں سبقت کرنا اور گناہوں سے بچنا ضروری ہے اور اسی بنا پر جناب رسول اللہ ﷺ نے موت کی تمنا کرنے کو منع فرمایا ہے۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ گناہ میں مبتلا ہو جانے یا طاعت میں کوتاہی کے خوف سے موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔ اس میں شبہ نہیں اور محبوب حقیقی کی لقاء کے شوق میں خود تمنا کرنا بعض سلف سے مرض الموت میں وارد ہوا ہے چنانچہ پہلے ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابراہیم (علیہ السلام)



اور عمار و غیر ہم سے نقل کیا ہے کہ جب موت کا وقت قریب ہو اور اعمال صالحہ کی زیادتی کی ان کو امید نہ رہی تو اللہ تعالیٰ کی لقاء کے شوق میں موت کو حیات پر ترجیح دی۔<sup>☆۱</sup>

---

☆ تفسیر مظہری۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، سورہ ۲، البقرہ: ۹۴، تاریخ اشاعت غیر مذکور

## مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ

حدیث شریف

جس نے رسول کی اطاعت کی، حقیقت میں اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (سورہ نمبر 4 النساء، آیت 80)

### الاحادیث المنتخبہ

پیش کش: مدیر

اس سلسلے کے تحت وہ احادیث لائی جائیں گی جو عموماً قارئین کو یاد ہوتی ہیں، نیز وہ احادیث بھی جو تبلیغی جماعت والے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے احادیث کی ترویج درست طریقے پر ہوں گی، اور من گھڑت قصے کہانیوں کو بطور حدیث پیش کرنے کی فاش غلطی کا سد باب ہوگا انشاء اللہ۔ احادیث بمع حوالہ درج ہیں، تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ (مدیر)

### سب سے بہتر

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔  
حضرت عثمان بن عفان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 19)

**مکرات:** ☆ صحیح بخاری: جلد سوم، حدیث نمبر 20، ☆ سنن ابوداؤد: جلد اول، حدیث نمبر 1448، ☆ جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 834، 835، ☆ جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 836، ☆ سنن ابن ماجہ: جلد اول، حدیث نمبر 211، 212، 213، ☆ سنن دارمی: جلد دوم، حدیث نمبر 1162، 1163، ☆ مسند احمد: جلد اول، حدیث نمبر 389، 469

## پہلے سلام، پھر کلام

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ بَعْدَ إِدْمِي حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عُنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَادَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔  
حضرت جابر بن عبد اللہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلام کلام سے پہلے کیا جانا چاہیے۔

(جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 610 حدیث مرفوع)

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْبُوعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ردِ فرق باطلہ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ (سورہ نمبر 16 النحل، آیت 125)

## بھائی عبدالرحمن سے ایک ملاقات

عبدالرحمن / ہری موہن مشرا

غیر مسلم بھائیوں میں دعوت کے اسلوب کو بیان کرنے کے لیے، اور دعوت الی اللہ پر ابھارنے کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے، اس کے تحت غیر مسلم بھائیوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات لائے جائیں گے۔ شاید کہ اُن بیمار ذہنوں کا علاج ہو سکے جو سمجھتے ہیں غیر مسلموں کے لیے صرف جہاد ہی کو فیصل سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

احمد اؤاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عبدالرحمن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: بھائی عبدالرحمن! اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، اللہ تعالیٰ کا کیسا کرم ہوا کہ آپ کو ایسے زمانہ میں ایمان عطا فرمایا جب فتنوں کا زمانہ ہے، آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

ج: مولانا صاحب میں بیان نہیں کر سکتا، اس خوشی اور کیفیت کو آدمی اپنی زبان سے بیان نہیں کر سکتا مجھ آپو روید سورج پرش برہمن کو محض اپنی رحمت سے ایمان عطا کیا، میرے مولیٰ نے میری زندگی کو الجھائے رکھ کر، زندگی اور ہمیشہ کی زندگی کی سب سے بڑی الجھن کو سلجھانے کا انتظام کر دیا، کاش اللہ تعالیٰ ایمان پر میرا خاتمہ فرمائے ڈر لگا رہتا ہے کہ ایک شیطان ہر وقت میرے ساتھ لگا رہتا ہے، جس کو میں محسوس کرتا ہوں۔

س: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

ج: میرا خاندانی نام ہری موہن مشرا، میرے والد یوگندر موہن مشرا، ہم لوگ در بھنگہ بہار کے ایک قصبہ کے آیو رویدر ہمن ہیں جو اپنے کو سورج پرش سمجھتے ہیں، یعنی ہم کسی سے دان مد لینا حرام سمجھ سکتے ہیں، ہم بھیک دے تو سکتے ہیں کسی سے لے نہیں سکتے، جس طرح سورہ سب کو پرکاش دیتا ہے لیتا نہیں، ہمارے گھر میں کھیتی ہوتی تھی میرے بڑے بھائی گجرات میں ملازم تھے میں نے ابتدائی تعلیم اپنے یہاں سے حاصل کر کے مدھونی سے گریجویشن کیا، شروع میں ہمارے یہاں ایک صابن فیکٹری شکاری در بھنگہ میں تھی، جو کسی حادثہ کا شکار ہو گئی، تو میں نے پھر تعلیم شروع کی میں چنئی سے ڈپلوما کیا، میرے ایک بڑے بھائی پانی پت میں ٹھیکداری کرتے تھے، پوری زندگی لوگوں کی بھلائی اور ان کو گیان دینے اور دوسرے سے لینے کی نیت سے پورے ملک میں چکر لگاتے رہے۔ جگن ناتھ مشرا سے ان کے بہت قریبی تعلقات تھے درمیان میں میرے بڑے بھائی کا گجرات سے بنگال پوسٹنگ ہوا تو میں بھی چلا گیا، میری نوکری بھی لگ گئی مگر وہ مجھے اچھی نہیں لگی اور میں نے ملازمت چھوڑ دی، کچھ روز ٹائپنگ سیکھی، ڈرائیوری سیکھی کہ کسی طرح اپنا گزارا کر سکوں، پنجاب کے ایک بلڈ راجیٹ سنگھ کے یہاں میں نے بنگال میں ملازمت کر لی، ان کا یہاں سے کام ختم ہوا تو وہ مجھے پانی پت لے کر چلے گئے، کچھ روز کے بعد میں نے اپنی کنسٹرکشن کمپنی کھولی، اور ٹھیکداری کرنے لگا، میرے ایک بھائی سعودی عرب میں تھے، ان کا فون آیا، میں کلکتہ آ رہا ہوں تم بھی آ جاؤ، میں کلکتہ ۱۱ دسمبر ۲۰۰۵ء کو پہنچا، معلوم ہوا ان کو H.I.V کی بیماری ہو گئی، ان کی بیماری نے مجھ کو ہلا کر رکھ دیا۔ دسمبر ۲۰۰۷ء میں کاروبار سے پریشان ہوا تو میری کنسٹرکشن کمپنی بند ہو گئی، جن لوگوں کا کام نہیں ہوا تھا انہوں نے معذرت کر دی، میری مالی حالت بار بار بگڑتی رہی، میرے پاس ۱۱ ہزار روپے تھے ان کو لے کر میں دہلی آیا، کہ اگر وہاں کام نہ چلا تو پھر یہ بھی ارادہ تھا کہ کہیں خود کشی کر لوں گا۔

س: خود کشی کا خیال آپ کو کیوں پیدا ہوا؟

ج: بھائی کی بیماری اور بار بار کام چلنے اور اچانک ٹوٹ جانے سے میں ہمت ہار گیا، پھر ایک کمپنی کے مینیجر سے ملا، انہوں نے مجھے کام دے دیا اور کام چل پڑا، پھر ذرا کام چلا تو بھائی نے گجرات بلالیا، گجرات میں ٹھیکداری شروع کی، دو سال کام اچھا چلا، مالک کا شکریہ کہ دو سال میں اپنا مکان بنالیا، اچانک ایک رات ہارٹ اٹیک ہو گیا، ایک وال ۹۰ فیصد خراب ہو گئی، BMB ہوا، کسی درجے میں صحت ہوئی تو میرے بھائی کے ایک دوست سنیل گوڑے، جو ناسک کے رہنے والے تھے، انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اب تم اچھے ہو گئے ہو، اور اچھے ہو جاؤ اس کے لئے ناسک میں سائیں بابا کے مندر چلو، میں نے مشورہ مانا، لوٹنے وقت راستہ میں ان کی سسرال تھی، سسرال والوں سے ان کی بنتی نہیں تھی، ان کی بستی میں ایک اللہ والے گلاب شاہ تھے، انہوں نے سنیل کی بہو کو اپنی

بیٹی بنالیا تھا، بس ان کے یہاں ہی جایا کرتے تھے، سنیل نے کہا چلو، ان سے ملتے ہیں، ان سے ملنے کے بعد مجھ کو بہت سکون ملا، انہوں نے مجھے پرس میں رکھنے کے لئے ایک تعویذ بھی دیا، اس ملاقات کے بعد میری زندگی میں بڑی تبدیلی آئی، میں اصل میں گھنٹوں پوجا کرتا تھا، مگر اس ملاقات کے بعد پوجا میں بالکل من نہیں لگتا تھا، ایک دن عجیب بات پیش آئی، میں سو کر اٹھا تو میں نے دیکھا کہ بہت نورانی شکل کی صورت، خوبصورت داڑھی کونے سے آہستہ آہستہ میرے سامنے نظر پڑی، کمرے میں اندھیرا ہو رہا تھا، وہ صورت میرے قریب ہو گئی، میں نے سوال کیا تو کون ہے؟ کوئی جواب نہیں، قریب آکر پھر آہستہ واپس چلی گئی، میں نے موبائل میں وقت دیکھا پانچ بج کر پینتیس منٹ ہو رہے تھے، اس کے بعد میں نے سنا کہ کمرے میں اذان کی آواز آرہی ہے، ہمارے گھر کے قریب دو کلو میٹر تک کوئی مسجد نہیں ہے، ایک مسجد دور ہے مگر اس میں صبح کی اذان مانک میں دینے کی اجازت

”اس دن میں پوجا کے لئے موٹر سائیکل لے کر نکلا، کچھ کیلے وہاں چڑھانے کے لئے، لے لئے مگر غیر اختیاری طور پر نہ جانے، نظریں مسجد کے دروازے پر پہونچیں اور چھ کے چھ کیلے خود کھا کر واپس آگیا، اور ایسا تین روز تک ہوتا رہا، تیسرے روز میں امام صاحب کے یہاں گیا اور بولا مجھے مسلمان بننا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارا بیوقوف بنارہے ہو، تمہیں معلوم نہیں مودی کی حکومت چل

نہیں ہے، اس دن میں پوجا کے لئے موٹر سائیکل لے کر نکلا، کچھ کیلے وہاں چڑھانے کے لئے، لے لئے مگر غیر اختیاری طور پر نہ جانے، نظریں مسجد کے دروازے پر پہونچیں اور چھ کے چھ کیلے خود کھا کر واپس آگیا، اور ایسا تین روز تک ہوتا رہا، تیسرے روز میں امام صاحب کے یہاں گیا اور بولا مجھے مسلمان بننا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارا بیوقوف بنارہے ہو، تمہیں معلوم نہیں مودی کی حکومت چل رہی ہے، جاؤ یہاں سے نکلو، دوسرے روز گیا پھر انہوں نے دھمکا دیا، اور کہا کہ اگر تم یہاں آئے تو ہم تھانے میں رپورٹ کر دیں گے، میں نے سنیل گوڑے سے کہا کہ آپ میری بات گلاب بھائی سے کرائیں، گلاب بھائی نے کہا کہ یہ آپ پر اللہ کی



رحمت ہے، آپ گھر کھرائے نہیں، آپ کو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا، تیسرے روز پھر میں امام صاحب کے پاس گیا، کہ مجھے مسلمان بننا ہے۔

س: آپ کو خیال نہیں آیا کہ وہ آپ کو پھر دھمکادیں گے؟

ج: میرے بس میں نہیں تھا، مجھے اندر سے کوئی مجبور کر رہا تھا، اس روز میں گیا تو امام صاحب کا غصہ کم تھا، میں نے کہا آپ مجھے قرآن مجید دیجئے، مسلمان نہیں کرتے تو مت کیجئے، انہوں نے مجھے سمجھایا کہ آپ مسلمان بننے کی بات دل سے نکال دیجئے، انہوں نے مجھ سے معلوم کیا آپ کیوں مسلمان بننا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا مجھے خود معلوم نہیں کہ میں کیوں مسلمان بننا چاہتا ہوں، میں نے اپنا حال ان کو سنایا، انہوں نے مجھے قرآن مجید منگو کر کل دینے کا وعدہ کیا، اگلے روز میں گیا قرآن مجید لے کر آیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ ہاتھ پیر دھو کر اس کو ادب سے پڑھنا ہے، میں گھر قرآن مجید لے کر آیا، تو میری بھابی نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، انہوں نے گھر میں آفت برپا کر دی، میرے لئے گھر میں رہنا مشکل ہو گیا، میں واپس قرآن شریف لے کر پھر مسجد پہنچا اور امام صاحب سے اجازت لی کہ آپ مجھے مسجد میں بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دیں، دس روز تک قرآن مجید پڑھنے کے بعد میں نے امام صاحب سے پھر مسلمان بنانے کی درخواست کی، انہوں نے میرا پتہ لیا، اور دو روز کے بعد آنے کو کہا، انہوں نے اپنے لوگوں سے میری انکوائری کی، جب ان کو اطمینان ہو گیا، تو وہ مجھ کو بڑی مسجد مرکزیں لے کر گئے اور کہا کہ وہاں آپ کو کلمہ پڑھوائیں گے، امام صاحب نے مجھے غسل کرایا، اور کہا کہ کلمہ پڑھو میں نے کہا کہ مجھے کلمہ یاد ہیں، انہوں نے معلوم کیا کہ تم کو کلمہ کہاں یاد ہوئے؟، میں نے کہا کہ یہ کلمہ تسلیمہ نسرین کی کتاب 'لجاء' سے میں نے یاد کئے ہیں<sup>☆</sup>، میں نے ایک عجیب سے حال میں یہ سوچتے ہوئے بھی کہ مجھے مسلمان نہیں ہونا چاہئے پھر بھی کلمہ پڑھا، مگر کلمہ پڑھ کر مجھے اندر سے ایک عجیب آزادی کا احساس ہوا، جیسے میں کسی قید سے آزاد ہو گیا ہوں، اب میرے قانونی طور پر مسلمان ہونے کا مسئلہ تھا، کوئی وکیل میرے کاغذات بنانے کے لئے تیار نہیں ہوا، ۲۰۰۸ء میں کنور جن کے لئے گجرات حکومت نے بل پاس کیا تھا، میرے لئے بڑی مشکل پیش آئی، میں موٹر سائیکل پر ادھر سے ادھر مارا مارا پھر تارہا، آخر میں ایک بھلے وکیل جناب شیخ امین صاحب ملے، جنہوں نے میرے کاغذات لئے، پچیس سو روپے فیس طے ہوئی، جو مونا اصغر علی نے اپنی جیب سے ادا کئے، اور ایک ہفتے میں میرے کاغذ تیار ہوئے، اور میرا الٹی ڈیوٹ

<sup>☆</sup> وائے حیرت! تسلیمہ نسرین ؎ لے تو مارے صدمے کے مر جائے کہ اس کے اسلام اور مسلمانوں کو گالیاں دینے کے باوجود اسی کی تحریروں لوگوں کو کلمہ بھی یاد کر رہی

بنادیا۔ میں جنوری میں بنگال چلا گیا، مجھ پر کچھ قرض بنگال میں تھا، میں نے موٹر سائیکل بیچ کر قرض ادا کیا، ۲۵ فروری کو بھائی کا فون آیا، انھوں نے مجھے گجرات بلایا، میں گجرات گیا مولانا اصغر صاحب اور سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ میں واپس ہندو بن گیا ہوں۔ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ میں ابھی تک مسلمان ہوں، بھائی بہت بیمار تھے میں ان کو لے کر پٹنہ آیا، ۲۷ اگست ۲۰۱۲ء کو بھائی کا انتقال ہو گیا، میرے ساتھ ایک شیطان ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا تھا، جو مجھے اسلام میں آنے سے روکتا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد اس شیطان کا ڈر ہوا، میں نے اسلام سے توبہ کرنے کی نیت کی اور ہری دوار پہنچا، پشکر گیا، بالاجی کے مندر پر گیا، اور ویشنو دیوی گیا۔

س: کیا آپ اپنے کو ہندو کہنے لگے اور سمجھنے لگے تھے؟

ج: میں اپنے آپ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ تو نے مسلمان ہو کر غلطی کی ہے، توبہ کے لئے سارے تیر تھوں پر جا کر رہا مگر میرا حال ابھی بھی ڈھل مل تھا، میں مسلمان داڑھی والے کو دیکھتا تو اپنے کو مسلمان کہتا، اور ہندوؤں میں جاتا تو اپنے کو ہندو کہتا، شاید اس وجہ سے کہ میں مسلمانوں میں اپنے اسلام کا اعلان کر چکا تھا، یا اندر سے کوئی چیز مجھے مجبور کرتی تھی کہ مسلمانوں میں خود کو مسلمان کہوں، مجھے اپنے بھتیجے اور بھائی کی خیریت لینے اور اپنے واپس ہندو بن جانے کے لئے، مطمئن کرنے کے لئے گجرات جانے کا خیال آیا، وہاں پہنچا تو مولانا اصغر علی نے اپنے ساتھی کے پاس سے لاکر ”آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں“ اور ”نسیم ہدایت کے جھونکے“ ہندی میں لاکر دی، ان کتابوں نے میرے دماغ و دل سب کے جالے صاف کر دیئے، اب مجھے اپنی منزل اور راستہ صاف دکھائی دے گیا، اب میں نے جا کر ایک امام صاحب جو دعوت سے جڑے تھے اور حضرت مولانا کلیم صدیقی کے ساتھیوں کے ساتھ کام کرتے تھے سچے دل سے کلمہ پڑھا انھوں نے حضرت کا تعارف کرایا، حضرت سے اب مجھے بہت ہی محبت ہو گئی تھی اور خیال تھا کہ باقی زندگی بس پھلت<sup>☆</sup> جا کر حضرت کے ساتھ گزارنی ہے۔ مگر ایک رات میں نے اپنے پتاجی کو سپنوں میں دیکھا آنکھ کھلی تو مجھے بہت یاد آئی اور خیال ہوا کہ میرے پتاجو دھرم کے نام پر زندگی بھر پورے دیش میں بھرمن (طواف) کرتے رہے، وہ سب سے بڑے ادھرم کو دھرم سمجھ کر زندگی بھر پھرتے رہے، اور مالک کے راستہ سے بھٹکتے رہے، کہیں میرے گھر والے اور خاندان والے بھی اسی طرح موت کی راہ نہ لیں، میں نے گاؤں جا کر سب رشتے داروں کو دعوت دینے کی نیت سے بہار کا سفر کیا۔

☆ پھلت میں مولانا کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کی رہائش گاہ ہے۔ (مدیر)

س: مفتی مہتاب سے آپ کا تعارف کہاں ہوا؟

ج: بہار واپسی ہو رہی تھی کہ ایک صاحب پٹنہ میں ملے انہوں نے بتایا کہ شکری میں ایک ادارہ بالکل مین روڈ کے قریب مرکز صفہ کے نام پر چل رہا ہے، وہاں پر نو مسلموں کے لئے بھی انتظام ہے اور وہاں دعوت کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے، تو میں شکری گیا، اور مفتی صاحب سے ملا، مفتی مہتاب نے بتایا کہ مرکز صفہ حضرت ہی کا ادارہ ہے، اور ہم لوگ حضرت کے مشورہ سے ہی کام کر رہے ہیں، بس اندھے کو دو نین مل گئے، میرے گاؤں کے اتنے قریب وہ بھی میرے حضرت مولانا کلیم صاحب کے لوگ مل گئے، میں نے وہاں رہنے کی خواہش ظاہر کی، مفتی مہتاب صاحب نے ایک خونی رشتہ کے سگے بھائی سے زیادہ میرا ساتھ دیا، میں نے اجازت لے کر گھر کا سفر کیا، میری بھابھی جو گجرات میں رہتی تھی اور ماں کے انتقال کے بعد انہوں نے ماں سے زیادہ محبت سے پالا تھا، وہ میری بالکل دشمن ہو گئی تھی، انہوں نے فون کر کے سارے گھر والوں کو بتا دیا، گھر جاتے ہی میرے ساتھ زیادتی ہونے لگی، اب ان باتوں کا ذکر کرنا بھی اچھا نہیں لگتا کہ مجھے ان میں کام کرنا ہے، جب تک میری سمجھ میں اسلام نہیں آیا تھا میرا حال بھی اسی طرح کا تھا، کئی بار گھر میں پنچایت ہوئی، ایک بار خاندان کے ایک کھیا سمجھے جانے والے میرے دور کے چچا کو بلایا گیا، سب لوگوں کے سامنے وہ بولے، کیا واقعی تو اندر سے مسلمان ہو گیا ہے؟ یا کسی لڑکی وڑکی کے چکر میں ڈھونگ بھر رہا ہے، میں نے دونوں ہاتھوں کو سینہ سے جکڑ کر بتایا کہ اگر تم کہو تو میں اپنا سینہ چیر کر کلیجہ نکال کر دکھا دوں کہ خون کے قطرے میں اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے، میرے ساتھ ایسی ایسی زیادتیاں کی گئیں کہ بس کیا بیان کروں، کئی بار مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی، مگر میرے اللہ نے مجھے بچایا، مفتی صاحب سے مشورہ کیا، انہوں نے شکری واپس آنے کا مشورہ دیا، واپس آیا تو مجھے وہاں دعوتی ماحول ملا، اللہ کا شکر ہے کہ پورے بہار میں ہمارے مرکز صفہ کا تعارف ہو گیا ہے، کوئی اسلام کے بارے میں کوئی معلومات چاہتا ہے، اسلام سے دلچسپی رکھتا ہے، تو لوگ مفتی مہتاب صاحب مرکز صفہ کا پتہ بتا دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بھٹکتے ہوئے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کا مرکز ہمارا نقلی صفہ بھی اصلی صفہ کی طرح بتا جا رہا ہے، اور مفتی مہتاب اور ان کے سبھی ساتھی بہت ہی محبت سے گھر سے نکالے گئے مہاجر نو مسلموں کی تربیت اور تعلیم اور ان کے مسائل کی فکر کرتے ہیں۔

س: آپ دہلی سے پھلت کے سفر پر کب آئے اور کیا ارادہ ہے؟

ج: اصل میں گجرات میں حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ پچھلے دنوں معلوم ہوا کہ حضرت ۸ دسمبر کو سیوان آ رہے ہیں، میں نے مفتی صاحب سے درخواست کی، بہت سارے سوالات تھے، جو سوچے تھے کہ حضرت سے کہوں گا، ذہن میں

انجنوں کا انبار تھا، خیال تھا کہ حضرت سے کہوں گا، مگر سیوان میں بھیڑ میں مصافحہ کر کے بیٹھ گئے، حضرت نے نو مسلموں کے مسائل پر بات ساتھیوں سے شروع کی اور ان کے غم و فکر کو اپنا غم اور فکر بنا کر لوگوں کے ساتھ رہنے کو کہا، ایسے میں بیٹھے بیٹھے باتیں ہو رہی تھیں، یعنی کوئی باقاعدہ جلسہ نہیں تھا، یہاں وہاں سے لوگ آئے ہوئے تھے، مفتی مہتاب صاحب نے میرا تعارف کرایا، حضرت اٹھے تو سارے غم جیسے تھوڑی دیر میں بھلا دیئے، میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت مجھے ایک بار گلے سے لگا لیجئے، حضرت نے ہنستے ہوئے چٹایا اور بولے، آپ دین کے لئے سب کچھ چھوڑ کر آنے والے لوگ، تو ہمیشہ سے دل و جان سے لگے ہوئے ہو، مولوی احمد صاحب بالکل سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھے ایسا لگا کہ وہ ماں جو مجھے ڈیڑھ سال کی عمر میں مر کر مجھے چھوڑ گئی تھی اس نے مجھے گلے لگا لیا<sup>☆</sup>، وہیں مشورہ ہو گیا کہ دہلی آنا ہے اصل میں ختنہ بھی کرانی تھی اور جماعت میں وقت لگانا تھا، حضرت نے کہا کہ ایک دور و ز ساتھ رہیے، گاڑی میں بیٹھ کر اطمینان سے بات بھی ہو جائے گی، پہلے جماعت میں وقت لگالو، بعد میں ختنہ ہو جائے گا، اس لئے کہ دین سیکھنا فرض ہے اور ختنہ سنت ہے، دین یہ ہے کہ ہر عمل کو اس کے جگہ پر رکھئے، پہلے فرض ادا کر لو اور بعد میں سنت، واپس آ کر ختنہ کرالیں۔

س: مفتی صاحب بتا رہے تھے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعوت کا خوب حوصلہ دیا ہے؟

ج: جی ہاں اللہ کا شکر ہے کہ کوئی آدمی ہو مجھے دعوت دیتے نہ ڈر لگتا ہے اور نہ مرعوبیت ہوتی ہے، میرے خالہ زاد بھائی سب سے پہلے میری دعوت پر مسلمان ہوئے، اب میں دعوت دیتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اندر سے مجھے کوئی پڑھاتا ہے اس سے یہ بات کہو یہ بات کہو، اللہ کا شکر ہے کہ جن لوگوں کو میں نے دعوت دی سب نے کلمہ پڑھا، اور زیادہ سوالات بھی نہیں کئے۔ اب آپ جماعت میں جارہے ہیں آپ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے۔ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جو شیطان مکار ہے اس سے میرے ایمان کو بچائے۔

س: کیا آپ کو اب بھی واپس جانے کا خیال ہوتا ہے؟

ج: نہیں اب تو اللہ کا شکر ہے، کسی بھی جگہ میں اپنے اسلام کو چھپاتا نہیں ہوں بلکہ میرا حال یہ ہے کہ ایک طرف ایک آگ جلی ہو کہ یا تو اسلام چھوڑ دو ورنہ اس آگ میں جلو، تو میں انشاء اللہ انشاء اللہ اسلام نہیں چھوڑوں گا، فوراً اس آگ میں کود جاؤں گا۔ اصل میں

☆ مولانا کلیم صدیقی صاحب وفا اور محبت کا ایسا بے مثال پیکر ہیں کہ اللہ بے ساختہ اُن کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ دعائیں ہی ہمارے لیے سببِ نجات ہو جائیں۔ حضرت سے معاف کہ فقیر کو بھی اتفاق ہوا ہے، بلا تفریق شخصیت ہر ایک سے بہت محبت سے گلے ملتے ہیں (مدیر)

دودھ کا دھلا چھاچھ میں پھونک مارا کرتا ہے، میرے ساتھ ایک بار بلکہ بار بار ہو چکا ہے، اس لئے ڈر لگتا ہے اور جب سے مفتی صاحب نے امام احمد بن حنبل کا واقعہ پڑھ کر سنایا ایک روز تعلیم میں بتا رہے تھے کہ لوگ ان کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہہ رہے تھے وہ فرماتے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، گھر والے پریشان ہو گئے کہ آخری وقت میں کلمہ نہیں پڑھ رہے ہیں، تھوڑی دیر میں ذرا ہوش سنبھالا تو صاحبزادوں نے معلوم کیا کہ آپ کو جب کلمہ کی تلقین کی جا رہی تھی تو آپ یہ کیوں فرما رہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، امام صاحب نے کہا شیطان میرے سامنے آیا اور بولا کہ احمد تو میرے ہاتھ سے نکل کر چلا گیا، اپنا ایمان سلامت لے گیا، تو میں اس سے کہہ رہا تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، یعنی جب تک روح نہ نکل جائے، اس وقت تک ایمان کا خطرہ ہے، مجھے اس وقت سے تو ڈر لگنے لگا کہ ایسے بڑے امام جو دنیا کے چار اماموں میں سے تھے، ان کا یہ حال تھا کہ موت تک ایمان کا خطرہ تھا، مجھ دودن کے مسلمان کے لئے ہر وقت خطرہ، جب کہ ایمان آنے جانے کے واقعہ سے میں گزر رہی چکا ہوں، جب بھی یہ خیال آتا ہے تو ڈر کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں (ہاتھ کی طرف روئیں کو دکھاتے ہوئے) دیکھئے کیسے بال کھڑے ہو گئے، اگر ایمان چلا گیا تو دوزخ میں جلنا پڑے گا، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر موت دے۔

س: آمین۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو وہی سلامت بھی رکھیں گے، آپ ار مغان پڑھنے والوں کے لئے پیغام دیں گے؟

ج: حضرت صاحب سیوان میں بیان کر رہے تھے کہ ایک دن رات میں ایک لاکھ چوں ہزار لوگ بغیر ایمان کے مر جاتے ہیں، ان بے چاروں کو بالکل پتہ نہیں کہ ایمان اتنا ضروری ہے کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں، یہ بات میں مذہبی برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، ہمارے خواب میں بھی کبھی نہیں آیا کہ اسلام ہمیں بھی قبول کرنا چاہئے، ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ اسلام مسلمانوں کا دھرم ہے اور ہمارے لئے ہمارے مالک نے ہندو دھرم رکھا ہے، ہماری کتنی ہندو دھرم ماننے میں ہے، اور مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ کلمہ اور ایمان کے بغیر کوئی آدمی دوزخ سے نہیں نکلے گا، تو کس قدر ظلم اور کھلا اندھیر ہے کہ ہم ان بے چاروں کو نہ بتائیں اور ان کو اس سب سے بڑے ادھرم بت پرستی سے بچانے کی کوشش نہ کریں، جب کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا، ہمیں ہی کام کرنا ہے، بس اس کی فکر کریں اور اس خطرے کو محسوس کریں۔

س: جزاک اللہ، آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ بہت بہت شکریہ السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

ج: وعلیکم السلام ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔<sup>☆</sup>

## کم سنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تحقیق و تجزیہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کم سنی میں ہوا یعنی ۶ سال کی عمر میں نکاح اور ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، اس سلسلہ میں معاندین اسلام کی طرف سے یہ شکوک و شبہات قائم کئے جاتے ہیں کہ اس کم سنی کی شادی پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے موزوں اور مناسب تھی، چنانچہ ایک یہودی عالم نے انٹرنیٹ پر یہی اعتراض پیش کیا ہے زیر نظر مضمون میں اسی کا مفصل و مدلل جواب دیا گیا ہے۔

**سوال:** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کم سنی میں ہوا، بیان کیا جاتا ہے کہ ۶ سال کی عمر میں نکاح اور ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔ اس سلسلہ میں معاندین اسلام کی طرف سے یہ شکوک و شبہات قائم کئے جاتے ہیں کہ اس کم سنی کی شادی پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے موزوں اور مناسب نہیں تھی۔ چنانچہ ایک یہودی عالم نے انٹرنیٹ پر یہی اعتراض پیش کیا ہے۔ آپ اس کا تحقیقی و تفصیلی جواب عنایت فرمائیں تو شکر گزار ہوں گا۔ (فاروق عبدالعزیز قریشی رنگ روڈ مہدی پٹنم، حیدرآباد)

**جواب:** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو حضور اکرم ﷺ نے اُن کی کم سنی میں نکاح فرمایا اور پھر ان کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا (زینب رضی اللہ عنہا) نے تین سال بعد ۹ سال کی عمر میں رخصتی کر دی، اس پر بعض گوشوں سے اعتراضات اور شکوک و شبہات نئے نہیں ہیں؛ بلکہ پرانے ہیں، علماء اور محققین نے جوابات بھی دیئے ہیں، تاہم ذیل کی سطروں میں ایک ترتیب کے ساتھ جواب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امید کہ جواب میں تحقیق و تجزیہ کے جو پہلو سامنے آئیں گے، اُن سے ذہنی غبار دھل جائے گا اور ذہن کا مطلع بالکل صاف اور واضح ہو جائے گا۔ اس لیے مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر تفصیلی جواب لکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کارگاہِ عالم کا سارا نظام قانونِ زوجی (Law of Sex) پر مبنی ہے اور کائنات میں جتنی چیزیں نظر آرہی ہیں سب اسی قانون کا کرشمہ اور مظہر ہیں۔ (الذاریات: ۴۹) یہ اور بات ہے کہ مخلوقات کا ہر طبقہ اپنی نوعیت، کیفیت اور فطری مقاصد کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن اصل زوجیت ان سب میں وہی ایک ہے۔ البتہ انواعِ حیوانات میں انسان کو خاص کر کے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کے زوجین کا تعلق محض شہوانی نہ ہو بلکہ محبت اور انس کا تعلق ہو دل کے لگاؤ اور روحوں کے اتصال



کا تعلق ہو۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے رازدار اور شریک رنج و راحت ہوں، ان کے درمیان ایسی معیت اور دائمی وابستگی ہو جیسی لباس اور جسم میں ہوتی ہے۔ دونوں صنفوں کا یہی تعلق دراصل انسانی تمدن کی عمارت کا سنگ بنیاد ہے اس ربط و تعلق کے بغیر نہ انسانی تمدن کی تعمیر ممکن ہے اور نہ ہی کسی انسانی خاندان کی تنظیم۔ جب یہ قانونِ زوجی خالق کائنات کی طرف سے ہے تو یہ کبھی صنفی میلان کو کچلنے اور فنا کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اس سے نفرت اور کلی اجتناب کی تعلیم دینے والا بھی نہیں ہو سکتا؛ بلکہ اس میں لازماً ایسی گنجائش رکھی گئی ہے کہ انسان اپنی فطرت کے اس اقتضاء کو پورا کر سکے حیوانی سرشت کے اقتضاء اور کارخانہ قدرت کے مقرر کردہ اصول و طریقہ کو جاری رکھنے کے لیے قدرت نے صنفی انتشار کے تمام دروازے مسدود کر دیئے، اور ”نکاح“ کی صورت میں صرف ایک دروازہ کھولا۔ کسی بھی آسمانی مذہب و شریعت نے اس کے بغیر مرد و عورت کے باہمی اجتماع کو جائز قرار نہیں دیا۔ پھر اسلامی شریعت میں یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ اس فطری ضرورت کو تم پورا کرو، مگر منتشر اور بے ضابطہ تعلقات میں نہیں، چوری چھپے بھی نہیں، کھلے بندوں بے حیائی کے طریقے پر بھی نہیں؛ بلکہ باقاعدہ اعلان و اظہار کے ساتھ، تاکہ تمہاری سوسائٹی میں یہ بات معلوم اور مسلم ہو جائے کہ فلاں مرد اور عورت ایک دوسرے کے ہو چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے تھے، جو تہذیب و تمدن کے ابتدائی درجہ میں تھی آپ ﷺ کے سپرد اللہ نے صرف یہی کام نہیں کیا تھا کہ اُن کے عقائد و خیالات درست کریں؛ بلکہ یہ خدمت بھی آپ ﷺ کے سپرد تھی کہ ان کا طرزِ زندگی، بود و باش اور رہن سہن بھی ٹھیک اور درست کریں۔ ان کو انسان بنائیں، انہیں شائستہ اخلاق، پاکیزہ معاشرت، مہذب تمدن، نیک معاملات اور عمدہ آداب کی تعلیم دیں، یہ مقصد محض وعظ و تلقین اور قیل و قال سے پورا نہیں ہو سکتا تھا، تیس سال کی مختصر مدتِ حیات میں ایک پوری قوم کو وحشیت کے بہت نیچے مقام سے اٹھا کر تہذیب کے بلند ترین مرتبہ تک پہنچا دینا اس طرح ممکن نہ تھا کہ محض مخصوص اوقات میں ان کو بلا کر کچھ زبانی ہدایات دیدی جائیں۔ اس کے لیے ضرورت تھی کہ آپ ﷺ خود اپنی زندگی میں ان کے سامنے انسانیت کا ایک مکمل ترین نمونہ پیش کرتے اور ان کو پورا موقع دیتے کہ اس نمونہ کو دیکھیں اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بنائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ یہ آپ ﷺ کا انتہائی ایثار تھا کہ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ کو قوم کی تعلیم کے لیے عام کر دیا۔ اپنی کسی چیز کو بھی پرائیویٹ اور مخصوص نہ رکھا۔ حتیٰ کہ ان معاملات کو بھی نہ چھپایا جنہیں دنیا میں کوئی شخص عوام کے لئے کھولنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے اتنا غیر معمولی ایثار اس لئے کیا تاکہ رہتی دنیا تک کے لئے لوگوں کو بہترین نمونہ اور عمدہ نظیر مل سکے۔ اسی اندرونی اور خانگی حالات دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے آپ ﷺ نے

متعدد نکاح فرمایا۔ تاکہ آپ ﷺ کی نجی زندگی کے تمام حالات نہایت وثوق اور اعتماد کے ساتھ دنیا کے سامنے آجائیں اور ایک کثیر جماعت کی روایت کے بعد کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور شریعت کے وہ احکام و مسائل جو خاص عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں سے بیان کرنے میں حیاء اور حجاب مانع ہوتا ہے ایسے احکام شریعیہ کی تبلیغ ازواجِ مطہرات - رضی اللہ عنہن - کے ذریعہ سے ہو جائے۔

تنہائی کے اضطراب میں، مصیبتوں کے ہجوم میں اور ستمگاریوں کے تلاطم میں ساتھ دینے والی آپ ﷺ کی غمگسار بیوی ام المؤمنین حضرت خدیجہ - رضی اللہ عنہا - کا رمضان ۱۰ء نبوت میں جب انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے چار سال بعد یہ ضروری سمجھا کہ آپ ﷺ کے حرم میں کوئی ایسی چھوٹی عمر کی خاتون داخل ہوں جنہوں نے اپنی آنکھ اسلامی ماحول میں ہی میں کھولی ہو اور جو نبی ﷺ کے گھرانے میں آکر پروان چڑھیں، تاکہ ان کی تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے مکمل اور مثالی طریقہ پر ہو اور وہ مسلمان عورتوں اور مردوں میں اسلامی تعلیمات پھیلانے کا موثر ترین ذریعہ بن سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے مشیت الہی نے حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کو منتخب فرمایا اور شوال ۳ء قبل الہجرہ مطابق ۶۲۰ / مئی میں حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر جمہور علماء کے یہاں چھ سال تھی اور تین سال بعد جب وہ ۹ سال کی ہو چکی تھیں اور ان کی والدہ محترمہ حضرت ام رومان - رضی اللہ عنہا - نے آثار و قرآن سے یہ اطمینان حاصل کر لیا تھا کہ وہ اب اس عمر کو پہنچ چکی ہیں کہ رخصتی کی جاسکتی ہے تو نبی اکرم ﷺ کے پاس روانہ فرمایا اور اس طرح رخصتی کا عمل انجام پایا۔ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۴۵۶، اعلام النساء صفحہ ۱۱، جلد ۳، مطبوعہ بیروت)

حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کے والدین کا گھر تو پہلے ہی نور اسلام سے منور تھا، عالم طفولیت ہی میں انہیں کا شانہ نبوت تک پہنچا دیا گیا تاکہ ان کی سادہ لوح دل پر اسلامی تعلیم کا گہرا نقش مرتسم ہو جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - نے اپنی اس نوعمری میں کتاب و سنت کے علوم میں گہری بصیرت حاصل کی۔ اسوۂ حسنہ اور آنحضور ﷺ کے اعمال و ارشادات کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھا اور درس و تدریس اور نقل و روایت کے ذریعہ سے اُسے پوری امت کے حوالہ کر دیا۔ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کے اپنے اقوال و آثار کے علاوہ ان سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) مرفوع احادیث صحیحہ مروی ہیں۔ اور حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - کو چھوڑ کر صحابہ و صحابیات میں سے کسی کی بھی تعداد حدیث اس سے زائد نہیں۔

بعض مریضانہ ذہن و فکر رکھنے والے افراد کے ذہن میں یہ خلش اور الجھن پائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے اس کم سنی میں نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ کہ اس چھوٹی سی عمر میں حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے نکاح کرنا آپ ﷺ کے لئے موزوں اور مناسب نہیں تھا؟ چنانچہ ایک یہودی مستشرق نے انٹرنیٹ پر اس قسم کا اعتراض بھی اٹھایا ہے اور اس طرح اس نے بعض حقائق و واقعات، سماجی روایات، موسمی حالات اور طبی تحقیقات سے اعراض اور چشم پوشی کا اظہار بھی کیا ہے کہ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے نکاح اور رخصتی اس کم سنی میں کیوں کر ہوئی؟

یہ اعتراض درحقیقت اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - میں وہ اہلیت و صلاحیت پیدا نہیں ہوئی تھی جو ایک خاتون کو اپنے شوہر کے پاس جانے کے لئے درکار ہوتی ہے، حالانکہ اگر عرب کے اس وقت کے جغرافیائی ماحول اور آب و ہوا کا تاریخی مطالعہ کریں تو یہ واقعات اس مفروضہ کی بنیاد کو کھوکھلی کر دیں گے، جس کی بناء پر حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کے نکاح کے سلسلہ میں ناروا اور بیجا طریقہ پر لب کو حرکت اور قلم کو جنبش دی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ ذہن میں رہے کہ اسلامی شریعت میں صحت نکاح کے لیے بلوغ شرط نہیں ہے سورہ "الطلاق" میں نابالغہ کی عدت تین ماہ بتائی گئی ہے، واللّٰی لہ یحضن (المائدہ: ۴) اور ظاہر ہے کہ عدت کا سوال اسی عورت کے معاملہ میں پیدا ہوتا ہے جس سے شوہر خلوت کر چکا ہو؛ کیوں کہ خلوت سے پہلے طلاق کی صورت میں سرے سے کوئی عدت ہی نہیں ہے۔ (الاحزاب: ۴۹) اس لیے "واللّٰی لہ یحضن" سے ایسی عورت کی عدت بیان کرنا جنھیں ماہواری آنا شروع نہ ہوا ہو صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عمر میں نہ صرف لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے بلکہ شوہر کا اس کے ساتھ خلوت کرنا بھی جائز ہے۔ (احکام القرآن للجصاص جلد ۲، صفحہ ۶۲ - الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۷ صفحہ ۱۸)

حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کی نسبت قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہے کہ ان کے جسمانی قوی بہت بہتر تھے اور ان میں قوت نشوونما بہت زیادہ تھی۔ ایک تو خود عرب کی گرم آب و ہوا میں عورتوں کے غیر معمولی نشوونما کی صلاحیت ہے۔ دوسرے عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس طرح ممتاز اشخاص کے دماغی اور ذہنی قوی میں ترقی کی غیر معمولی استعداد ہوتی ہے، اسی طرح قد و قامت میں بھی بالیدگی کی خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لیے بہت تھوڑی عمر میں وہ قوت حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - میں پیدا ہو گئی تھی جو شوہر کے پاس جانے کے لیے ایک عورت میں ضروری ہوتی ہے۔ داؤدی نے لکھا ہے کہ وکانت عائشہ تثبت شبابا حسنا یعنی حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - نے بہت عموگی کے ساتھ سن شباب تک ترقی کی تھی (نووی ۳/۴۵۶) حضرت عائشہ کے طبعی

حالات تو ایسے تھے ہی، ان کی والدہ محترمہ نے ان کے لیے ایسی باتوں کا بھی خاص اہتمام کیا تھا جو ان کے لیے جسمانی نشوونما پانے میں مدد و معاون ثابت ہوئی۔ چنانچہ ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۹۸ اور ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶ میں خود حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کا بیان مذکور ہے کہ ”میری والدہ نے میری جسمانی ترقی کے لیے بہترے تدبیریں کیں۔ آخر ایک تدبیر سے خاطر خواہ فائدہ ہوا، اور میرے جسمانی حالات میں بہترین انقلاب پیدا ہو گیا“ اس کے ساتھ اس نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کو خود ان کی والدہ نے بدون اس کے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے رخصتی کا تقاضا کیا گیا ہو، خدمت نبوی میں بھیجا تھا اور دنیا جانتی ہے کہ کوئی ماں اپنی بیٹی کی دشمن نہیں ہوتی؛ بلکہ لڑکی سب سے زیادہ اپنی ماں ہی کی عزیز اور محبوب ہوتی ہے۔ اس لیے ناممکن اور محال ہے کہ انھوں نے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی صلاحیت و اہلیت سے پہلے ان کی رخصتی کر دی ہو اور اگر تھوڑی دیر کے لیے مان لیا جائے کہ عرب میں عموماً لڑکیاں ۹/ برس میں بالغ نہ ہوتی ہوں تو اس میں حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے کہ استثنائی شکل میں طبی اعتبار سے اپنی ٹھوس صحت کے پس منظر میں کوئی لڑکی خلافِ عادت ۹/ برس ہی میں بالغ ہو جائے، جو ذہن و دماغ منفی سوچ کا عادی بن گئے ہوں اور وہ صرف شکوک و شبہات کے جال بننے کے خوگر ہوں انھیں تو یہ واقعہ جہالت یا تجاہلِ عارفانہ کے طور پر حیرت انگیز بنا کر پیش کرے گا؛ لیکن جو ہر طرح کی ذہنی عصبيت و جانبداری کے خول سے باہر نکل کر عدل و انصاف کے تناظر میں تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں وہ جان لیں کہ نہایت مستند طریقہ سے ثابت ہے کہ عرب میں بعض لڑکیاں ۹/ برس میں ماں اور اٹھارہ برس کی عمر میں نانی بن گئی ہیں۔ سنن دارقطنی میں ہے حدیثی عباد بن عباد المہلبی قال ادرکت فینا یعنی المہالبۃ امرأۃ صارت جدۃ وہی بنت ثمان عشرۃ سنۃ. ولدت تسع سنین ابنة. فولدت ابنتها لتسع سنین فصارت ہی جدۃ وہی بنت ثمان عشرۃ سنۃ (دارقطنی، جلد ۳، صفحہ ۳۲۳، مطبوعہ: لاہور پاکستان) خود ہمارے ملک ہندوستان میں یہ خبر کافی تحقیق کے بعد شائع ہوئی ہے کہ وکٹوریہ ہسپتال دہلی میں ایک سات سال سے کم عمر کی لڑکی نے ایک بچہ جنا ہے۔ (دیکھئے اخبار ”مدینہ“ بجنور، مجریہ یکم جولائی ۱۹۳۲ / بحوالہ نصرت الحدیث صفحہ ۱۷۱)

جب ہندوستان جیسے معتدل اور متوسط ماحول و آب و ہوا والے ملک میں سات برس کی لڑکی میں یہ استعداد پیدا ہو سکتی ہے تو عرب کے گرم آب و ہوا والے ملک میں ۹/ سال کی لڑکی میں اس صلاحیت کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی - رضی اللہ عنہ - نے اپنی لڑکی ام کلثوم کا نکاح عروۃ بن الزبیر سے اور عروۃ بن الزبیر نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے بھتیجے سے اور عبداللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - کی بیوی نے اپنی لڑکی کا نکاح ابن المسیب بن نجدة سے کم سنی میں کیا۔ (الفقه الاسلامی وادلتہ جلد ۷، صفحہ ۱۸۰)

ان حضرات کا کم سنی میں اپنی لڑکیوں کا نکاح کر دینا بھی اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ اس وقت بہت معمولی عمر میں ہی بعض لڑکیوں میں شادی و خلوت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی تھی، تو اگر حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کا نکاح ۶/ برس کی عمر میں ہوا تو اس میں کیا استبعاد ہے کہ ان میں جنسی صلاحیتیں پیدا نہ ہوئی ہوں۔ جیسا کہ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ ان کی والدہ نے خصوصیت کے ساتھ اس کا اہتمام کیا تھا الغرض شوہر سے ملنے کے لیے ایک عورت میں جو صلاحیتیں ضروری ہوتی ہیں وہ سب حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - میں موجود تھیں۔ لہذا اب یہ خیال انتہائی فاسد ذہن کا غماز ہو گا اور موسمی، ملکی، خاندانی اور طبی حالات سے اعراض اور چشم پوشی کا مترادف ہو گا کہ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے کم سنی میں شادی کرنے کی آپ ﷺ کو کیا ضرورت تھی؟ علاوہ ازیں حضرت عائشہ کے ماسواء جملہ ازواج مطہرات - رضی اللہ عنہن - بیوہ، مطلقہ یا شوہر دیدہ تھیں، حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے کم سنی میں ہی اس لئے نکاح کر لیا گیا تاکہ وہ آپ ﷺ سے زیادہ عرصہ تک اکتسابِ علوم کر سکیں۔ اور حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کے توسط سے لوگوں کو دین و شریعت کے زیادہ سے زیادہ علوم حاصل ہو سکیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - (48) اڑتالیس سال زندہ رہیں، زرقانی کی روایت کے مطابق ۶۶ھ میں حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - کا انتقال ہوا۔ ۹/ برس میں رخصتی ہوئی آپ کے ساتھ ۹/ سال رہیں اور آپ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ برس تھی۔ (زرقانی، الاستیعاب) اور صحابہ و تابعین ان کی خداداد ذہانت و فراست، ذکاوت و بصیرت اور علم و عرفان سے فیض حاصل کرتے رہے، اور اس طرح ان کے علمی و عرفانی فیوض و برکات ایک لمبے عرصہ تک جاری رہے۔ (زرقانی جلد ۳، صفحہ ۲۲۹-۲۳۶)

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسا آدمی دنیا میں نہیں گزرا جو کامل ۲۳ برس تک ہر وقت، ہر حال میں منظر عام پر زندگی بسر کر لے، سینکڑوں ہزاروں آدمی اس کی ایک ایک حرکت کے تجسس میں لگے ہوئے ہوں۔ اپنے گھر میں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرتے ہوئے بھی اس کی جانچ پڑتال ہو رہی ہو اور اتنی گہری تلاش کے بعد نہ صرف یہ کہ اس کے کیریئر پر ایک سیاہ چھینٹ تک نظر نہ آئے؛ بلکہ یہ ثابت ہو کہ جو کچھ وہ دوسروں کو تعلیم دیتا تھا، خود اس کی اپنی زندگی اس تعلیم کا مکمل نمونہ تھی؛ بلکہ یہ ثابت ہو کہ اس طویل زندگی میں وہ کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی عدل و تقویٰ اور سچائی و پاکیزگی کے معیاری مقام سے نہیں ہٹا؛ بلکہ یہ ثابت ہو کہ جن لوگوں نے سب سے زیادہ قریب سے اس کو دیکھا وہی سب سے زیادہ اس کے گرویدہ اور معتقد ہوئے۔ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کی پوری آبادی میں ”انسانِ کامل“ کہلائے جانے کے آپ ﷺ ہی مستحق ہیں اور عیسائی سائنسدانوں نے جب تاریخِ عالم میں ایسے شخص کو جو اپنی شخصیت کے جگمگاتے اور گہرے نقوش چھوڑے ہیں سب سے پہلے نمبر پر رکھ کر اپنی کتاب کا آغاز کرنا چاہا تو اس نے دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنے من پسند کسی سائنسدان کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کی نظر انتخاب اسی پر پڑی اور اسی سے اپنی کتاب کا آغاز کیا جسے دنیا حضرت محمد ﷺ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی زندگی جلوت کی ہو یا خلوت کی ایک کامل نمونہ ہے اور اس میں ایسا اعتدال و توازن پایا جاتا ہے کہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور جب کوئی ”یرقانی“ نظر والے آپ ﷺ کی زندگی میں کسی کمی کو تلاش کریں تو حقیقت پسند شاعر یہ کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہو گا۔

فرق آنکھوں میں نہیں، فرق ہے بینائی میں  
عیب میں عیب، ہنرمند ہنر دیکھتے ہیں

انٹرنیٹ کی دنیا سے قریبی تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ اسلام کے خلاف مختلف شکوک و شبہات اور فتنے پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ اور فتنوں کا سد باب وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، جو لوگ انٹرنیٹ کے ذریعہ فتنے کے شوشے چھوڑ دیتے ہیں ان کا منظم و منصوبہ بند طریقہ پر جواب دیا جائے کسی وجہ سے اگر علماء براہِ راست انگریزی میں جواب نہیں دے سکتے تو ان کا علمی تعاون حاصل کر کے جواب کی اشاعت عمل میں لائی جاسکتی ہے،<sup>1</sup> زندگی کا کارواں جب چلتا ہے تو گرد و غبار کا اٹھنا لازمی ہے؛ لیکن منزل کی طرف رواں دواں رہنے ہی میں منزل پر پہنچا جاسکتا ہے؛ لیکن اس کے لئے قدم میں طاقت اور دست و بازو میں قوت چاہئے۔ ع

اس بحرِ حوادث میں قائم پہنچے گا وہی اب ساحل تک  
جو موجِ بلاء کا خوگر ہو رخ پھیر سکے طوفانوں کا<sup>2</sup>

<sup>1</sup> انتہائی مناسب تجویز ہے، علماء حضرات اس طرف متوجہ ہوں، اور آج کے نوجوان طبقے (جو سوشل میڈیا پر دنیا جہان کی باتیں کرتے ہیں) کو دینی خدمت پر مامور کریں (مدیر)

<sup>2</sup> بشکریہ دفاعِ اسلام بلاگ <http://difaieislam.blogspot.in> بخود



## وفاق المدارس کا اعلان حق

### انتخاب: حق کی یلغار

اس مضمون میں بزدلی، کم ہمتی اور روباہی کی زندگی پر خوبصورت انداز میں چوٹ کی گئی ہے۔ جہاد کے موضوع پر یہ مضمون فیس بک پیج "حق کی یلغار" کے توسط سے پیش کیا جا رہا ہے۔

نوٹ: محترم "حق کی یلغار" کی گزارش ہے کہ اُن کی شخصیت کے متعلق ذاتی سوالات نہ کیے جائیں۔ اللہ اپنے ایسے مخلص بندوں کے اخلاص اور کاوش کو قبول فرمائے۔ (مدیر)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے قوم نے بہت عرصہ بعد... پھر گرجدار، کڑک دار طوفانی تقریریں سنیں ہیں... جذبے، ولولے اور غیرت سے بھرپور تقریریں... ان شاء اللہ... اس سے بہترین نتائج برآمد ہوں گے... اور روشن خیالی نام کی "کالی ماتا" کے دو تین دانت تو ضرور ٹوٹیں گے... ویسے بھی بہت عرصہ سے اہل حق کے اسٹیج پر خاک اڑ رہی تھی... اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے "لال مسجد" والوں کو... انہوں نے اپنے عظیم و شہید والد کی مسند کو پھیکا نہیں پڑنے دیا... میرا دل چاہتا ہے کہ اس جرأت مند، خوبصورت... اور دین کے دیوانے خاندان پر ایک پورا کالم لکھوں... اور اگر مجھے راہ چلتے... حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ کا سچا جانشین... حضرت مولانا عبدالعزیز نظر آجائے تو اس کی پیشانی چوم لوں... ماشاء اللہ... کیا خوب ایمان ہے اور کیا خوب قربانی... اللہ پاک "نظر بد" اور "سر بد" سے بچائے... ان کے علاوہ ہر طرف کچھ خاموشی خاموشی سی نظر آتی تھی... سجان اللہ... چند سال پہلے تک اہل حق کا اسٹیج کس شان کا ہوتا تھا... لوگ ابھی جلسہ سے اٹھے نہیں ہوتے تھے کہ... تقریروں کی کیٹیں امریکی سفارت خانے تک جا پہنچتی تھیں... اور خود کو طاقتور سمجھنے والوں کے پائے ہلنے لگتے تھے... اس زمانے کے کس کس منظر کو یاد کروں... ایسا محسوس ہوتا تھا کہ قرآن پاک کا مدنی روپ مسکرا رہا ہے... پھر اچانک خزاں کا موسم شروع ہو گیا... بہت سے گلے گھونٹ دیئے گئے... اور خوف و بزدلی کی بد بونے مجمع منتشر کر دیا... اور تو اور تقریروں کا رنگ تک بدل گیا...

کچھ مہینے پہلے بعض دوست بتا رہے تھے کہ ہم ایک مسجد میں جمعہ ادا کرنے گئے... کسی زمانے یہاں کے خطیب صاحب بہت عمدہ خطاب فرمایا کرتے تھے... اور دشمنان اسلام کو آڑے ہاتھوں لیا کرتے تھے... مگر اس دن ان کے خطاب کا رنگ بدلا ہوا تھا... خطیب صاحب صفائی دے رہے تھے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کیا تعلق؟... اسلام دہشت گردی کا مخالف ہے، پھر اچانک وہ جوش میں آگئے... اور فرمانے لگے... لوگ اسلام اور علماء کو دہشت گرد کہتے ہیں حالانکہ ہم علماء کو تو بندوق چلانا بھی نہیں آتی... اور پھر انہوں نے فخر سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا آپ مجھے دیکھیں... میں نے بندوق تو دور کی بات کبھی پستول تک نہیں چلایا... بلکہ کبھی اپنے ہاتھ میں پستول اٹھایا تک نہیں... وہ اس بات کو پورے فخر، جرأت اور غرور کے ساتھ بار بار دہراتے رہے... اور ہمارے ساتھی حیرت سے انہیں تکتے رہے... یہ تو اچھا ہوا کہ کسی نے نعرہ نہیں لگا دیا... سرکف سر بلند... تیری جرأت کو سلام!

میں نے جب یہ واقعہ سنا تو کافی پریشان ہوا... اور مجھے ڈر لگنے لگا کہ کچھ عرصہ اگر مزید یہی حالت رہی تو... کئی لوگ اسٹیج پر اچھل اچھل کر... اور سینے پر ہاتھ مار کر کہیں گے... ہم وہ ہیں جنہوں نے کبھی چوہا تک نہیں مارا... ہم وہ ہیں جنہیں غلیل پکڑنا تک نہیں آتی... ہم وہ ہیں کہ اپنے سائے سے ڈرتے ہیں... اور ہر کتے کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں... اے لوگو! تم نے ہمیں کیا سمجھ رکھا ہے... اے آسمان گواہ رہنا ہم نے کبھی جہاد کا نام نہیں لیا... ہم نے کبھی اسلحہ چلنے کی آواز نہیں سنی...

اور ہم نے کبھی شہادت کا تصور تک نہیں کیا... اے کافرو! آؤ ہمارے گلے لگ جاؤ... اور اے صحافیو! لکھ لو کہ خرگوش کی سو سالہ زندگی... شیر کی ایک روزہ زندگی سے بہتر ہے... ہماری حکومت نے اسٹیج کا بدلا ہوا یہ رنگ دیکھا تو اس کی ہمت اور بڑھ گئی... ہر مسجد میں نگرانی، ہر مدرسہ میں نگرانی... اور ایسا بھونڈا دباؤ کہ جیسے حکومت اور اس کی ایجنسیوں کو... اس کام کے علاوہ کوئی اور کام ہے ہی نہیں... میں نے خود دیکھا کہ ہر مسجد میں کئی کئی خفیہ اہلکار متعین تھے... اور علماء کرام کے گھروں اور دفاتر کے گرد... ان اہلکاروں کا ہالہ بنا رہا تھا... عجیب صورتحال تھی... فن اور ثقافت کے نام پر جاسوسی کرنے والے آزاد، لسانیت کے نام پر ملک توڑنے والے آزاد، بے حیائی پھیلانے والے آزاد، غیر ملکیتوں کے لئے ہر خدمت سرانجام دینے والے صحافی آزاد... اور افغانستان کے شمالی اتحاد والے آزاد... اور نگرانی صرف مجاہدین، علماء... اور مساجد و مدارس کی ہو رہی تھی... اسی دوران حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید کر دیئے گئے... ان کے کچھ عرصہ بعد... حضرت مفتی جمیل احمد خان کو خون میں نہلا دیا گیا... اور اس سے کچھ پہلے دینی جماعتوں کی موجودگی میں... جہادی تنظیموں پر نئی پابندی کے صدارتی حکم پر... سب حُر وزراء اعلیٰ کا انگوٹھا لگوایا گیا...

حالانکہ... اکثر جہادی جماعتیں... اہل حق کے گرد حفاظت کا مضبوط حصار تھیں... یہ لوگ مدارس کے خادم اور مساجد کے چوکیدار تھے... وہ علماء کے خادم اور مشائخ کے شیدائی تھے... ان لوگوں نے کبھی اپنے ان فرائض سے غفلت نہیں کی

... اسی لئے... سب حر سے پہلے انہیں رستے سے ہٹانے کی کوشش کی گئی... اور پھر اچانک مدارس کے گرد پھندا سخت ہونے لگا... کچھ عرصہ پہلے... لندن کے بم دھماکوں کا ملبہ مدارس پر گر کر یہ جذباتی اعلان کر دیا گیا کہ... تمام غیر ملکی طالب علم قرآن پاک کی تعلیم چھوڑ کر پاکستان سے نکل جائیں... سبحان اللہ! وہ پاکستان جہاں پر ہر غیر ملکی مالدار کا... خواہ وہ بے حیائی کے لئے ہی کیوں نہ آیا ہو... پلکیں بچھا کر استقبال کیا جاتا ہے... اس میں یہ اعلان ہوا کہ... قرآن پاک پڑھنے والے تمام غیر ملکی فوراً نکل جائیں... کیا یہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو ویران کرنے کی سازش نہیں ہے؟... کیا یہ دینی مدارس کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں ہے؟... دراصل حکومت کو بتایا گیا تھا کہ دینی مدارس کا چندہ غیر ملکوں سے آتا ہے... اور اس کا ذریعہ یہ غیر ملکی طلبہ بنتے ہیں... حکومت کے بد دین عناصر یہ بات کہاں برداشت کر سکتے تھے... لندن بم دھماکوں کے بعد انہیں موقع مل گیا... اور انہوں نے آنکھیں بند کر کے... دینی مدارس کے خلاف... یہ... اقتصادی توپ چلا دی... مال، دولت اور ڈالر کی پوجا کرنے والے... دانشوروں کا خیال یہی ہے کہ سب حر کچھ پیسے سے ہو رہا ہے... اور پیسے کے لئے ہو رہا ہے... اس لئے جیسے ہی ”پیسہ“ بند ہو گا... جہاد بھی بند ہو جائے گا... اور مدارس بھی... اس لئے سارا زور چندہ بند کرنے... اور اکاؤنٹ سیل کرنے پر لگایا جا رہا ہے... اگر ان لوگوں کا حافظہ ٹھیک ہوتا تو انہیں یاد رہتا کہ... طالبان نے جب بامیان کے بت گرانے کا اعلان کیا تو انہیں... دنیا بھر سے... اربوں ڈالر کی آفر ہوئی تھی... مدرسے کا ایک غریب مولوی... امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد... راتوں رات اربوں پتی بن سکتا تھا... پھر... کیا ہوا... سب نے دیکھا کہ بت اڑا دیئے گئے... اور ڈالروں پر تھوک دیا گیا... ۶ سال پہلے جب کچھ کشمیری مجاہدین نے انڈین ایئر لائن کا طیارہ اغواء کر لیا تھا... اور... ان مسلمان رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا... جن کو انڈیانے... غیر قانونی قید میں رکھا ہوا تھا... تو اس اغواء شدہ طیارے میں ایک ایسا غیر ملکی شخص بھی سوار تھا جسے اس کی مالدار کی وجہ سے... ”کر نسی کنگ“ کہا جاتا تھا... اب یہ بات کتابوں میں چھپ چکی ہے کہ... اس شخص نے بارہا ان ہائی جیکروں کو بہت موٹی رقم کی پیشکش کی... مگر... وہ اللہ کے بندے رقم لینا تو دور کی بات... اس کے ساتھ تفصیلی بات کرنے پر بھی راضی نہ ہوئے... وہ آٹھ دن تک... کروڑوں ڈالر کی چمک دکھاتا رہا... اور ہر لمحہ مایوس ہوتا رہا... آٹھویں دن یہ ہائی جیکر... تین مسلمانوں کی رہائی ملنے پر... اسی طرح خالی ہاتھ... اور پاکدامن اتر گئے... جس طرح وہ سوار ہوئے تھے... انہوں نے نہ کسی کو لوٹا... اور نہ کسی کی عزت کو پامال کیا... ایک ہندو نوجوان لڑکی نے... اپنے ایک خط میں لکھا کہ... یہ لوگ انسان نہیں بہت اونچی مخلوق تھے... ہمارے ملک میں کسی کی عزت محفوظ نہیں رہتی... جبکہ... ان لوگوں نے آٹھ دن تک... ہماری بے بسی کے باوجود... ہم پر نگاہ تک نہیں اٹھائی... ملا محمد عمر مدظلہ کا واقعہ ہو... یا ہائی جیکروں کی ایمان افروز داستان... یہ سب کچھ یورپ اور امریکہ میں شائع ہو چکا ہے... اور اس کی برکت سے بے شمار لوگ ”مسلمان“ ہو رہے ہیں...

مگر خود ہمارے دانشوروں کا دماغ اسی سوئی پرائیڈ کا ہوا ہے کہ چندہ بند تو جہاد بند... چندہ بند تو مدرسہ بند... اور یہ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ... چونکہ مدرسہ میں رہائش اور کھانا مفت ملتا ہے اس لئے غریب لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیج دیتے ہیں... حالانکہ... یہ بات اور سوچ بالکل جاہلانہ، ظالمانہ... اور حقائق کے برخلاف ہے... مال اور پیسوں کے لالچی لوگ تو اپنے بچوں کو اسکول بھیجتے ہیں... تاکہ... کچھ بن کر پیسہ کما کر لائیں... اور اگر اسکول نہیں بھیج سکتے... تو مزدوری کراتے ہیں... اور بعض تو غیرت اور عزت کی حدود کو بھی بھول جاتے ہیں... ان میں سے کوئی بھی اپنے بچے کو مدرسہ میں نہیں بھیجتا... مدرسہ میں تو صرف ایماندار اور غیرت مند لوگ اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں... اور خود روکھی سوکھی پر گزارہ کر کے اپنے بچوں کو قرآن و سنت کے نور سے رنگتے ہیں... ہم ایسے غیور والدین کو سلام پیش کرتے ہیں... میں نے خود آٹھ سال تک مدرسہ میں پڑھا ہے... مجھے یاد نہیں کہ میں نے کوئی ایسا طالب علم دیکھا ہو جس کو... اس کے والدین نے اس لئے مدرسہ بھیجا ہو کہ... ان کے پاس اسے کھلانے کے لئے روٹی نہیں تھی... پھر جہاں تک چندے کا سوال ہے تو... بہت کم ایسے مدارس ہیں جنہیں غیر ملکی مسلمان چندہ بھیجتے ہیں... ننانوے فیصد مدارس مقامی چندے اور عطیات سے چلتے ہیں... اس لئے غیر ملکی طلبہ کو نکالنے سے مدارس بند ہو جائیں گے... اگر کسی نے ایسا سوچا ہے تو یہ غلط ہے... مدارس تو ان شاء اللہ بند نہیں ہوں گے... قرآن پڑھنے پڑھانے والے بھوکے نہیں مریں گے... ہاں یہ ملک... ضرور اپنا نقصان کرے گا... کیونکہ... وہ زمین جہاں اللہ کا نام لینے... اور اس کا قرآن پڑھنے سے لوگوں کو روکا جائے... خوف اور بد امنی کا تندور بن جاتی ہے... قرآن پاک سورہ بقرہ کی آیت (۴۱۱) میں اس کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے... اور ہزاروں سال کی تاریخ بھی... اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے... ہماری حکومت اس طرح کے فضول کاموں میں لگ کر... پہلے ہی ملک کا کافی نقصان کر چکی ہے... زلزلے کی آفت سے نمٹنے میں یہ حکومت بری طرح ناکام رہی ہے... اور اب قرآن پاک کی تعلیم کو روکنے کا ”گناہ عظیم“ قوم کے کندھوں پر لاد جا رہا ہے... مسلمانوں کو چاہئے کہ روز روز کے الیکشنوں... اور تماشوں سے سرائٹھ کر... حقائق کو دیکھیں... اور سیاست حر سے دامن جھاڑ کر ”اسلامی غیرت“ کے راستے پر چلیں... آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے... حضرات علماء کرام نے بیداری کی پہلی اینٹ رکھ دی ہے... غیر ملکی مسلمانوں کو... پاکستان میں قرآن پاک کی تعلیم سے روکنا ایک بہت بڑا ظلم... اور گناہ ہے... حکومت ان لوگوں کو روکے جو یہاں... بد معاشی اور بے حیائی کے لئے آتے ہیں... حکومت ان لوگوں کو روکے جنہوں نے یہاں جاسوسی کے نیٹ ورک قائم کر رکھے ہیں... حکومت ان لوگوں کو روکے جو یہاں لسانیت پھیلانے آتے ہیں... حکومت ان لوگوں کو روکے جو یہاں کی جنگلی حیات کو ختم کرنے آتے ہیں... تب... ان شاء اللہ ساری قوم حکومت کا ساتھ دے گی... مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ... مسلمانوں پر بمباری کرنے والوں کو ملک کے باسٹھ اڈے پیش کر دیئے جائیں... اور قرآن پاک پڑھنے والوں سے کہا جائے کہ... فلاں تاریخ تک ملک سے نکل جاؤ... یہ ظلم نہیں چلے گا... جنہوں نے ڈٹ جانے کا اعلان کیا ہے... انہیں مبارک ہو... وہ دین اور قرآن پاک کی حفاظت

کاذریعہ بنے ہیں... یقین کریں... اگر وہ ڈٹے رہے تو... فتح ان شاء اللہ انہی کی ہوگی... اور قوم انہیں... ان شاء اللہ... ہر گز ہر گز مایوس نہیں کرے گی... شہداء کے لئے جنت مہکانے والا رب... قوی، قادر... اور مقتدر ہے... اصل اقتدار اسی کا ہے... بسم صرف اسی کا... صرف اسی کا... اللہ اکبر... بسم اللہ الرحمن الرحیم... یا دائم بلا فناء و یا قائم بلا زوال و یا میسر بلا وزیر... اللہ اکبر ☆

## بیدار مسلم بیدار

### درویش قلم سے

#### پیغام درد دل

کہیں یہ صیہونیت کی سازش تو نہیں؟؟؟

یکے بعد دیگرے حرم مکہ میں دو اہم حادثات کا پیش آنا یقیناً کسی راز پر رہنمائی کر رہا ہے...  
میری عقل حیران ہے مسلمان کس دنیا میں مگن ہیں کہ انھیں سوچنے تک کی فرصت نہیں...

ہر طرف دہشت و وحشت کا سماں ہے وہ پاکباز انسان جو کچھ دن قبل ہنسی خوشی اپنے رب کے دربار میں حاضری کے لیے  
عاشق کی طرح ہولے ہولے روانہ ہوئے تھے...

کیا وجہ بنی انکی سفید پوشاک سرخ رنگ میں رنگی گئی؟؟؟

کیا یہ دشمن کی گھڑی سازش تو نہیں؟؟؟

سوچنے کا مقام ہے!

وہ حرم جہاں کے محافظ ہر وقت اسکی نوک و پلک سنوارنے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں...

جو اپنی جان کو دوا پر لگا کر دیارِ حرم کی مانگ میں سندور بھرتے ہیں، جو اپنی دولتِ حرم کی تعمیر و توسیع میں بے دریغ

لٹا رہے ہیں، جنگی حیات کا ایک ایک لمحہ حرم کے تقدس پر نچھاور ہو چکا ہے

کیا وہ حرم کی اتنی کامل و اکمل خدمات میں کوئی ایسی کسر اور کمی چھوڑ سکتے ہیں؟

جس سے اپنے مسلمان بھائی موت کی آغوش میں چلے جائیں

ہر گز نہیں! یہ سب آن کی آن میں کیسے ہو گیا؟

وہ کرین بجلی کی زد میں آگیا یا کسی سوچی سمجھی سازش سے گرایا گیا؟  
یہ سوال اسی وقت سے مجھے ستا رہا ہے...  
ہونہ ہو طاعوت کے ہاتھ کعبہ تک پہنچ چکے ہیں  
مسلمانوں کو قدرتی حادثہ بتلا کر پس پردہ طاعوتی کارندے اپنی اسکیم کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں  
یعنی نعوذ باللہ کعبہ کو منہدم کرنا، گرانا جو ان کا اولین مقصد ہے  
انکی فوج تو ایک عرصہ سے سرزمین عرب پر ڈیرا جمائے ہوئے ہے  
جو کسی ایسے وقت کے انتظار میں ہے جس وقت انھیں اپنی اسکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا موقع فراہم ہو

مزید یہ کہ ابھی چند ہی ایام ہوئے ایک بڑے حادثہ سے امت گزری  
جس کا درد ہر مسلمان نے محسوس کیا سارے عالم کے مسلمان بیقرار و بے چین ہو گئے  
ایک ماتم کا بادل گویا سایہ فگن ہو گیا ہو

ابھی وہ زخم مندمل بھی نہ ہوا تھا کہ پھر منی کی وادی لالہ زار بن گئی...

ایک نہیں دو نہیں دو سو نہیں سات سو حجاج کرام کی شہادت...

لمحہ میں موت کا لقمہ...

افوہ یہ کتنا حیران کن واقعہ ہے

اور وہ بھی محض بھگدڑ کی وجہ سے؟؟؟

نہیں نہیں ہرگز نہیں

خدایا رحم فرما یہ تصویر کا دوسرا رخ تو نہیں

عقل حیران ہے ہر حاجی منی کے انتظامات سے واقف ہے کتنی سہولت کا انتظام خادم الحرمین الشریفین نے کیا ہے

کیا اتنے سالوں سے کبھی سو سے متجاوز ہلاکتیں ہوئیں؟



کس بیوقوف نے اسے بھگدڑ کا عنوان دیا؟  
 یہ تو تیر بہدف نشانہ ہے جو بالکل تانک کر لگایا گیا ہے  
 ہاں یہ حقیقت ہے آپ کا دل تسلیم کرے نہ کرے  
 چلیے آپ سے سوال!

بھگدڑ آخر مچائی کس نے؟  
 کونسا حاجی ہے جو دوران حج کسی برے خیال سے رمی کر رہا ہو؟  
 ہر گز نہیں یہ حاجیوں کا کام نہیں  
 یہ اس درندہ کا کام ہے جس نے سارے عالم میں مسلمانوں کا خون بہایا ہے  
 یہ بھگدڑ جان بوجھ کر مچائی گئی ہے  
 مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی جا رہی ہے  
 مسلمانو! خبردار ہو جاؤ... اپنے حرم کی پاسبانی کے لیے تیار ہو جاؤ  
 آج چہار دانگ عالم میں مسلمانوں کو ہلاک و برباد کرنے کی سازشیں تیار ہو چکی ہے جو رفتہ رفتہ پوری کی جا رہی ہے  
 لہذا زمانہ میں تماشائی بننے کے بجائے مجاہد بنو...۔

فضائے بدر پیدا کرو  
 فرشتے بس تیار ہیں اترنے کے لیے...  
 وہ بھولا پن چھوڑ دو طاغوت کی سازشوں کو بے نقاب کرو  
 اور ان کا دندان شکن جواب دو  
 حادثات کی نبض ٹٹولنے کی قدرت پیدا کرو  
 باطل چاہتا ہے ہم حادثات کی چکی میں ہائے کرتے رہیں اور وہ اپنے کام باسانی انجام دیدے

لہذا اے حرم کے عابد اور اے اقصیٰ کے دیوانے  
خالد کی جرأت اور عمرو کی فراست پیدا کر...

تسبیح کے ساتھ تلوار بھی اٹھا...

یہی تیری معراج تھی اور ہے  
رافضی یا یہود کا ان حادثات میں پورا پورا کردار مجھے صاف نظر آرہے ہیں  
میرے دوست مصلحت کی عینک اتار کر عزیمت کی پوشاک پہن لے  
تسبیح کیساتھ شمشیر بھی اٹھا اور جزیرۃ العرب سے نجس مشرک، یہود، رافضی شیعہ کو نکال... یہ سب حادثات ختم  
ہو جائیں گے

بچ کر تیغ و سپر تم نے مصلے لے لیے  
بیٹیاں لٹتی رہیں اور تم دعا کرتے رہے ☆

اللہ امت مسلمہ کو بیدار مغزی جرات ہمت طاقت عطا فرمائے  
بزدلی کی زندگی سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے  
امت کی آبرو جان و مال کی حفاظت فرمائے  
آمین

درویش قلم سے ☆

☆ شعر موافق وزن نہ ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ بدل دیے گئے ہیں (مدیر)

☆ پیش کش: عبدالرحمن صدیقی

## صدیق کی خلافت و بیعت پر اعتراضات کے جواب

اعتراض 1: کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع تھا۔ تو کیا یہ درست ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام نے بیعت نہیں کی تھی جبکہ ایسا اجماع جس میں وہ شریک نہ ہوں اس پر خداوند متعال نے لعنت فرمائی ہے جیسا کہ امام ابن حزم فرماتے ہیں:

لعنة الله على كل اجماع يخرج منه علي بن أبي طالب ومن يحضرته من الصحابة (المحلی ۹:۳۴۵)

الجواب:

پہلی بات یہ کہ ابن حزم کی اس عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے لعنت ہو ایسے اجماع پر جس میں علی نہ ہوں یا جس میں صحابہ میں کسی کی موجودگی نہ ہو۔

اجماع کے واسطے ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی اس بات سے متفق ہو بلکہ جس کو غالب اکثریت اپنائے اسے اجماع ہی کہیں گے سیدنا صدیق کے خلافت پر بھی اجماع منعقد ہو چکا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نہج بلاغہ میں قول ہے

فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمَوْهُ إِمَامًا كَانَ ذَلِكَ لِلَّهِ وَرِضًا

اگر مہاجرین و انصار کسی کی امامت پر اجماع کر لیں اور اسے پیشوا قرار دے تو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی اس میں شامل ہیں۔ اور پھر سیدنا صدیق کی خلافت پر تمام مہاجرین و انصار نے اتفاق کر لیا تھا جس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کی خلافت متفق علیہ تھی۔

قول ابن حزم رحمہ

وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى كُلِّ إِجْمَاعٍ يُخْرِجُ عَنْهُ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ

اللہ کی لعنت ہو ایسے اجماع پر جس میں علی نہ ہوں یا جس میں صحابہ میں کسی کی موجودگی نہ ہو

اول: ابن حزم اللہ کی ان پر رحمت ہو کے یہ الفاظ کسی حدیث یا روایت سے نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں جس کی حیثیت ایک عالم کے قول کی ہے جس اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ ان الفاظ سے استدلال لینا کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر اجماع نہیں تھا یقیناً جہالت ہی ہے۔

دوم: ابن حزم نے یہ الفاظ فقہاء پر بحث کرتے ہوئے کہیں ہیں جس میں ان کا مطلب تھا کہ کسی بھی فقہی مسئلہ میں اگر علی کے اور صحابہ کے موقف کو سائیڈ کر دیا جائے تو ایسا فقہی اجماع کسی کام کا نہیں ہے۔ اللہ ان پر رحم کرے ان مقصد یقیناً فقہاء پر لعنت بھیجنا نہیں تھا۔ اتنی سی بات ہے اس میں کہیں پر بھی سیدنا صدیق کی خلافت کا ذکر تک نہیں

ہے۔ پھر ہم پہلے بھی کہ چکے ہیں کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر علی رضی رضی تھے۔ پھر بھی رافضیوں کا شک دور کرنے کے لئے بیعت صدیق کا احوال لکھ دیتے ہیں۔

حضرت علی کا صدیق کی بیعت کرنے کا احوال:

ابن کثیر فی البدایة والنهاية (6\693). فی أحداث سنة 11:

وقد اتفق الصحابة -رضی اللہ عنہم- علی بیعة الصديق في ذلك الوقت حتى علی بن أبي طالب والزبير بن العوام -رضی اللہ عنہما

ابن کثیر الدایہ میں نقل کرتے ہیں کہ تمام صحابہ حضرت ابی بکر صدیق کی بیعت پر متفق ہو گئے اور تو اس وقت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی۔

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن ص 554 میں نقل کرتے ہیں

حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى حدثنا داود بن أبي هند عن أبي نضرة قال لما اجتمع الناس على أبي بكر رضي الله عنه فقال مالي لا أرى علياً قال فذهب رجال من الأنصار فجاءوا به فقال له يا علي قلت ابن عمر رسول الله وختن رسول الله فقال علي رضي الله عنه لا تثريب يا خليفة رسول الله ابسط يدك فبسط يده فبايعه ثم قال أبو بكر مالي لا أرى الزبير قال فذهب رجال من الأنصار فجاءوا به فقال يا زبير قلت ابن عمه رسول الله وحواري رسول الله قال الزبير لا تثريب يا خليفة رسول الله ابسط يدك فبسط يده فبايعه

ابی ندرہ سے روایت ہے کہ جب لوگ ابی بکر کی بیعت کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں علی کو نہیں دیکھ رہا پھر انصار کا ایک آدمی گیا اور علی اس کے ساتھ آگئے صدیق نے کہا اے علی آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں اور آپ ان کے عمزاد ہیں تو علی نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑھائے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور علی نے بیعت کر لی۔ پھر صدیق نے کہا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں زبیر کو نہیں دیکھ رہا انصار کا ایک آدمی گیا اور انہیں بلا کہ لایا صدیق نے کہا اے زبیر تم کہہ سکتے ہو کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پو پھی کے بیٹے ہو زبیر نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑھائے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور زبیر نے بیعت کر لی۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے اسناد قوی ہیں پھر اس حدیث کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک (4457 حدیث) میں نقل کیا ہے ان کہنا ہے کہ یہ حدیث شیخین کے طریقہ پر صحیح ہے۔ پھر بیہقی نے اپنی کتاب اعتقادات جلد 1 ص 349-350 میں اسے ابی سعید الخدری سے نقل کیا ہے اس کا مضمون بھی ایسا ہی ہے اور بیہقی کی یہ حدیث صحیح ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن (2-563) میں قیس بن العبدی سے نقل کرتے ہیں کہ قیس کہتے ہیں کہ میں علی کو بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا انہوں نے اللہ کی تعریف کی اس کا شکریہ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لوگوں کے لئے قربانیوں کا ذکر کیا پھر اللہ نے انہیں موت دی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کو ابی بکر کی بیعت کرنی چاہئے تو انہوں نے ان کی بیعت کی میں نے بھی ان کی بیعت کی اور ان سے وفاداری کی وہ (مسلمان) ان سے خوش تھے ابی بکر نے اچھے کام کئے اور جہاد کیا یہاں تک اللہ نے ان کو موت دے دی ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

شیعہ کتب سے حوالے:

محمد بن حسن نوہختی فرق الشیعہ ص 30 پر لکھتے ہیں

ان علیاً علیہ السلام لہما الامر ورضی بذلک وابعہما طائعا غیر مکرہ و ترک حقہ لہما فنحن راضون کما رضی لہ، لایحل لنا غیر ذلک ولا یسع منا احد الا ذالک وان ولایۃ ابی بکر صارت رشدًا وهدی، لتسلیم علی ورضاء۔  
ترجمہ: کہ علی (ر) نے اُن (یعنی ابو بکر و عمر) کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا اور اُس پر راضی ہو گئے تھے، اور بغیر کسی جبر کے اُن کی بیعت کر کے فرماں برداری کی، اور اُن کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔ پس ہم بھی اس پر راضی ہیں جیسے وہ راضی تھے۔ اب ہمارے لئے یہ حلال نہیں کہ ہم اس کے علاوہ کچھ اور کہیں، اور ہم میں سے کوئی اس کے سوا کچھ اور کہے۔ اور یہ کہ علی (ر) کی تسلیم (تسلیم کرنے) اور راضی ہونے کی وجہ سے ابو بکر (ر) کی ولایت، راشدہ اور ہادیہ بن گئی

شیخ علی البحرانی منار الہدی ص 685 پر لکھتے ہیں

و کما ینقشع السحاب، فمشیت عند ذلک إلی ابی بکر فبايعته ونهضت فی تلك الأحداث حتی زاغ الباطل وزهق  
و كانت کلمۃ اللہ ہی العلیا ولو کرہ الکافرون (2) فتولی أبو بکر تلك الأمور وسدد وقارب واقتصد، وصحبته مناصحا وأطعته  
فیما أطاع اللہ فیہ جاہدا

یہ دیکھ کر کہ کہیں فتنے یا شر پیدا نہ ہو جائے، میں ابو بکر (ر) کے پاس چل کر گیا اور اُن کی بیعت کر لی۔ اور اُن حوادث کے خلاف (ابو بکر (ر) کے ساتھ) کھڑا ہو گیا، حتیٰ کہ باطل چلا گیا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا چاہے وہ کافروں کو برا لگے۔ پس جب ابو بکر (ر) نے نظام امارت سنبھالا اور حالات کو درست کیا اور آسانیاں پیدا کیں، تو میں اُن کا مُصاحب شریک کار (ہم نشین) بن گیا اور اُن کی اطاعت (فرماں برداری) کی، جیسے اُنہوں نے اللہ کی اطاعت کی۔

امالی ص 507 میں شیخ طوسی نقل کرتے ہیں۔

فبايعة أبا بكر كما بايعتموه، وكرهت أن أشق عصا المسلمين، وأن أفرق بين جماعتهم، ثم أن أبا بكر جعلها لعبر من بعده، وأنتم تعلمون أني أولى الناس برسول الله (صلى الله عليه وآله) وبالناس من بعده، فبايعة عمر كما بايعتموه.

ترجمہ: پس میں نے ابو بکر (ر) کی اسی طرح بیعت کی، جس طرح تم لوگوں نے کی۔ اور میں نے یہ ناپسند کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے مابین کوئی پھوٹ یا تفرقہ پیدا ہو۔ پھر ابو بکر (ر) نے (خلافت) عمر (ر) کو سوپنی، اور (حالانکہ) تم جانتے ہو کہ رسول (ص) کے بعد اُن کے قریب ہم تھے۔ پس پھر میں نے بھی عمر (ر) کی اسی طرح بیعت کی جس طرح تم لوگوں نے کی۔

شیخ طبری الاحتجاج جلد ۱ ص 114 پر لکھتے ہیں:

وروى عن الباقر عليه السلام قال: فلما وردت الكتب على أسامة انصرف بمن معه حتى دخل المدينة، فلما رأى اجتماع الخلق على أبي بكر انطلق إلى علي بن أبي طالب عليه السلام فقال له: ما هذا؟ قال له علي: هذا ما ترى. قال له أسامة: فهل بايعته؟ فقال: نعم يا أسامة.

امام باقر سے روایت ہے: جب اسامہ (ر) کو (نبی (ص) کے وصال کا) خط پہنچا تو وہ ساتھیوں سمیت مدینہ آگئے، اور دیکھا کہ ابو بکر (ر) کے پاس (بیعت کے لئے) لوگ جمع ہیں۔ تو وہ علی (ر) کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ علی (ر) نے اُن سے کہا: یہ وہی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اسامہ (ر) نے اُن سے پوچھا: کیا آپ نے بھی بیعت کر لی ہے؟ علی (ر) نے کہا: ہاں اسامہ (میں نے بھی بیعت کر لی ہے۔

محمد بن حسن طوسی تلخیص شافی جلد 3 ص 42 پر لکھتے ہیں

لا اشكال فيه: انه على عليه السلام بايع مستدفعاً للشر وفاراً من الفتنة.

اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ علی (ر) نے (ابو بکر کی) بیعت کر لی تاکہ شر دفع ہو اور فتنہ پیدا نہ ہو۔

اس کے علاوہ دوسرے کتب اور نسخ البلاغہ وغیرہ میں علی رضی اللہ کی بیعت کا ذکر موجود ہے۔

چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جو ان کے ساتھ تھے انہوں نے بنا کسی جبر کے بیعت کر لی تھی اور انصار و مہاجرین نے تو پہلے ہی بیعت کر لی تھی۔ اس بات سے ثابت ہوا کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا تو ابن حزم کی اس بات کا اطلاق خلافت صدیق پر نہیں ہوتا اور ابن حزم صحیح ہیں جس اجماع میں علی شامل نہ ہوں وہ اجماع کیسے ہو سکتا ہے۔ شیعوں کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کی بات مان لیں اور جس طرح نو بختی

نے لکھا ہے کہ وہ ابی بکر سے راضی ہو گئے تھے وہ ان کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔ اسی طرح شیعی بھی یہود مدینہ کی طرح ہٹ دہری چھوڑ کر سیدنا صدیق کی خلافت بلا فصل کو ہادیہ خلافت مان لیں۔ پر کیا کیا جا سکتا ہے یہود مدینہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے رہے اور اب ان کی اولاد شیعی بھی وہی کر رہے ہیں رسول اللہ کے خلیفہ کا انکار کرتے رہے ہیں۔

اعتراض 3:

آپ کہتے ہیں: ابو بکر کی بیعت تمام مہاجرو انصار کے اجماع کے ذریعہ حاصل ہوئی، لیکن عمر بن خطاب نے کہا ہے: تمام مہاجرین، ابو بکر کی بیعت کے مخالف تھے، علی (علیہ السلام)، زبیر اور ان کے چاہنے والے بھی موافق نہیں تھے۔ ”حین توفی اللہ نبیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان الانصار خالفونا، واجتمعوا باسراہم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ و خالف عنا علی والزبیر و من معہما“۔ (۱)۔

آپ کا دعویٰ صحیح ہے یا عمر بن خطاب کا دعویٰ صحیح ہے؟

الجواب:

ہم اس بات کو تو ثابت کر چکے ہیں کہ تمام انصار و مہاجرین نے سیدنا صدیق کی بیعت کر لی تھی اور وہ سب کے سب سیدنا صدیق کے ساتھ خلافت کے کاموں میں لگ گئے تھے۔

سقیفہ کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ ایک طویل روایت ہے ہم اس ضروری حصہ یہاں صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم الجبلی سے نقل کر دیتے ہیں

إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّمَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ وَفِي شَرِّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تَقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايِعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغَرُّةً أَنْ يُقْتَلَ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِ تَاجِرِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاَنْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَّ أَلَّا عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْهِمْ أَنْ لَا تَقْرُبُوهُمْ أَقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَأَتِيَهُمْ فَاَنْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مَزْمَلٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوا يُوعَاكَ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا نَشْهَدَ خَطِيئَتَهُ فَأَتْنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَتَعَنَّ الْأَنْصَارُ اللَّهُ وَكِتَابَهُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَقْتُ دَافَّةً مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَرِلُونَا مِنْ أَصْلَانَا وَأَنْ يَخْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ



فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّيْتُ مَقَالََةَ أَعْجَبْتَنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيَّ أَيْ بَكْرٍ وَكُنْتُ أَدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمْتُ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَخْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبْتَنِي فِي تَرْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدْيِهِتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرِفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايَعُوا أَيُّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهُمَا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أُقَدِّمَ فَتَضَرَّبَ عَنْقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِيَّاهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جَذَلْتُهَا الْمَحْكُوكُ وَعَدَيْتُهَا الْمُرْجَبُ مِمَّا أُمِيرٌ وَمِنْكُمْ أُمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكُتِرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرَّقَتْ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْبُحَارَةُ جُرُونُ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ

ترجمہ:

تمہیں کوئی شخص یہ کہہ کر دھوکہ نہ دے کہ ابو بکر کی بیعت اتفاقیہ تھی اور پھر پوری ہو گئی، سن لو کہ وہ ایسی ہی تھی لیکن اللہ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے جس میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی فضیلت ہو، جس شخص نے کسی کے ہاتھ پر مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر بیعت کر لی تو اس کی بیعت نہ کی جائے۔ اس خوف سے کہ وہ قتل کر دیے جائیں گے جس وقت اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دے دی تو اس وقت وہ ہم سب سے بہتر ہے۔ مگر انصار نے ہماری مخالفت کی اور سارے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور حضرت علی وزبیر نے بھی ہماری مخالفت کی اور مہاجرین ابو بکر کے پاس جمع ہوئے تو میں نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابو بکر ہم لوگ اپنے انصار بھائیوں کے پاس چلیں، ہم لوگ انصار کے پاس جانے کے ارادے سے چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو نیک بخت آدمی ہم سے ملے، ان دونوں نے وہ بیان کیا جس کی طرف وہ لوگ مائل تھے پھر انہوں نے پوچھا اے جماعت مہاجرین کہاں کا قصد ہے ہم نے کہا کہ اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا ہم تمہارے لئے مناسب نہیں کہ ان کے قریب جاؤ تم اپنے امر کا فیصلہ کرو میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ان کے پاس جائیں گے چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہم ان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو ان کے درمیان دیکھا کہ کمر میں لپٹا ہوا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ، میں نے کہا کہ ان کو کیا ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ ان کو بخار ہے ہم تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ان کا خطیب کلمہ شہادت پڑھنے لگا اور اللہ کی حمد و ثناء کرنے لگا جس کا وہ سزاوار ہے۔ پھر کہا اما بعد، ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرین وہ گروہ ہو کہ تمہاری قوم کے کچھ آدمی فقر کی حالت میں اس ارادہ سے نکلے کہ ہمیں ہماری جماعت

کو جڑ سے جدا کر دیں اور ہماری حکومت ہم سے لے لیں۔ جب وہ خاموش ہوا تو میں نے بولنا چاہا، میں نے ایک بات سوچی رکھی کہ جس کو میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا تھا۔ اور میں ان کا ایک حد تک لحاظ کرتا تھا، جب میں نے بولنا چاہا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کی وہ مجھ سے زیادہ بردبار اور باوقار تھے۔ خدا کی قسم جو بات میری سمجھ میں اچھی معلوم ہوتی تھی اسی طرح یا اس سے بہتر پیرایہ میں فی البدیہہ بیان کی یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جو خوبیاں بیان کی ہیں تم ان کے اہل ہو لیکن یہ امر (خلافت) صرف قریش کے لئے مخصوص ہے یہ لوگ عرب میں نسب اور گھر کے لحاظ سے اوسط ہیں میں تمہارے لئے ان دو آدمیوں میں ایک سے راضی ہوں ان دونوں میں کسی سے بیعت کر لو، چنانچہ انہوں نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) مجھے اس کے علاوہ انکی کوئی بات ناگوار نہ ہوئی، خدا کی قسم میں اس جماعت کی سرداری پر جس میں ابو بکر ہوں اپنی گردن اٹائے جانے کو ترجیح دیتا تھا، یا اللہ مگر میرا یہ نفس موت کے وقت مجھے اس چیز کو اچھا کر دکھائے جس کو میں اب نہیں پاتا ہوں انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ ہم اس کی جڑ اور اس کے بڑے ستون ہیں اے قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے شور و غل زیادہ ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا خوف ہوا میں نے کہا اے ابو بکر اپنا ہاتھ بڑھائیے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی بیعت کی پھر انصار نے ان سے بیعت کی۔

اب یہ سوال کرنے والا عقل کا دشمن ہے حضرت عمر یہاں سیدنا صدیق کے خلیفہ بننے سے پہلے کا حال بتا رہے ہیں ظاہر اس وقت وہ خلیفہ نہیں تھے تو اس وقت اجماع کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ و کذب ہے کہ تمام مہاجرین ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے سیدنا عمر نے ایسا نہیں کہا بلکہ صرف علی و زبیر اور کچھ اور لوگ ہی علی کء گھر میں تھے مخالف وہ بھی نہیں تھے انہیں جیسے پتا چلا بیعت کے لئے آگئے۔ لیکن جب سیدنا صدیق کی خلافت پر انصار نے اجماع کر لیا اور مہاجرین نے بھی بیعت کی پھر علی و زبیر کی بیعت کرنے کے بعد ان کے ساتھ جو تھے انہوں نے بھی بیعت کی۔ تو عقل کے دشمن کیا یہ اجماع نہیں ہوا سب نے بیعت کی۔ اس بات سے کس کو انکار ہے کہ انصار نے اپنا خلیفہ چننے کے لئے ہی اجتماع کیا تھا اور پھر اس بات سے کس کو انکار ہے کہ سیدنا علی و زبیر بھی الگ تھے لیکن جب ان سب لوگوں نے سیدنا صدیق کی بیعت کر لی تو پھر یہ اجماع ہی ہوا نہ۔ اب پتا نہیں کہ شیعہ اجماع کسے کہتے ہیں۔

اعتراض 4: کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت علی نے ہرگز حضرت ابو بکر کی بیعت نہ کی اور اپنی مٹھی بند رکھی لیکن جب حضرت ابو بکر نے یہ صورت حال دیکھی تو خود اپنا ہاتھ حضرت علی کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اسی کو اپنی بیعت قرار دے دیا؟ جیسا کہ مسعودی لکھتے ہیں:

فقالوا له: مديك فبايع، فأبى عليهم فمدوا يدها فقبض على أناملهم فاموا بأجمعهم فتحتها فلم يقدرُوا فمسح عليها أبو بكر وهي مضمونة (اثبات الوصية: ۱۴۶؛ الشافعي ۳: ۲۴۴)

اس کے باوجود بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی بیعت اہل حل و عقد کے اجماع سے واقع ہوئی۔ کیا اسی کو اجماع و اتفاق کہتے ہیں؟ اور پھر اس حدیث ((علی مع الحق والحق مع علی یدور معہ حیث مادر)) مستدرک حاکم ۳: ۱۲۵؛ جامع ترمذی ۵: ۵۹۲، ح ۳۷۱۴؛ مناقب خوارزمی: ۱۷۶، ح ۲۱۴؛ فرائد السمطين ۱: ۱۷۷، ح ۱۴۰؛ شرح المواہب اللدنیة ۷: ۱۳

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔ حق اسی طرف پھرتا ہے جہاں علی پھر جائیں۔  
الجواب:

یہ حوالے شیعہ کتب سے ہیں جو کہ ہمارے لئے حجت نہیں ہیں لیکن پھر کچھ عرض کر دیتے ہیں۔  
بیعت علی کا مکمل احوال از شیعہ و سنی کتب سوال 1 میں آگیا لیکن یہ بالکل ہی سفید جھوٹ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ نہیں کھولا تھا علی نے بیعت کرتے وقت ہاتھ بند نہیں کیا تھا بلکہ خود سیدنا صدیق کو کہا کہ ہاتھ دیں تو انہوں آگے کیا اور علی نے بیعت کر لی۔  
اس کا صحیح روایت سے ثبوت:

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن ص 554 میں نقل کرتے ہیں  
فقال علی رضی اللہ عنہ لا تثريب يا خليفة رسول الله ابسط يدك فبسط يده فبايعه  
تو علی نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑھائے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور علی نے بیعت کر لی۔

سیدنا علی سیدنا صدیق کی بیعت کے لئے بھاگتے ہوئے آئے تھے حتیٰ کہ وہ ٹھیک سے قمیص بھی نہیں پہن سکے تھے تاکہ بیعت میں دیر نہ ہو جن کا حال یہ ہے اور آپ کہتے ہیں کہ انہوں ہاتھ بند رکھا تھا۔

عن حبيب ابن أبي ثابت قال قال كان علي في بيته إذ أتى فقيلاً له قد جلس أبو بكر للبيعة فخرج في قميص ما عليه إزار ولا رداء عجلًا كراهية أن يبطئ عنها حتى يبيعة ثم جلس إليه وبعث إلى ثوبه فأثاءه فتخلله ولزمه مجلس

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ علی اپنے گھر میں تھے کہ کسی نے آکر کہا کہ ابو بکر مسجد میں بیعت لے رہے ہیں تو آپ فوراً اٹھے اور قمیص پہنے بغیر اس خوف سے کہ کہیں دیر نہ ہو جائے گھر سے مسجد آئے بیعت کی اور پھر ابی بکر کے ساتھ بیٹھے رہے اور کسی کو بھیج کر قمیص منگوا کر پہنی اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ روایت کہ انہوں ہاتھ بند رکھا تھا کذب ہیں۔

باقی مستدرک وغیرہ کی روایات کہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ حق گو تھے اگر آپ دیکھتے کہ سیدنا صدیق حق پر نہیں ہیں تو ان کی بیعت کبھی نہیں کرتے بلکہ امام حسین کی طرح قربانی دیتے۔ یہ بات شیعوں کا جانی چاہئے کہ علی نے سیدنا صدیق کی بیعت کی مطلب وہ حق (یعنی صدیق) کے ساتھ تھے اور حق (صدیق) بھی ان کے ساتھ تھے وہ آپس میں سیر و شکر تھے۔

شیعوں اپنی گریبان میں جھانکو۔

اب یہ شیعہ ہیں کہ ایک طرف تو کہتے ہیں علی حق ہیں اور دوسری طرف پھر صدیق کو حق نہیں مانتے جسے علی حق مانتے ہیں۔ اور ہم الحمد للہ ہمیشہ کہتے ہیں علی حق ہر ہیں۔ لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ نہیں وہ حق پرست نہیں تھے وہ اپنی جان بچانے کے خاطر اسلام اور اس کے اصولوں کو پیچھے ڈال دیتے تھے۔ اور حق سے دستبردار ہو جاتے تھے حق چھپاتے تھے۔ اندر میں ایک اور باہر میں دوسرے ہوتے تھے۔۔۔ معاذ اللہ اللہ کی لعنت ہو ایسے سوچ رکھنے والوں پر۔

اعتراض 6: کیا یہ درست ہے کہ امام بخاری نے اسی حدیث کو اپنی کتاب میں چار مختلف مقامات پر نقل کیا ہے لیکن لفظ گناہگار، خائن، پیمان شکن کی جگہ کذا و کذا یا ((کلتما واحدة)) لکھ دیا تاکہ یوں خلافت شیخین کے بارے میں اہل بیت پیغمبر ﷺ کی منفی نظر سے لوگ آگاہ نہ ہو پائیں؟؟

کہا جاتا ہے کہ امام بخاری نے باب نمس، نفقات، اعتصام اور باب فرائض میں اس روایت کو نقل تو کیا لیکن اس میں تبدیلی کردی۔ کتاب نفقات میں لکھا ہے (تزعمان أن أبابكر كذا وكذا) اور باب فرائض میں یوں لکھا ہے: (ثعہ

جئتمانی وکلمتکما واحدة)

الجواب

امام بخاری، ابن عبد البر اور دیگر محدثین نے یہ الفاظ مختلف سندوں کے ساتھ نقل کئے ہیں ضروری نہیں کہ انہوں نے یہ الفاظ حذف کر دئے ہوں ہر راوی کا کلام اپنا ہوتا ہے حدیث کا مفہوم و مقصد تو وہی رہتا ہے لیکن راوی کے بیان مختلف ہوتا ہے

امام بخاری کی سندیں یہ ہیں

صحیح بخاری ۳: ۲۸۷، کتاب النفقات

حدثنا سعيد بن عفیر قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان وكان محمد بن جبير بن مطعم

كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة

حدثنا عبد الله بن يوسف حدثنا الليث حدثني عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني مالك بن أوس النصري وكان محمد بن جبير بن مطعم ذكر لي

كتاب الفرائض

حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان وكان محمد بن جبير بن مطعم ذكر لي

كتاب الخمس

حدثنا إسحاق بن محمد الفروي حدثنا مالك بن أنس عن ابن شهاب عن مالك بن أوس بن الحدثان وكان محمد بن جبير ذكر لي

كتاب المغازي « باب حديث بني النضير

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري قال أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان النصري أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

یہاں تقریباً ہر سند ہی الگ ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ان احادیث کو بیان کرنے میں جو فرق ہے وہ

راویوں کی وجہ سے ہو۔ اب اگر امام بخاری نے اگر یہ الفاظ حدیث میں سے ختم کر دئے ہیں تو انہوں نے اس کو راوی

کا کلام ہی سمجھا ہوگا مثلاً۔ ایک روایت راوی کے الفاظ کچھ اور ہونگے دوسری روایت میں دوسرے راوی کے الفاظ کچھ

اور ہونگے اور پھر تیسری روایت میں راوی نے کذا کذا وغیرہ کہ کر الفاظ بیان کر دئے ہونگے کیوں کہ بعض اوقات ہم

ایسے کہ دیتے ہیں کہ اس نے ایسا ایسا کہا (اب اس ایسا ایسا کو پھر راویوں نے اپنے اندازوں پر بیان کیا ہوگا کسی نے کہا

ہوگا کہ چور، خائن تو کسی نے کہا ہوگا غاصب وغیرہ)۔ تو امام بخاری نے سمجھا ہوگا کہ یہ راویوں کی ہی بیان کردہ باتیں

ہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا کسی کو صحیح معلوم نہیں اس لئے صحابہ سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ الفاظ بیان نہیں کئے

ہوں۔ کیوں کہ انہیں راویوں کے مختلف اندازوں کو بیان کرنے کے بجائے صحابہ سے حسن ظن رکھنا ہی آسان لگا ہوگا۔ کیوں کہ صحابہ کی عدالت متفق علیہ ہے۔ یہی بات الماورزی نے کہی ہے امام نووی شرح صحیح مسلم جلد اول ص 90 پر ان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اسی وجہ بعض اہل علم نے اپنے نسخہ میں ان الفاظ کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کو راوی کا وہم قرار دیا۔

جبکہ صحیح مسلم کی دو سندوں کے راوی الگ ہیں اس لئے ممکن ہے کہ امام بخاری سے بیان کرنے والے نے یہ الفاظ نہیں کہے ہوں اور صرف کذا و کذا کہا ہو۔

☆☆☆

## قادیانیت: مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کے آئینے میں

(دوسری اور آخری قسط)

**فاروق درویش**

مرزا ملعون کی نبوت پر ایمان لانے کے لیے پہلے "احمق" ہونا ضروری ہے۔ اللہ کا صد احسان ہے کہ اس نے ہمیں اُس لعین شیطان غلیظ دجال سے بچایا۔ مندرجہ ذیل تحریر میں مرزائیوں کی گھر کی تلاشی لی گئی ہے۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ (مدیر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

نمبر ۱ آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناء کار اور کسی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ ص ۷ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

نمبر ۲ مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد، نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ صفحہ نمبر ۲۱ تا ۲۴ جلد ۳)

نمبر ۳ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۵ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

نمبر ۴

ابن	مریم	کے	ذکر	کو	چھوڑو
اس	سے	بہتر	غلام	احمد	ہے

(دافع البلاء ص ۲۰)

نمبر ۵ عیسیٰ کو گالی دینے، بدزبانی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور چور بھی تھے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، ۵)



نمبر ۶ یسوع اسیلے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چلن، نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔ (ست پنجن، حاشیہ، صفحہ ۱۷۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

### حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا صاحب) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو تلاش کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ، ۱۳۱ جلد اول)

### حضرت فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

### حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین

نمبر اذاع البلاء میں ص ۱۳ پر مرزا غلام احمد نے لکھا ہے میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برتر ہوں۔  
نمبر ۲ مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۶۹)

نمبر ۱۳ اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۸۱)  
نمبر ۴ کربلا نیست سیر ہر آنم صد حسین اس در گریبانم۔۔۔ میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ میرے گریبان میں سو حسین پڑے ہیں۔ (نزول المسیح ص ۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد)

نمبر ۵ اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ (دفاع البلاء ص ۱۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نمبر ۶ تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا درد صرف حسین ہے...۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۸۲، مصنفہ مرزا غلام احمد) اس عبارت میں مرزا صاحب نے حضرت حسین کے ذکر کو "گوہ" کے ڈھیر سے تشبیہ دی ہے۔

### مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین

نمبر ۱ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہ آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ (مرزا بشیر الدین محمود احمد مندرجہ حقیقت الروایا ص ۴۶) نمبر ۲ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور قادیان کا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۰ حاشیہ)

### مسلمانوں کی توہین

نمبر ۱ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

نمبر ۲ جو دشمن میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔ (نزول المسیح ص ۴، تذکرہ ۲۲) نمبر ۳ میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نمبر ۴ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہو گا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار الاسلام ص ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

### اسلام کی مقدس اصطلاحات کا ناجائز استعمال

نمبر ۱۱ ام المؤمنین کی اصطلاح کا استعمال مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کیلئے کیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کیلئے مخصوص ہے۔

نمبر ۲ سیدۃ النساء کی اصطلاح بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی کیلئے استعمال کی جاتی ہے حالانکہ حدیث پاک کی رو سے یہ اصطلاح صرف خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے مخصوص ہے۔

### دین اسلام کی توہین

قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی نبوت کے بغیر دین اسلام لعنتی، شیطانی، مردہ اور قابل نفرت ہے۔  
(ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۸۳، ملفوظات ص ۱۲۷ جلد ۱)

### تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینا

نمبر ۱ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ (حقیقت الوحی نمبر ۱۶۳، از مرزا غلام احمد قادیانی)  
نمبر ۲ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان)

نمبر ۳ تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔ (محمد علی لاہور قادیانی مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

نمبر ۴ ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

## قرآن مجید کی توہین

نمبر ۱ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کے استعمال کر رہا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۸، ۲۹)

نمبر ۲ میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہو گئی ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۷۱)

نمبر ۳ قرآن مجید زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔ (ایضاً حاشیہ ص ۳۸۰)

مرزا قادیانی کی تقلید میں قرآن حکیم کی توہین کرنے والے بد بخت مرتد قادیانی جمیل الرحمن کی طرف سے توہین قرآن کا ثبوت دیکھنے کیلئے میرا یہ نوٹ ملاحظہ کیجئے، ذیل میں لنک دیا جا رہا ہے

[http://www.facebook.com/note.php?note\\_id=457554438704](http://www.facebook.com/note.php?note_id=457554438704)

## حرمت جہاد سے انکار

نمبر ۱ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (صفحہ ۷ ضمیمہ بہ عنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق شہادۃ القرآن)

نمبر ۲

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

### پاکستان پر قبضہ کرنے کے ارادے

بلوچستان کی کل آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے پس میں جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کیلئے یہ عمدہ موقع ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تا کہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔ (مرزا محمود احمد کا بیان مندرجہ الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸)

### پاکستان سے ازلی وابدی دشمنی

اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ آپ (احمدی) بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں (احمدی) خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔

(مرزا طاہر قادیانی خلیفہ چہارم کا سالانہ جلسہ لندن ۱۹۸۵)

اس مضمون کو تحریر کرتے ہوئے مرزا قادیانی اور اس کے تمام پیروکاروں کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات ساتھ دیئے گئے ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس تحریر میں کسی دروغ گوئی سے کام لیا گیا ہے...  
خاکسار..... فاروق درویش

## فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِّينِ

رَدِّ فرق ضالہ

میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت تم پر لازم ہے۔ (سنن ابی داؤد ج 2 ص 290 باب فی لزوم السنۃ)

### جھوٹے اہل حدیث

(قسط ۲)

مفتی آرزو مند سعد حفظہ اللہ

"اہل حدیث" سننے میں اور پڑھنے میں کتنا پیار لگتا ہے نا! لیکن پیارا تو "اہل قرآن" بھی لگتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ ایک قرآن کا نام لیکر اللہ پر جھوٹ بولتا ہے اور دوسرا حدیث کا نام لیکر نبی ﷺ پر۔ ملاحظہ ہوں اکاذیب "جی ایم" (مدیر)

### جھوٹ نمبر ۵:

غیر مقلدین کا ایک اور بڑا جھوٹ: حنفیہ فاتحہ کی احادیث کو نہیں مانتے۔

اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ احادیث میں آتا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ احناف کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر کوئی قصد اعمدا چھوڑ دے تو نماز نہ ہوگی اور اگر سہوآرہ جائے تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع - (2 / 137)

أَمَّا الْوَاجِبَاتُ الْأَصْلِيَّةُ فِي الصَّلَاةِ فَبِسُنَّةٍ: مِنْهَا قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ

اختلاف اس مسئلہ میں قطعاً نہیں اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ کیا امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ مقتدی کی طرف سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔ تو صحیح احادیث کی روشنی میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ مقتدی کی طرف سے بھی ہو جاتی ہے۔ مقتدی کو الگ سے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ان شاء اللہ غیر مقلدین قیامت کی صبح تک کوئی ایسی

حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ مقتدی کے لئے کافی نہیں۔ مقتدی کو الگ سے فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب ہے۔

### جھوٹ نمبر ۶:

غیر مقلدین کا ایک اور جھوٹ:- مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف کے مصنف ابوالاقبال سلفی لکھتا ہے۔ احناف نے جو طریقہ قاعدہ کا بیان کیا ہے کہ ایک پاؤں بچا کر اس پر بیٹھا جائے یہ طریقہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔<sup>☆</sup>  
الجواب: یہ طریقہ احناف نے اپنی طرف سے نہیں بنایا بلکہ صحیح احادیث اس پر موجود ہیں۔

سنن ابی داود۔ محقق و تعلیق الألبانی۔ (1 / 361)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْنِي رِجْلَكَ الْيُسْرَى.

سنن ابی داود۔ محقق و تعلیق الألبانی۔ (1 / 362)

حَدَّثَنَا هُثَيْلُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍاهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

سنن الترمذی۔ شاكر + ألبانی۔ (2 / 85)

حدثنا أبو كريب حدثنا عبد الله بن إدريس حدثنا عاصم بن كليب [الجرهمي] عن أبيه عن وائل بن حجر قال: قدمت المدينة قلت لأنظرن إلى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما جلس يعني للتشهد افترش رجليه اليسرى ووضع يده اليسرى يعني على فخذه اليسرى ونصب رجليه اليمنى قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح والعمل عليه عند أكثر أهل العلم وهو قول سفیان الثوري وأهل الكوفة وابن المبارك قال الشيخ الألبانی: صحيح

☆ سبحان الله! پھر تو بے نمازیوں کے لیے نماز بھی تکلیف دہ ہے معاذ اللہ، شریعت کے مطابق ہم چلیں گے یا شریعت ہمارے مطابق چلے گی؟ (مدیر)



الغرض یہ طریقہ صحیح احادیث میں موجود ہے۔ لیکن غیر مقلد نے انتہائی خیانت اور جھوٹ سے کام لیکر اسکو اس طرح بیان کیا کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ طریقہ احناف کا ایجاد کردہ ہے۔ مصنف نے مزید لکھا ہے کہ انکا مذہب حنفی ہے انکا مذہب اسلام نہیں۔ ناظرین دیکھیں کس طرح حضور ﷺ کی سنتوں کو یہ لوگ برملا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

### جھوٹ نمبر ۷:

غیر مقلد ابوالقبال سلفی لکھتا ہے کہ حنفیہ عمامہ پر مسح کے قائل نہیں ہے اور یہ احادیث کے خلاف ہے۔  
الجواب:- احادیث میں سرے سے یہ بات موجود نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے صرف عمامہ پر مسح کیا ہے سر پر مسح نہیں کیا۔ چنانچہ خود ہی اس نے مسلم شریف کی روایت نقل کی ہے جس میں اس کی تفسیر موجود ہے کہ حضور ﷺ نے سر پر مسح کیا اور پھر عمامہ پر مسح کیا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ لے جا کر سر پر مسح کیا۔ اسی کے حنفیہ قائل ہیں۔ یعنی احناف کا مسلک یہ ہے کہ فرض مقدار کے برابر سر پر مسح کرنا ضروری ہے اگر کسی نے صرف عمامہ پر مسح کیا اور سر پر مسح بالکل نہیں کیا تو اسکا وضو نہیں ہوگا۔

جس مسئلے کو یہ غیر مقلد حدیث کا خلاف بتا رہا ہے وہ جمہور کا مسلک ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے۔

فتح الباری - ابن حجر - (1 / 309)

وقد اختلف السلف في معنى المسح على العمامة فقليل إنه كمل عليها بعد الناصية وقد تقدمت رواية مسلم بما يدل على ذلك وإلى عدم الاقتصار على المسح عليها ذهب الجمهور وقال الخطابي فرض الله مسح الرأس والحديث في مسح العمامة محتمل للتأويل فلا يترك المتيقن للمحتمل۔  
یعنی صرف عمامہ پر مسح کا اقتصار کرنا جمہور امت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

(جاری ہے.....)

## عقائد علماء اہلحدیث

(قسط ۲)

عباس خان حفظہ اللہ

غیر مقلدوں کی چیلنج بازیاں خوب ہوتی ہیں۔ جنہیں اتنی سادہ سی بات بھی سمجھ نہ آتی ہو کہ ہر علم کی اصطلاحات جدا ہوتی ہیں، ہر فن کی اصطلاح اُسی پر منطبق کر کے دیکھی جاتی ہیں، خصوصاً تصوف (احسان) میں۔ انہوں نے تصوف کی عبارت کو عقیدہ پر فٹ کیا، نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر "جی ایم" مفتی اور مجتہد بنا ہوا ہے۔ ذیل کے مضمون میں اُن کے اپنے عقائد بتائے گئے ہیں، شاید کچھ انصاف سے پڑھنے پر ذہن صاف ہو جائے۔ ہدایہم اللہ۔ (مدیر)

### عقیدہ نمبر 11

آذان عثمانی بدعت ضلالت ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

یہ آذان رائج بدعت ضلاف ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 432)

مولوی محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں:

پس ہمارے زمانہ میں مسجد میں جو دو اذانین جمعہ کے لئے ہوتی ہیں صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج 2 ص 106)

غیر مقلد و کٹورین ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ دور عثمانی میں یہ آذان کسی بلند جگہ کہلائی جاتی تھی اور آج کل اہلسنت حنفی شافعی مالکی اور حنبلی یہ آذان مسجد میں دی جاتی ہے اور ہم اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ یہ لوگ کس دلیل سے اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں حضور ﷺ کے دور میں تو بقیہ آذانیں بھی بلند جگہ پر دی جاتی تھیں اور اب صرف مسجد میں دی جاتی ہیں اگر یہ

بدعت ضلالت ہے تو کیا یہی آذان مسجد کی بجائے بازار یا کسی بلند عمارت پر دیں تو کیا جائز ہو گئی؟ اور یہی آذان حرم میں بھی دی جاتی ہے کیا وہ بھی بدعت ضلالت ہے؟

### عقیدہ نمبر 12

دین میں نبی کی رائے حجت نہیں۔

غیر مقلدین کے خطیب الہند محمد جو ناگڑھی صاحب لکھتے ہیں۔

”تعب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے“

(طریق محمدی ص 40)

جبکہ یہ بات ہی صحیح نہیں کیونکہ نبی ﷺ دینی معاملات میں رائے نہیں دیتے بلکہ وہ ان کا حکم ہوتا ہے جسے اپنانا لازم ہوتا ہے ہاں البتہ دنیاوی معاملات میں آپ ﷺ نے خود اختیار دیا ہے اور جان چھڑانے کیلئے اسے مجتہدین کے اجتہادات کے ساتھ جوڑنا بھی صریح حماقت ہے۔

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ»  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک انسان ہوں، جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کا حکم دوں تو تم اس کو اپنالو اور جب میں (دنیاوی معاملات میں) اپنی رائے سے کسی چیز کے بارے میں بتاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔  
(صحیح مسلم ج 4 ص 1835)

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

مَا لِيْخْلِكُكُمْ قَالُوا قُلْتَ كَذًا وَكَذَا قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔

(صحیح مسلم ج 4 ص 1836)

تم لوگ اپنے دنیاوی معاملات کو میرے نسبت زیادہ بہتر جانتے ہو۔

### عقیدہ نمبر 13

ائمہ اربعہؒ کی تقلید بھی شرک ہے۔

فرقہ اہلحدیث کا ہر عامی جاہل اور عالم کہلائے جانے والا جاہل یہ بات کرتا ہے۔

اب ان کا اپنا اقرار بھی دیکھئے

ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ تقلید خواہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے۔“

(الظفر المبین ص 20)

جبکہ پوری قرآن میں ایک بھی ایسی آیت موجود نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے آئمہ فقہاء مجتہدین اہل استنباط کی تقلید کو شرک کہا ہو☆

یا کم از کم روکا ہو منع کیا ہو جیسا کفار مشرکین بے دین اور نااہلوں کی تقلید سے منع کیا ہے۔

### عقیدہ نمبر 14

سنت عمر کفر ہے۔ نعوذ باللہ

فرقہ اہلحدیث کے مولوی عبدالممتین میمن طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں لکھتا ہیں:

”سنت محمدی کو چھوڑ کر سنت عمرؓ کی طرف لوٹیں گے تو کفر ہے۔“

(حدیث خیر و شر ص 110)

العیاذ باللہ

پہلے عمرؓ کو نبی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا پھر ان کی طرف رجوع کرنے والے کو کافر قرار دیا اس میں وہ تمام صحابہ کرامؓ آگے جنہوں

نے حضرت عمرؓ کی پیروی کی لہذا اس احمق مولوی کے مطابق حضرت عمرؓ اور ان کے پیروا سب کافر ہوئے۔ نعوذ باللہ

☆ اس پر جی ایم حضرات بڑی شد و مد سے احبار و رہبان اور یہود و نصاریٰ کے تعلق سے اترنے والی آیات کو منطبق کرنے کی حماقت کرتے ہیں۔ اگر غیر مقلدین ایسی کوئی آیت یا حدیث جانتے ہیں، جس میں فقہاء و مجتہدین کی بات بلا مطالبہ دلیل تسلیم کرنا شرک ہے تو ضرور مضمون نگار، مجلس مشاورت اور مدیر سے الگ الگ انعام حاصل کریں۔ (مدیر)

### عقیدہ نمبر 15

بیک وقت چار سے زائد شادیاں کی جاسکتی ہیں۔☆

فرقہ الہدایت کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان صاحب اور نور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

”چار کی کوئی حد نہیں (غیر مقلد مرد) جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے“

(ظفر الامانی ص 141، عرف الجادی ص 111)

### عقیدہ نمبر 16

فرقہ الہدایت کے نزدیک پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف ہونا یا پشت کرنا بالکل جائز ہے ناجائز ہونا تو دور رہا مکروہ بھی نہیں ہے۔

(دستور المتقی ص 45 از مولانا یونس دہلوی، نزل الابرار ج 1 ص 53 از امام الہدایت نواب وحید الزمان)

جبکہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بغیر کسی عذر کے قبلہ رو ہونا اور پشت کرنا مطلقاً ناجائز ہے، آبادی میں

ہو یا صحرا میں حضور ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے اور بقلہ کے اکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔

(بخاری ج 1 ص 57، مسلم ج 1 ص 130، زاد المعاد ج 1 ص 8، مجمع الزوائد ج 1 ص 205 ابوداؤد وغیرہ)

### عقیدہ نمبر 17

زکوٰۃ کا انکار اور اس میں حیلے

فرقہ الہدایت کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

☆ یہ ان کا اجتہاد ہے (مدیر)

زیورات اور مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں۔ (بدورالاہلہ ص 102)

اور زکوٰۃ کہاں دی جائے؟

نواب نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

(عرف الجادی ص 72)

گویا کہ زکوٰۃ کے اصل حقداروں کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے دی جائے تاکہ مال اندر ہی رہ جائے۔

### عقیدہ نمبر 18

عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکنے والا ملعون ہے۔

حضرت عائشہؓ کی بدترین توہین

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی غیر مقلدین کے شیخ الکل نے حضرت عائشہؓ کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انکا قول ”کہ اگر آج نبی کریم ﷺ ان باتوں کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو انہیں مسجد جانے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک گی گئی تھیں“۔

(بخاری ج 1 ص 120)

اس کے بعد غیر مقلدین کے شیخ الکل کی بات ملاحظہ ہو۔

”پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد... الخ (الایۃ) جو حکم صراحتہ شرع میں ثابت ہو جائے اس میں ہر گز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے

کہ انا خیر منہ حکم صریح الہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے“

(فتاویٰ نذیریہ جلد 1 ص ۲۶۶)

غیر مقلدین کے شیخ اکل کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اس نے درپردہ حضرت عائشہؓ پر کیسا زبردست حملہ کیا ہے، افسوس اس فتویٰ غیر مقلدین کے شیخ اکل کا بھی بلا کسی اختلافی نوٹ کے دستخط موجود ہے۔

اور نذیر حسن نے لوگوں کو کیا تاثر دیا ہے

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔

حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا۔

حضرت عائشہؓ نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے اناخیر منہ کہہ کر کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسد اور عید گاہ جانا مناسب نہیں ہے۔ شریعت کو بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

### عقیدہ نمبر 19

آج کل کے تمام غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ

اللہ کی ذات صرف عرش کے اوپر اوپر تک ہے نیچے سے ختم ہوتی ہے اور اللہ کی ذات کے بعد اس کے نیچے سے عرش اور دیگر

مخلوقات شروع ہوتی ہیں العیاذ باللہ

جبکہ یہ عقیدہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحمدید 3)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں



"اللهم أنت الأول، فليس قبلك شيء، وأنت الآخر، فليس بعدك شيء، وأنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن، فليس دونك شيء."

اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو "آخر" ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو "ظاہر" ہے تیسرے اوپر کچھ نہیں، تو "باطن" ہے تیرے نیچے کچھ نہیں۔ (صحیح مسلم)

دون کا مطلب "علاوہ" بھی ہوتا ہے اور "دون" کا مطلب "نیچے بھی ہوتا ہے۔" (المورد ص 557)

ہم دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہیں خود حدیث میں بھی لفظ "دون" نیچے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے

وَلَا الْخَفِيِّ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ

"اور اگر تمہارے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں کے نیچے تک موزے پہن لیا کرو۔"

(سنن نسائی ج 2 ص 587: صحیح)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وَأَسْتَدَلُّ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نَفْيِ الْمَكَانِ عَنْهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ». وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ. وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ.

(الآسماء والصفات للبيهقي ج ۲ ص ۲۸۷)

"ہمارے بعض اصحاب اللہ کو مکان سے پاک ثابت کرنے کیلئے نبی ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ تو (اللہ) الظاہر مطلب کوئی چیز اسکے اوپر نہیں الباطن یعنی کوئی چیز اس کے نیچے نہیں اسلئے اللہ کے اوپر کچھ نہیں اور اسکے نیچے کچھ نہیں تو اللہ مکان و جگہ سے پاک ہے۔"

### عقیدہ نمبر 20

اللہ کی صفت "ید" تشابہات میں سے نہیں۔

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”اللہ کی صفت ”ید“ کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے۔“  
(اصول المصابیح ص 38 ترجمہ و تحقیق و تخریج زبیر علی زئی)

### عقیدہ نمبر 21

ننگے ہو کر نماز پڑھنا  
نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:  
”عورت کی نماز بغیر ستر چھپائے صحیح ہے عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا پھر اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم (باپ بھائی بیٹے) کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر چھپالے۔“  
(بدول الابلہ ص 39)

### عقیدہ نمبر 22

صحابہ کرام پر فاسق ہونے کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔  
غیر مقلدین کے لئے فی جملہ نہایت مفید کتاب ہے (حوالہ فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص 493) نزل الابرار میں لکھتا ہے کہ:  
”تمام صحابہ کو عدول قرار دینے کا معنی ہے کہ وہ نقل روایت میں ثقہ و عادل و معتبر ہیں نہ کہ سارے صحابہ معصوم ہیں، ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی جس کی بنا پر ان پر لفظ فاسق کا اطلاق ناممکن ہے۔“  
(حاشیہ نزل الابرار ج 3 ص 94)  
معاذ اللہ

### عقیدہ نمبر 23

مشت زنی واجب ہے

نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”نظر بازی کا خطرہ ہو تو مشیت زنی واجب ہے۔“

(عرف الجادی ص 207)

سوال یہ ہے کہ اگر یہ واجب ادا نہ کیا گیا تو کیا گناہ ہوگا؟

ایک غیر مقلد سنت پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اسے نظر بازی کا خطرہ محسوس ہوا اب وہ سنت ادا کرے یا پہلے واجب؟

اگر نظر بازی کا یہی علاج ہے تو پھر نفس پر قابو کا کیا مطلب ہے؟

### عقیدہ نمبر 24

اگر زنا پر مجبور کیا جائے تو زنا کرنا جائز ہے۔

نواب الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جائے اس کیلئے زنا کرنا جائز ہے۔“

(عرف الجادی ص 215)

العیاذ باللہ

حضرت یوسفؑ کا مشہور واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب زلیخا انہیں اپنی طرف مجبور کر رہی تھیں تو حضرت یوسفؑ نے اس سے

کہا

معاذ اللہ! ربی احسن مثنوی انہ لا یفلح الظلمون

ترجمہ:

معاذ اللہ! تیرا شوہر عزیز مالک ہے میرا اور اچھی طرح رکھا ہے مجھے اس نے، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔

(سورۃ یوسف ص 23)

اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت کوئی غیر مقلد و کٹورین موجود نہیں تھا جو جائز کا فتویٰ دے دیتا۔

### عقیدہ نمبر 25

بار بار طلاق دینا اور بار بار رجوع کر لینا جائز ہے۔

سائل نے ایک غیر مقلد مولوی عبد اللہ ویلوری سے سوال پوچھا۔

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد 10 یوزید نے رجوع کر لیا پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ تنازع ہونے کی صورت میں اس نے طلاق دے دی۔ آٹھ یوم کے بعد پھر رجوع کر لیا۔ اس نے چار پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ طلاق دے دی اور رجوع کر لیا زید کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟ اب پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ اللہ آپ جو جزائے خیر دے۔

جواب:

صورت مسئلہ میں رجوع کر سکتا ہے..... دو گواہوں کے ربرور رجوع کر کے بیوی کو آباد کر سکتا ہے

(فتاویٰ جات ص 482)

اس احمق مولوی نے طلاق کی مقدار ہی ختم کر دی جو کہ شریعت نے ہمیں دی تھی۔

اب کوئی غیر مقلد صبح شام بیوی کو طلاق دیتا پھرے اور رجوع کرے بیوی اس کے لئے حلال ہے۔

### عقیدہ نمبر 26

کسی کو حاضر ناظر جاننا شرک نہیں

فرقہ الہادیث کا عقیدہ ہے کہ

اللہ کی ذات حاضر و ناظر نہیں اب جب اللہ کی ذات ہی حاضر ناظر نہیں تو کسی ولی یا نبی کی ذات کو حاضر و ناظر سمجھا کس طرح سے شرک ہو سکتا ہے؟ شرک ہو تو کس کے ساتھ اللہ کی ذات تو حاضر و ناظر نہیں۔

### عقیدہ نمبر 27

نماز کے سنت واجبات فرائض وغیرہ سب بدعات ہیں۔

ایک غیر مقلد مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”نماز کے واجبات فرائض سنن اور مستحبات یہ تمہاری بدعت ہے اگر بدعت نہیں تو قرآن و سنت سے ثابت کریں۔“

(حنفیوں کے 350 سوالات کے جوابات ص 125)

فرقہ الہادیث کے ایک اور احمق مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”فقہائے احناف کا نماز کے ارکان میں سے بعض کو فرض بعض کو واجب بعض کو سنت بعض کو مستحب قرار دینا بدترین بدعت ہے۔“

(تحفہ حنفیہ ص 125)

تمام فقہاء اور محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب میں بعض جگہ پر کسی مسئلہ کو فرض یا کسی کو سنت یا کسی کو واجب قرار دیا لیکن ان تمام محدثین فقہاء جلیل القدر علماء کے خلاف ان وکٹوریوں کے نزدیک یہ ایک بدترین بدعت ہے۔

### عقیدہ نمبر 28

ہر ایک اجتہاد کا حقدار ہے۔

ویسے تو یہ عقیدہ ہر ایک غیر مقلد کا ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک حوالہ بھی پیش کرتے دیتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم زیر علی زئی صاحب ایک سائل کو سوال کا مختصر جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”باقی امور کے بارے میں خود اجتہاد کر لیں“ ☆

(فتاویٰ علمیہ ص 198)

اس احمق کے اس قول پر ہم ایک مشہور محدث کا قول نقل کرتے ہیں

امام الجرح والتعديل حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (وفات 748ھ) فرماتے ہیں:

☆ گویا دین نہ ہوا، باز بچہ اطفال ہو گیا (مدیر)

نعم من بلغ رتبة الاجتهاد وشهد له بذلك عدة من الأئمة لم يسغ له أن يقلد كما أن الفقيه المبتدئ والعامى الذى يحفظ القرآن أو كثير آمنه لا يسوغ له الاجتهاد أبداً فكيف يجتهد وما الذى يقول؟ وعلام يبنى؟ وكيف يطير ولما يريش؟ ترجمہ:

”جو شخص اجتہاد کے مرتبہ پر فائدہ ہو بلکہ اس کی شہادت متعدد آئمہ دیں اس کیلئے تقلید کی گنجائش نہیں ہے مگر مبتدی قسم کا فقیہ کا عامی درجے کا آدمی جو قرآن کا یا اسکے اکثر حصے کا حافظ ہو اس کیلئے اجتہاد جائز نہیں، وہ کیسے اجتہاد کرے گا؟ کیا کہے گا کس چیز پر اپنے اجتہاد کی امارت قائم کرے گا؟ کیسے اڑھے گا ابھی اسکے پر بھی نہیں نکلے؟“۔

(سیر اعلام النبلاء ج 13 ص 337)

### عقیدہ نمبر 29

من پسند مسائل کو رائج قرار دینا۔

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں ”چار دن قربانی والا موقف رائج ہے“

(نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں ”قول رائج یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں۔“

(علمی مقالات صفحہ 219)

تبصرہ: اگر ان جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو رائج مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں آئمہ میں سے کسی ایک کی پیروی کی جائے۔

### عقیدہ نمبر 30

زبان سے نیت کا مطلق انکار کرنا

فرقہ الہدایت کے امام الہدایت نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں

”زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔“

(نزل الابراج 1 ص 69)

جبکہ زبان سے نیت کرنا حدیث سے ثابت ہے۔☆

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ میرے پاس رات کو میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس وقت آپ عقیق میں تھے (اس نے کہا) اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور کہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کی نیت کی۔

(صحیح بخاری ج 3 ص 2244)

---

☆ زبان سے نیت کرنے کے متعلق اسی شمارہ کا مضمون "نیت کا مسئلہ" بقلم حافظ محمود احمد ملاحظہ فرمائیں (مدیر)



## نیت کا مسئلہ

حافظ محمود احمد

قارئین کرام! سلف سے جنکا تعلق دور کا بھی نہیں ہوتا ایسے نام نہاد سلفی (بزعم خویش) اجتہاد کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز نظر آتے ہیں مثلاً روزہ رکھنے کی نیت کے بارے میں عربی کا وہ جملہ جو کہ مشہور اور عام ہے بصوم غدِ نویت من شہر رمضان۔

### جہالت نمبر 1:

اس جملے کو فہد محمود<sup>☆</sup> جاہل نے اپنی جہالت کا نشانہ بناتے ہوئے اس کو دعاء لکھ دیا ہے جبکہ اس جملے میں نہ ہی اللہ سے کسی طرح کی کوئی فریاد ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نہ التجا ہے اور نہ درخواست جبکہ دعاء میں فریاد التجاء اور درخواست و عاجزی ہوتی ہے جیسے اذان کے بعد کی دعاء اور دشمنوں کے مکرو فریب سے اللہ کی پناہ کی دعا، دعایہ ہے۔  
اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ

ترجمہ اے اللہ ہم ان کے مکر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اسکے علاوہ آپ دعاء کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں جیسے مقبول و مسنون دعاء، حصن حصین وغیرہ۔

### جہالت نمبر 2:

فہد محمود صاحب نے اپنی جہالت کا دوسرا نمونہ یہ دیا کہ انہوں نے عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ یہ دعاء کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں حالانکہ پہلی بات تو یہ دعاء ہے ہی نہیں، دوسری بات جناب کے بقول اگر مان لیا جائے کہ یہ دعاء ہے تب بھی اس دعاء کے پڑھنے و لکھنے والوں کا اس بات کا دعویٰ ہی نہیں ہوتا کہ یہ حدیث میں ہے

☆ اس مضمون میں تو حافظ محمود (عرف عبد الباری محمود) صاحب نے کسی غیر مقلد فہد محمود کے حوالے سے تحریر لکھی ہے، البتہ مضمون نگار احتیاط کریں کہ علماء اور مخصوص لوگوں کے علاوہ کسی کا نام نہ لیا جائے، بلکہ مضمون کو عموماً سب کو مخاطب کر کے لکھا جائے۔ ناگزیر حالات میں رعایت ہے۔ (مدیر)

اگر لکھنے پڑھنے والے یہ دعویٰ کرتے کہ یہ دعاء ہے اور حدیث صحیح میں موجود ہے تب فہد محمود صاحب کا یہ کہنا کہ یہ صحیح حدیث میں نہیں ہے صحیح ہوتا ورنہ تو یہ سیدھے اور سادہ ذہن لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنا ہے اور کچھ نہیں۔

### جہالت نمبر 3:

فہد محمود صاحب اس عربی جملے کو ایک طرف صحیح حدیث میں نہ ہونے کی بات کرتے ہیں مگر وہیں دوسری طرف اس کو حدیث ہی بنا دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: اس منگھڑت حدیث... ☆

### جہالت نمبر 4:

یہ ہیکہ انہوں نے اس عربی عبارت کے پڑھنے والے پر ویری ویری فن ٹاسک نشانہ لگا کر جاہل اور گنوار ہونے کی گولی داغ دی یعنی جاہل ہونے کا فتویٰ دے ڈالا جبکہ اس کا پڑھنے والا جاہل نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں جو لفظ "غدا" (بمعنی کل) استعمال ہوا ہے وہ اپنے موقع و محل کے لحاظ سے مناسب اور درست ہے اللہ پاک نے رات اور دن دونوں الگ الگ بنائے ہیں رات کا اطلاق غروب آفتاب سے صبح صادق تک اور دن کا اطلاق صبح صادق کے بعد سے غروب شمس تک ہوتا ہے لہذا اگر کوئی نیت میں یہ عربی الفاظ استعمال کرے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ صبح صادق کے بعد سے شروع ہونے والے دن کا روزہ رکھ رہا ہے اس لئے کل یعنی غدا کا لفظ بولتا ہے یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ نیت آج کی کر رہا ہے اور روزہ کل کا رکھ رہا ہے، لیکن جناب نے یہاں اپنی جہالت سے 24 / گھنٹے گزرنے کے بعد آنے والا جو دن ہوتا ہے اسے سمجھ لیا ہے تبھی قرآن پاک میں آئے لفظ "غدا" کو یہاں فٹ کر دیا ہے تیسری بات مجھے اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ فہد محمود صاحب کل کسی کو عربی اخبار یا عربی کا کوئی لٹریچر پڑھتا دیکھ کر جاہل ہونے کا فتویٰ نہ لگا دیں لہذا فہد محمود صاحب کو میرا مشورہ ہے کہ کسی مقلد کے مدرسے کا چکر دو چار بار لگالیں ان شاء اللہ علم کی کچھ روشنی مل ہی جائے گی اور آپ کی کم فہمی اور علم سے ناواقفیت و جہالت پر میں مضمون لکھوں تو

☆ بہت عمدہ! ایسی بوکھلاہٹوں سے آئے دن واسطہ پڑتا رہتا ہے (مدیر)

مستقل ایک کتاب تیار ہو جائے لیکن میں مضمون کو طول نہ دے کر کے جناب والا سے گزارش کرتا ہوں کہ پلیز اس طرح کی پوسٹ لگا کر خود کو جاہل نہ بنائیں۔

**نوٹ:**

قارئین! نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اگر کوئی زبان سے ادا کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نہ اس کو کوئی فرض سمجھتا ہے نہ ہی واجب، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ متقدمین سے، اس لئے اصل نیت دل ہی کی ہے، مگر لوگوں پر وساوس و خیالات اور افکار کا غلبہ رہتا ہے جس کی وجہ سے نیت کے وقت دل متوجہ نہیں ہوتا، دل کو متوجہ کرنے کے لئے متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی ادا کر لینا بہتر ہے <sup>☆</sup>، تاکہ زبان کے ساتھ کہنے سے دل بھی متوجہ ہو جائے۔

اللہ پاک صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

منجانب: اے آئی آئی سی

<sup>☆</sup> واضح رہے کہ یہ بات اس تناظر میں کہی گئی ہے کہ ذہن و وساوس و افکار کا شکار ہو، ورنہ زبان سے نیت کرنا کوئی ضروری نہیں، البتہ اگر بھولی عوام اسے ضروری تصور کرتی ہے تو غیر مقلدین کا شکوہ بجا ہے اور عوام کو یہ مسئلہ سمجھانا چاہیے کہ انما الاعمال بالنیات۔ اور بقول مضمون نگار، نیت دل کے ارادے کا نام ہے (مدیر)

## حدیث جابر بن سمرۃ اور ترکِ رفعِ یدین

”قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ حِبَّانٍ أَحْبَبَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ بْنَ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَأَبْصَرَ قَوْمًا قَدَرَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ فَقَالَ قَدَرَفَعُوهَا كَأَنَّهَا أَذْنَابٌ خَيْلٍ شَمْسٍ أُسْكِنُوا فِي الصَّلَاةِ“

(صحیح ابن حبان ج 3 ص 178، صحیح مسلم ج 1 ص 181)

**ترجمہ:** حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو رفعِ یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”انہوں نے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح اٹھایا ہے تم نماز میں سکون اختیار کرو۔“ (نماز میں رفعِ یدین نہ کرو)۔

مذکورہ حدیث اپنے اندازِ استدلال اور وضاحتِ الفاظ کے ساتھ بالکل صریح ہے اور احناف کے دعویٰ عدمِ رفعِ فی الصلوٰۃ کو مکمل ہے۔ ذیل میں اس روایت سے ترکِ رفع کے استدلال پر کئے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا جاتا ہے:

**اعتراض نمبر 1 =** اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفعِ یدین کا ذکر نہیں۔

جواب =

ہمارا دعویٰ ہے کہ نماز میں رفعِ یدین نہ کیا جائے، چاہے وہ رکوع والا ہو یا سجود والا۔ حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز میں رفعِ یدین کرتے دیکھا تو فرمایا: **اسکنوا فی الصلوٰۃ** (نماز میں سکون اختیار کرو) اس سے مذکورہ رفعِ یدین کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مشہور محدثین مثلاً علامہ زبیلی اور علامہ بدر الدین عینی نے تصریح کی ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں:

**انما يقال ذلك لمن يرفع يديه في اثناء الصلوة وهو حالة الركوع او السجود ونحو ذلك** (نصب الراية للزبيلي ج 1 ص 472،

شرح سنن ابی داود للبعینی ج 3 ص 29)

کہ یہ الفاظ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس شخص کو کہے جاتے ہیں جو دوران نماز رفع یدین کر رہا ہو اور یہ حالت رکوع یا سجود وغیرہ کی ہوتی ہے۔

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

**اعتراض نمبر 2 =** حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ سے نقل کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات اس حدیث کو بطور دلیل پیش نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ یہ سلام کے متعلق ہے۔

جواب =

الف: ان دونوں حضرات کا موقف ترک رفع یدین کا ہے (ادلہ کاملہ، درس ترمذی)

ب: عرض ہے کہ اگر ان حضرات نے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا تو دیگر حضرات محققین و محدثین نے تو بنایا ہے۔ مثلاً

1. امام ابوالحسن القدوری (التجريد ج 2 ص 519)

2. علامہ زیلیعی (نصب الراية ج 1 ص 472)

3. علامہ عینی (شرح سنن ابی داود ج 3 ص 29)

4. ملا علی قاری (فتح باب العنايه ج 1 ص 78 اور حاشیہ مشکوٰۃ ص 75)

5. امام محمد علی بن زکریا المنہجی (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتب ج 1 ص 256)

6. مولانا محمد ہاشمی سندھی (رسالہ کشف الرین)

7. حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی (اعلاء السنن للعثماني: ج 3 ص 56)

8. شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (اوجز المسالك: ج 2 ص 66)

9. شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی (فتح الملہم: ج 3 ص 317)

10. شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی (اعلاء السنن للعثماني: ج 3 ص 56)

11. مولانا الشیخ محمد عبداللہ بن مسلم البہلوی (ادلة الحنفیہ: ص 167)

12. امین الملة مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی (تجلیات صفدر: ج 2، ص 313)

13. مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی (نور الصباح: ج 1 ص 76)

د: اسی حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ترک رفع پر استدلال کی نسبت سے مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم اور مولانا حبیب اللہ ڈیروی علیہ رحمہ کی آپس میں بات چیت بذریعہ خط و کتابت تفصیلاً ملاحظہ فرمانے کے لیے دیکھیں "نور الصباح، ج 2، ص 321"

**تنبیہ:** شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے ترک رفع یدین کے دلائل پر مشتمل ایک تحریر کی تصدیق کرتے ہوئے "الجواب صحیح" لکھا ہے۔ ان دلائل میں یہی حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے۔ خود علی زئی کی زبانی یہ حقیقت سنیے:

"مری سے تجل حسین صاحب نے ایک چارورقی پمفلٹ: "مسئلہ رفع یدین" کے عنوان سے بھیجا ہے، جسے کسی دوست محمد مزاری دیوبندی نے لکھا ہے اور محمد رفیع عثمانی دیوبندی نے اس پمفلٹ کی تصدیق کی ہے، نیز محمد تقی عثمانی، محمد عبدالمنان اور عبدالرؤف وغیرہ نے "الجواب صحیح" لکھ کر اس پر مہر لگائی ہیں۔" (المحدث: 93 ص 11)

**اعتراض نمبر 3 =** اس حدیث پر محدثین کا اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے کیونکہ سب محدثین نے اس حدیث پر سلام کے وقت اشارہ سے منع کرنے کے ابواب باندھے ہیں۔ اور کسی محدث نے اس حدیث سے ترک رفع پر استدلال نہیں کیا۔

جواب =

یہ حدیث اور بوقت سلام اشارہ سے منع کی حدیث دو الگ الگ احادیث ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس حدیث پر امام ابو داؤد نے یوں باب باندھا ہے: باب النظر فی الصلوٰۃ {ابوداؤد ص 138 ج 1}

امام عبدالرزاق علیہ رحمہ نے یوں باب باندھا ہے: باب رفع الیدین فی الدعاء {مصنف عبدالرزاق ص 252 ج 2}

• امام بخاری کے استاد ابو بکر بن شیبہ نے یوں باب باندھا ہے: باب من کرہ رفع الیدین فی الدعاء {مصنف ابن ابی شیبہ ص 486 ج 2}

• نیز قاضی عیاض مالکی علیہ رحمہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: وقد ذکر ابن القصار هذا الحديث حجة في النهي عن رفع الايدي على رواية المنع من ذلك جملة {الكمال العلم بفوائد مسلم ص 344 ج 2}

• امام نووی علیہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح المہذب میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک علیہ رحمہ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ {المجموع شرح المہذب جلد 3، ص 400}

آئیے امام مسلم جن سے یہ حدیث پیش کی گئی ہے ان کے ابواب کو ذرا تفصیلاً دیکھتے ہیں:

امام مسلم نے باب یوں قائم فرمایا ہے: **باب الامر بالسكون في الصلوة والنهي عن الاشارة باليد ورفعها عند السلام وتمام الصفوف الاول واليراص فيهما والامر بالاجتماع**

• پہلا حصہ الامر بالسكون في الصلوة، نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب: باب کے اس حصے کے ثبوت میں یہی حدیث اسکنو فی الصلوة والی لائے ہیں

• دوسرا حصہ النهي عن الاشارة باليد ورفعها عند السلام، سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت: اس حصہ کے ثبوت کے لیے دوسری حدیث لائے ہیں **وانما يكفي احدكم ان يضع يده على فخذه ثم يسلم على اخيه من على يمينه وشماله**۔ بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے دائیں بائیں والے پر سلام کرے۔

• تیسرا حصہ ہے، **واتمام الصفوف الاول واليراص فيهما والامر بالاجتماع**، پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں جڑنا اور اجتماع کے حکم کے بارے میں: اس حصے کو ثابت کرنے کے لیے تیسری حدیث لائے ہیں **استووا ولا تختلفوا**

پس ثابت ہوا کہ سلام کا لفظ دوسری حدیث کے متعلق ہے۔ پہلی حدیث پر باب الامر بالسكون في الصلوة ہے یعنی نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب۔ اس کے نیچے حدیث وہی لائی گئی ہے جس میں رفع یدین کو سکون کے خلاف قرار دے کر منع فرمایا دیا گیا۔ لہذا جو حدیث ہم پیش کر رہے ہیں، اس پر باب الامر بالسكون في الصلوة ہے، اس میں سلام اور تشہد کا لفظ نہیں۔



اعتراض نمبر 4 = یہ حدیث سلام کے وقت رفع یدین سے منع کی ہے نہ کہ رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کی رفع یدین کے بارے میں۔

جواب =

جیسا کہ اعتراض نمبر 3 کے جواب میں بیان کر دیا گیا ہے کہ امام مسلم علیہ رحمہ نے اس حدیث پر نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب باندھا ہے اور سلام کے وقت اشارے سے منع کرنے کے لیے حضرت جابر بن سمرہ سے دوسری حدیث لائے ہیں، جس سے اس اعتراض کا سارا دم خم ختم ہو جاتا ہے۔ مگر غیر مقلدین کے اعتراضات کا مکمل مدلل جواب دیا جاتا ہے تاکہ مزید گنجائش باقی نہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ:

• پہلی روایت میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا شاگرد تمیم بن طرفہ ہے۔ دوسری میں جابر رضی اللہ عنہ کا شاگرد عبد اللہ بن القبطیہ ہے۔

• پہلی روایت میں ہے **خرج علينا** یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے۔ دوسری روایت میں ہے **صلينا مع رسول الله**، یعنی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

• پہلی روایت میں ہے **رافي ايدك** یعنی رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں ہے **تشرون بايدك** تو منون بايدك تم اشارہ کرتے ہو۔

• پہلی روایت میں سلام کا ذکر نہیں، دوسری میں سلام کا ذکر ہے۔

• پہلی روایت میں ہے **اسكنوا في الصلوة**، یعنی نماز میں سکون اختیار کرو، دوسری روایت میں ہے **انما يكفي احدكم ان يضع يده على فخذه**

ان دونوں روایتوں کو غور سے دیکھا جائے تو دونوں روایتوں میں پانچ فرق نظر آتے ہیں۔ پہلی روایت میں ہے کہ ہم اکیلے نماز پڑھ رہے تھے، آپ تشریف لائے تو یہ واقعہ الگ ہوا۔ دوسری روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے،

یہ واقعہ الگ ہوا۔ پہلی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم رافعی ایدیکم فرما کر رفع یدین کا نام لیتے ہیں اور دوسری میں رفع یدین کا نام تک نہیں بلکہ اشارے کا لفظ ہے۔ بہر حال دونوں روایتوں کو ایک بنانا فریب اور دھوکا ہو گا نہ کہ دونوں کو دو بتانا۔ چونکہ دو واقعے الگ الگ ہیں، ہم دونوں کو الگ الگ رکھتے ہیں، ملاتے نہیں لہذا الگ الگ رکھنا حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہو گا۔ حقیقت حال سے آگاہ کرنے کو اہل انصاف میں سے تو کوئی بھی دھوکہ نہیں کہتا، ہاں بے انصاف جو چاہیں کہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پہلی حدیث میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے اور دوسری میں سلام والے اشارے سے۔ ہمارا احتیاط کا دونوں روایتوں پر عمل ہے۔ نہ ہم رفع یدین کرتے ہیں اور نہ ہی سلام کے وقت اشارہ کرتے ہیں۔

ایک اور بات قابل غور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو بوقت سلام ہاتھوں کا اشارہ نہیں کرتے تھے، ہاتھوں کا اشارہ اس وقت ہوتا تھا جب باجماعت نماز پڑھتے اور پہلی حدیث میں ہے **خرج علينا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم**، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری طرف آئے، ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ نماز فرض تھی ہرگز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز کے لیے اتنا لمبا بیٹھے رہتے کہ کبھی نیند آنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرضوں کی جماعت آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہ فرضوں کی جماعت آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بغیر کس طرح کر سکتے تھے؟ ثابت ہوا کہ نماز فرض نہیں تھی بلکہ صحابہ کرام کی انفرادی نماز تھی جو نفل یا سنن ہو سکتی ہیں۔ جب نماز جماعت والی نہیں تھی بلکہ انفرادی فعل یا سنن نفل وغیرہ نماز تھی تو اس میں سلام کے وقت اشارہ ہوتا ہی نہیں تھا تو آقائے منع کس چیز سے کیا؟ یقیناً وہ رکوع سجدے والا رفع یدین ہی تھا جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا **استنوا فی الصلوٰۃ** نماز میں سکون اختیار کرو۔ مسلم شریف کا باب الامر فی الصلوٰۃ ج 1 ص 80 دیکھیں، اس میں اشارے کا ذکر جس حدیث میں ہے، اس میں **صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم** کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو داؤد باب السلام ج 1 ص 143 پر دیکھیں اور غور کریں کہ نماز باجماعت ہے اور اشارہ بھی ہے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسلم احدانا اشار بیدہ من یمینہو من عن یمینہ** یہاں بھی سلام کے اشارے کا جہاں ذکر ہے، وہاں جماعت کا ذکر بھی ہے۔ نسائی باب السلام بالیدین ج 1 ص 156 مع التعليقات میں ہے **صلیت مع رسول اللہ**

صلی اللہ علیہ والہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم۔ یہاں بھی جماعت کا ذکر ہے، ساتھ سلام کے اشارے کا ذکر ہے۔ یہ طحاوی شریف ج 1 ص 190 باب السلام فی الصلوٰۃ کیف ہو میں یہی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلمنا بایدینا جب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کتاب الام للشافعی علیہ رحمہ، مسند احمد، بیہقی دیکھیں۔ جہاں سلام کے وقت اشارے کا لفظ ہو گا وہاں جماعت کی نماز کا ذکر بھی ہو گا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اکیلے نماز ادا کی ہو اور ہاتھوں سے اشارہ بھی کیا ہو یعنی سلام کے وقت اشارہ بھی کیا ہو، موجود نہیں ہے لہذا اس سلام کے اشارے کا تعلق جماعت کی نماز سے ہے نہ کہ انفرادی نماز سے۔ انفرادی نماز میں صرف رکوع سجدے والا رفع یدین تھا، ہاتھوں کا اشارہ نہیں تھا لہذا انفرادی نماز میں جو عمل تھا ہی نہیں، اسے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیسے منع کر سکتے تھے۔ ہاں جو عمل تھا، وہ رفع یدین رکوع و سجود کا تھا، اسی سے ہی منع فرمایا ہے۔

**ضمنی اعتراض:** اگر اس حدیث سے "فی الصلوٰۃ" یعنی نماز کے اندر کا رفع یدین منع ثابت ہوتا ہے تو پھر اس سے تو تکبیر تحریمہ والا رفع یدین بھی ختم ہو جاتا ہے۔

جواب: نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے۔ **وکان یختم الصلوٰۃ بالتسلیم** حدیث شریف میں آتا ہے **تحریمہا التكبير وتحليلها التسليم** {ترمذی شریف ص 32} نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہو جاتی ہے لہذا جس فعل سے نماز شروع ہو رہی ہے، اسے فی الصلوٰۃ نہیں کہا جاسکتا۔ **ثناء فی الصلوٰۃ، تعوذ فی الصلوٰۃ، قومہ فی الصلوٰۃ، جلسہ وسجدة فی الصلوٰۃ، سجدے والا رفع یدین فی الصلوٰۃ، تشهد فی الصلوٰۃ**۔ تکبیر تحریمہ آغاز کا نام ہے اور نماز شروع کرنے کا طریقہ ہے۔ سلام نماز کے اختتام کا نام ہے یعنی ختم کرنے کا طریقہ ہے۔ **وکان تکتّم بالتسلیم** {مسلم ج 1 ص 195} جس طرح حدیث پاک سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ جب رکوع و سجدة فی الصلوٰۃ ہیں تو ان کا رفع یدین بھی فی الصلوٰۃ ہو گا لہذا اسکو فی الصلوٰۃ میں نماز کے اندر والے رفع یدین سے ہی منع ثابت ہو گی نہ کہ تحریمہ والے سے کیونکہ رفع یدین بوقت تحریمہ فی الصلوٰۃ نہیں بلکہ فی افتتاح الصلوٰۃ ہے جس طرح ابو داؤد ج 1 ص 105، پر موجود ہے کہ تحریمہ والے رفع یدین کو رفع افتتاح الصلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے **یاعد الدخول فی الصلوٰۃ** جس طرح بخاری ج 1 ص 102، پر موجود ہے۔ جس طرح امام بخاری علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں **باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولى مع الافتتاح** یہاں لفظ مع الافتتاح تحریمہ کے رفع یدین کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسی صفحہ 102 پر دیکھیں، امام بخاری علیہ رحمہ کا **باب الخشوع فی الصلوٰۃ**۔ نماز میں خشوع کا باب اور آگے جو حدیث

لاتے ہیں، وہ یہ ہے **اقیموا رکوع السجود فواللہ انی لا ارا کم من بعدی** اچھی طرح رکوع اور سجدہ کیا کرو میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ **خشوع فی الصلوٰۃ** کا باب باندھ کے پھر رکوع اور سجدہ کا بیان فرما کر بتلانا چاہتے ہیں کہ رکوع اور سجدے کا جوڑ فی الصلوٰۃ کے ساتھ ہے اور فی الصلوٰۃ کا سب سے زیادہ تعلق رکوع اور سجدے کے ساتھ ہے۔ **فی الصلوٰۃ** کا لفظ اکثر و بیشتر انہیں افعال و اعمال پر بولا جاتا ہے جو نماز میں تکبیر تحریمہ اور سلام کے درمیان ہیں، اس کی چند مثالیں دیکھئے:

امام بخاری ج 1 ص 99 پر باب باندھتے ہیں **اذا بکی الامام فی الصلوٰۃ**، جب امام نماز میں روئے۔ امام تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی رونا شروع نہیں کر دیتا بلکہ بوقت تلاوت روتا ہے جس طرح ترجمہ الباب کی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ گویا رونا تحریمہ کے بعد ہوتا ہے، اسی لیے **توفی الصلوٰۃ** کہا گیا ہے۔

بخاری ج 1 ص 102 پر باب ہے **باب وضع الیسى الیمنی علی الیسرۃ فی الصلوٰۃ**، بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا نماز میں۔ غور فرمائیں کہ ہاتھ پر ہاتھ تحریمہ کے بعد ہی رکھا جاتا ہے جس کو فی الصلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بخاری شریف ج 1 ص 103 **باب البصر الی الامام فی الصلوٰۃ**، نماز میں امام کی طرف دیکھنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر اور عصر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت کو دیکھ کر پہچان جاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قراءۃ فرماتے ہیں۔ تو بوقت قراءۃ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریش مبارک کو دیکھنا اور قراءۃ کو پہچاننا تحریمہ کے بعد ہی ہوتا تھا لہذا امام بخاری علیہ رحمہ فرماتے ہیں رفع البصر امام کی طرف نظر اٹھانا فی الصلوٰۃ نماز کے اندر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد۔ یہاں بھی تحریمہ کے بعد ہونے والے عمل کو فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

بخاری ج 1 ص 104 پر امام بخاری علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں **باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوٰۃ**۔ یہاں قراءۃ فی الصلوٰۃ فرمایا یعنی قراءۃ تحریمہ کا نام نہیں بلکہ قراءۃ تحریمہ کے بعد اور سلام سے پہلے ہوتی ہے۔ اسی طرح اسکنوا فی الصلوٰۃ میں بھی منع تحریمہ والے رفع یدین سے نہیں بلکہ اس رفع یدین سے ہے جو تحریمہ کے بعد نماز میں کیا جاتا ہے۔

مسلم شریف ج 1 ص 169 پر امام نووی علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں۔ اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلوٰۃ، نماز میں ہر اونچ نیچ پر تکبیر کا اثبات۔ اب اونچ نیچ رکوع اور سجدے میں ہوتی ہے اور یہاں رکوع و سجدہ میں اونچ نیچ کو فی الصلوٰۃ کہا گیا۔ لامحالہ رکوع اور سجدے سے قبل اور بعد کی اونچ نیچ تحریمہ کے بعد اور سلام سے قبل ہے اسی لیے فی الصلوٰۃ کہا گیا یعنی نماز میں۔ بعینہ اسی طرح مسلم

کی ج 1 ص 181 والی اسکنو فی الصلوٰۃ والی روایت میں فی الصلوٰۃ سے مراد رفع یدین ہے جو تحریمہ کے بعد ہوتا ہے یعنی رکوع اور سجدے کے وقت۔

مسلم شریف ج 1 ص 173 باب التثہد فی الصلوٰۃ۔

مسلم ج 1 ص 183 باب التوسط فی القراءة فی الصلوٰۃ۔

مسلم ج 1 ص 210 باب السہو فی الصلوٰۃ۔ نماز میں بھولنے کا بیان اور آگے ص 211 پر حدیث پاک لائے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم قام فی الصلوٰۃ الظهر وعلیہ جلوس، بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیٹھنا تھا بجائے بیٹھنے کے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ بعد میں سجدہ سہو کیا

مسلم ج 1 ص 202 باب کراہۃ مسح الحصى و تسویۃ التراب فی الصلوٰۃ۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بوقت سجدہ مسجد میں پڑی مٹی ہاتھ سے برابر کرتے تھے، اسی کی کراہت کا بیان کیا گیا۔ اور سجدہ نماز کے اندر تحریمہ کے بعد کا ہے اسی لیے اسے فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

مسلم ج 1 ص 206 باب جواز الخطوۃ والخطوتین فی الصلوٰۃ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جب منبر بنوا کر رکھ دیا گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر پر چڑھ گئے اور وہاں تکبیر تحریمہ کہی اور بعد میں بحالت نماز منبر سے اتر آئے۔ نماز کی حالت کا یہ عمل بعد تحریمہ تھا اسی لیے فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

تک عشرۃ کاملہ

**ضمنی اعتراض:** دونوں حدیثوں میں تشبیہ ایک چیز سے دی گئی ہے، **کانہا اذنا بخیل شمس** لہذا دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

جواب: ان احادیث کے الگ الگ ہونے کے دلائل سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ احادیث الگ الگ ہیں۔

باقی تشبیہ ایک چیز کے ساتھ دینے سے چیز ایک نہیں بن جاتی۔ دیکھیں کوئی کہتا ہے کپڑا دودھ کی طرح سفید ہے۔ بطن دودھ کی طرح سفید ہے۔ دانت دودھ کی طرح سفید ہیں۔ گائے دودھ کی طرح سفید ہے۔ بال دودھ کی طرح سفید ہیں۔ اب کپڑا، بطن، دانت، گائے، بال پانچ چیزیں مشبہ ہیں، دودھ مشبہ بہ ہے یعنی پانچ چیزوں کو صرف دودھ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب کون عقل مند یہ

کہہ سکتا ہے کہ بطخ اور گائے یا بال اور دانت ایک شے ہیں کیونکہ تشبیہ صرف ایک چیز سے دی گئی ہے۔ اب اگر عند السلام والے اشارے اور رکوع کے رفع یدین کو مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے تو دونوں حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں اور دونوں عمل ایک کیسے ہو گئے۔

**اعتراض نمبر 5 =** امام بخاری علیہ رحمہ نے فرمایا کہ جو بھی اس حدیث سے ترک رفع یدین پر استدلال کرتا ہے اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں۔

جواب: اولاً تو اعتراض نمبر 3 کے تحت امام نووی علیہ رحمہ کا ارشاد نقل کیا جا چکا ہے کہ:

امام نووی علیہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح المہذب میں فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک علیہ رحمہ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ {المجموع شرح المہذب جلد 3، ص 400}

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حدیث کے معنی کے اعتبار سے فقہاء کو ترجیح حاصل ہے نہ کہ محدثین کو جیسا کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ "الفقہاء ہم أعلم بمعانی الحدیث" یعنی فقہاء معنی حدیث محدثین سے زیادہ جانتے ہیں۔ [سنن الترمذی: ج 1، ص 193، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت]۔۔۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا امام اعظم ابو حنیفہ و سفیان ثوری و مالک و ابن ابی لیلیٰ جیسے امام اور فقہاء کو اس جملے کے تحت جاہل اور بے علم مان لیا جائے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔

اگر اس قسم کی باتیں ہی ماننی ہیں تو امام مسلم علیہ رحمہ جو کہ امام بخاری علیہ رحمہ کے شاگرد ہیں انہوں نے اپنے استاد امام بخاری علیہ رحمہ کو منتحل الحدیث یعنی صرف حدیث کا دعوے دار فرما رہے ہیں۔ یعنی حدیث میں ان کا دعویٰ تو ہے مگر وہ بات نہیں جو درحقیقت مشہور ہے۔ ادھر امام بخاری علیہ رحمہ لوگوں کو بے علم کہتے ہیں ادھر ان کے اپنے ہی شاگرد ان کو صرف حدیث کا دعوے دار فرما رہے ہیں اور حدیث سے گویا بے علم کہتے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر امام مسلم کی اپنے استاد سے اور کیا ناراضگی ہوگی؟ باوجود شاگرد ہونے کے پوری مسلم شریف میں اپنے استاد سے ایک بھی حدیث نہیں لائے۔

بات کا مقصد یہ ہے کہ ایسی غیر عالمانہ باتیں بڑے بڑے علماء سے ہو جایا کرتی ہیں۔ جیسے امام بخاری علیہ رحمہ کو ایسی کسی بات سے فرق نہیں پڑتا بالکل اسی طرح ترک رفع یدین پر اس حدیث کو پیش کرنے والوں پر امام بخاری کی بات کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

**اعتراض نمبر 6 =** اگر اس حدیث کو ترک رفع پر مان بھی لیا جائے تو خفی پھر وتر اور عیدین کی رفع یدین کیوں کرتے ہیں، انہیں وہ بھی چھوڑ دینی چاہئیں، کیونکہ وہ بھی **فی الصلوٰۃ** یعنی نماز کے اندر کی رفع یدین ہیں۔

جواب: اس حدیث سے ہمارا استدلال کس کس طرح سے ہے یہ اوپر واضح کر دیا گیا ہے۔

ہمارا استدلال سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفل نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں باہر سے تشریف لائے [خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم]۔ اگر یہ عیدین کی نماز ہوتی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جماعت کروارہے ہوتے۔ یہ تو غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ نماز عیدین جماعت سے ہوتی ہیں اس کے تو وہ بھی قائل نہیں کہ نماز عیدین انفرادی پڑھی جائے۔ تو یہ محال ہے کہ عیدین ہو رہی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں شریک نہ ہوں اور یہ بھی محال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جماعت کروانی شروع کر دی ہو۔ پس یہ مان لیا جائے کہ یہ عیدین کی نماز تھی تو یہ ماننا لازم آئے گا کہ نماز عید قضاء ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتایا بھی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعد میں تشریف لائے۔ اسی طرح اگر وتر کی نماز مانا جائے تو بھی عشاء کی نماز کی جماعت کا مسئلہ اور سوال اٹھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز کی جماعت سے رہ گئے اور بعد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام نے انتظار بھی نہیں کیا اور خود جماعت کروالی اور وتر بھی پڑھنے لگے تب جا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ یہ محال ہے کیونکہ صحابہ کرام تو نبی پاک علیہ صلوٰۃ والسلام کا عشاء میں اتنا انتظار فرماتے تھے کہ انہیں نیند آنے لگتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام نمازوں اور عیدین و وتر میں فرق ہے۔ جب بھی احکام عیدین و وتر آتے ہیں ساتھ واضح لفظ عید یا وتر موجود ہوتا ہے۔ جب کہ اس حدیث میں عام نماز کا عمومی لفظ ہے، پس اصول کے لحاظ سے خصوص کو عموم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، پس یہ قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دم فرمایا ہے وہ بغیر ذکر کے رفع یدین ہے، اور عیدین و وتر کا رفع یدین اسی طرح تحریمہ کا رفع یدین ذکر کے ساتھ ہے۔ یعنی رفع یدین کا الگ سے ذکر موجود ہے۔ جب کہ غیر مقلدین عام نمازوں میں جو رفع یدین کرتے ہیں وہ بغیر ذکر کے ہے، یعنی رکوع کو جاتے ہیں تو **اللہ اکبر** کہتے ہیں، پس وہ **اللہ اکبر**



انتقالِ رکوع کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا۔ اگر غیر مقلدین کہیں کہ وہ رفع یدین کا ذکر ہے تو پھر رکوع کی طرف انتقال کے وقت کا ذکر کہاں گیا؟ ہمارے و ترو عیدین کے رفع یدین چونکہ مع الذکر ہے تو اس کی تشبیہ گھوڑوں کی دمیں بنتی ہی نہیں، جبکہ غیر مقلدین کا رفع یدین بغیر ذکر کے ہے اس لیے وہ اس تشبیہ پر پورا پورا اترتے ہیں۔ چنانچہ احناف کی رفع یدین اذنا بخیل نہیں بلکہ عبادت ہے کیونکہ اللہ پاک کا بھی فرمان ہے کہ **اقم الصلوٰۃ لذكركى**۔ پس یہ رفع یدین جو عیدین و ترو تحریمہ کا ہے یہ بھی فرق کی وجہ سے الگ ہے اور قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔<sup>☆</sup>

## کیا علمائے اہلسنت دیوبند انگریز کے خیر خواہ تھے؟؟

مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ

یہ مضمون ایک بریلوی کے چند اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا تھا مضمون کی افادیت کی بناء پر اس میں مزید اعتراضات اور ان کے جوابات شامل کر کے ترمیمی اضافوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ نیز یہ مضمون اب ہدیہ بریلویت میں بھی شامل ہے۔ ماخوذ از کتاب دفاع اہل السنۃ والجماعۃ از ساجد خان نقشبندی نوٹ: مضمون انتہائی تحقیقی ہے، اور تمام اعتراضات کا جواب بھی، مکمل مضمون کتاب مذکورہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ (مدیر)

### اعتراض نمبر ۱:

مکالمۃ الصدرین ص ۷ میں ہے کہ جمعیت علماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کی ایماء پر قائم ہوئی۔ جواب: بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ سرے سے باطل ہے۔ (اولاً): اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند کتاب نہیں اگر اس کتاب میں درج شدہ باتیں واقعہ کوئی مکالمہ تھا تو اس پر فریقین کے سربراہوں کے دستخط ہونے چاہئے تھے۔ جب کہ اس پر نہ تو حضرت مولانا مدنیؒ کے دستخط ہیں اور نہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے۔ اصل حقیقت اس کی فقط اتنی ہے کہ نظریہ قومیت کے اختلاف کے دنوں میں جمعیت علماء ہند کے ارکان کا ایک وفد حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی تیمارداری کیلئے ان کے مکان پر حاضر ہوا۔ اس ملاقات میں چند ایک اختلافی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ ارکان جمعیت اور حضرت علامہؒ کے سوا اس مجلس میں کوئی اور شخص موجود نہ تھا۔ جمعیت علماء ہند کے مخالفین کو جب اس ملاقات کا علم ہوا تو ان بزرگوں کا آپس میں مل بیٹھنا سخت ناگوار گزرا۔ چنانچہ ان مخالفین نے توسط مولوی محمد طاہر صاحب حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی شخصیت کو استعمال کر کے ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ ان بزرگوں کو دوبارہ آپس میں مل بیٹھنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ مولوی محمد طاہر صاحب نے کچھ باتیں تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے حاصل کیں اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملا کر مکالمۃ الصدرین کے نام سے رسالہ طبع کر دیا۔ اس رسالہ کے غیر مستند ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے مرتب یعنی مولوی محمد طاہر بزرگوں کی اس ملاقات میں سرے سے شریک ہی نہیں تھے چنانچہ حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ: مگر خود غرض چالاک لوگوں نے نہ معلوم مولانا (عثمانی) کو کیا سمجھایا اور کس قسم کا پروپیگنڈا کیا کہ کچھ عرصہ بعد یہ رسالہ مکالمۃ

الصدرین شائع کر دیا گیا۔ جس میں نہ فریقین کے دستخط ہیں نہ فریق ثانی (اراکین جمعہ) کو کوئی خبر دی گئی نہ ان میں سے کسی سے تصدیق کرائی گئی۔ خود مولانا موصوف کے دستخط بھی نہیں بلکہ مولوی محمد طاہر صاحب کے دستخط ہیں جو اثنائے گفتگو میں موجود تک نہ تھے (کشف حقیقت ص ۸)

ارکان جمعہ کو جب اس رسالہ کی اشاعت کا علم ہوا تو عوام کے بے حد اصرار پر حضرت مولانا مدنیؒ نے ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں کشف حقیقت کے نام سے اس کا جواب لکھا جو دلی پریس پر ننگ سے طبع ہوا (یہ کتاب آپ کو ہماری سائٹ <sup>☆</sup> پر بریلویوں کے رد میں کتابوں کے سیکشن میں مل جائے گی) جن میں انھوں نے اس بات کی صراحت فرمائی کہ رسالہ مذکورہ اس کے مرتب کے ذہن کی اختراع ہے جسے غلط طور پر علامہ عثمانیؒ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے چنانچہ حضرت علامہ مدنیؒ فرماتے ہیں کہ: مکالمہ مذکورہ مولوی محمد طاہر صاحب ہی کا اثر خامہ اور ان ہی کے فہم و خیالات کا نتیجہ ہے۔ اور ہماری باہمی گفتگو کو صرف ان خیالات و افکار کا حیلہ بنایا گیا ہے اور اسی لئے یہ حقیقت سے دور اور کذب و افتراء کا مجموعہ ہے۔ (کشف حقیقت ص ۹) نیز فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں یہ تمام تحریر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی مصدقہ تھی تو مولانا نے اس پر دستخط کیوں نہ فرمائے؟ اور اگر اس میں صداقت اور واقعیت تھی تو قبل اشاعت جمعیت کو دکھایا کیوں نہیں گیا۔ (کشف حقیقت ص ۱۰) یعنی حضرت علامہ عثمانیؒ کا اس پر دستخط نہ کرنا ہی اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ رسالہ ان کا مصدقہ نہیں بلکہ مخالفین نے ان بزرگوں کے درمیان مزید بعد پیدا کرنے کیلئے اس کی نسبت حجرت علامہ عثمانیؒ کی طرف کر دی۔ چنانچہ حضرت مولانا مدنیؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

چونکہ اس (مکالمۃ الصدرین) کی نسبت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی طرف کی گئی ہے اس لئے اس سے لوگوں کو بہت سے شبہات اور خلجاناں پیدا ہوئے اور وہ ہماری طرف رجوع ہوئے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ اس میں اکذیب اور غلط بیانیوں ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی اور بغیر افسوس اور انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا (ایضاً ص ۴)

ان حقائق سے صاف طاہر ہے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند اور مصدقہ کتاب نہیں یہ ایک غیر مستند کتاب ہے تو اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی سرے سے غلط ہے میری تمام بریلوی حضرات سے گزارش ہے کہ خود کشف حقیقت کا مطالعہ کریں جو ہماری سائٹ سے فری میں ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں انشاء اللہ آپ پر تاریخ کے کئی مخفی راز عیاں ہوں گے۔

☆ مذکورہ ویب سائٹ <sup>☆</sup> الحق اور مزید ایک ویب، مخالفین کی سازشوں کا شکار ہو چکی ہے (مدیر)

ثالثاً: یہ بات مولانا حفظ الرحمن صاحب سے نقل کی گئی مکالمۃ الصدرین میں اور مولانا نے خود ان تمام باتوں کی تردید کی ہے کشف حقیقت میں اس تردید کی تفصیل موجود ہے جس میں سے کچھ عبارتیں ہم آئینہ پیش کریں گے۔ پس جب کتاب غیر مستند اس کی راوی کی تردید موجود تو ایسے حوالے سے استدلال کرنا سوائے دل ماؤف☆ کو تسکین دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ ثالثاً: خود مکالمۃ الصدرین کے آگے والے صفحہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ انگریز کی طرف سے یہ نوٹ لکھا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت کا روپیہ صرف کرنا بالکل بے کار ہے اس پر آئینہ کیلئے امداد بند ہو گئی۔ (مکالمۃ الصدرین، ص ۸) پس اگر جمعیت علمائے اسلام انگریز حکومت کی حمایت یافتہ تھی اور اس کی پشت پناہی حاصل تھی تو انگریز نے یہ حمایت اور یہ امداد بند کیوں کر دی۔؟؟؟ اور کیوں یہ کہا کہ ایسے انجمنوں پر پیسہ لگانا فضول ہے۔

اس سے آپ حضرات ”سابقہ دیوبندی کلین شیو“ خلیل رانا صاحب کے دجل و فریب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ باقی رہا جمعیت علمائے ہند کا انگریز کے خلاف جدوجہد تو الحمد للہ اس پر اب تک پوری پوری کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس جماعت کو ایسے اکابرین بھی ملے جنہوں نے اپنی آدھی سے زیادہ زندگیاں جیلوں میں گزار دیں میں یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں: جمعیت علمائے ہند کے ۱۹۲۰ کے اجلاس میں جو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہوا انگریز کے خلاف یہ فتویٰ صادر کیا گیا:

مسلمانوں کیلئے ایسی ملازمت جس میں دشمنان اسلام (انگریز) کی اعانت و امداد ہو اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنا پڑے قطعاً حرام ہیں۔ اس فتوے پر چار سو چوہتر علماء نے دستخط کئے اور اسی فتوے کے بعد تحریک ترک موالات شروع ہوئی ۱۹۲۱ میں جمعیت کا یہ فتویٰ ضبط کر لیا گیا مگر جمعیت نے قانون شکنی کر کے بار بار اس کو شائع کیا۔ اور اسی تحریک میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ”اسیر مالٹا“ ہوئے۔ غور فرمائیں انگریز کی روٹیوں پر پلنے والے اس طرح ہوتے ہیں؟؟۔ اگر یہ لوگ بھی انگریز کی جوتیاں چاٹنے والے ہوتے تو جیلیں آباد کرنے کے بجائے احمد رضا خان کی طرح ساری زندگی ”بریلی“ کے ایک حجرے میں بیٹھ کر ہر اس تحریک پر کفر کا فتویٰ لگاتے جو انگریز کی مخالفت پر کمر بستہ ہو۔

### اعتراض نمبر ۲:

تبلیغی جماعت کو بھی ابتداء میں حاجی رشید احمد کے ذریعہ حکومت سے کچھ روپیہ ملتا۔ مکالمۃ الصدرین، ص ۸۔ جواب: اس سے بھی فریق مخاف کو کوئی فائدہ نہیں

☆ دماغ ماؤف کی ترکیب کی جگہ دل ماؤف کی ترکیب مصنف نے خوب وضع کی ہے، جو مخالفین کی حالت زار پر فٹ بھی ہوتی ہے۔ (مدیر)

اولاً: اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے وہ غیر معتبر کتاب ہے لہذا اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی درست نہیں۔

ثانیاً: یہ روایت بھی مولانا حفظ الرحمن کے حوالے سے ہے اور مولانا نے خود اس کی پرزور تردید کی ہے: چنانچہ کشف حقیقت ص ۴۲ میں یہ عنوان ہے مولانا حفظ الرحمن صاحب کا بیان اور پھر ص ۴۴ میں مکالمۃ الصدرین کے حوالے سے لکھا کہ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا مکالمۃ الصدرین اس کا جواب حضرت حفظ الرحمن سیوہارویؒ ناظم جمعیت علماء ہند یہ دیتے ہیں:

وکنی باللہ شہید اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے میں نے ہر گز ہر گز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے سچانک ہذا بہتان عظیم۔ بلکہ مرتب صاحب (مولوی محمد طاہر مسلم لیگی) نے اپنی روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اس لئے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا الیاس صاحب کی تحریک سے والہانہ شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیت علماء ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمعیت علماء ہند کے اکابر و رفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو صحیح قرار دیں جس کی بنیاد شرعی اور اختلافی احساسات کو نظر انداز کر کے محض جھوٹے پروپیگنڈے پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں البتہ میں مرتب صاحب کی اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں والی اللہ الممشکی واللہ بصیر بالعباد۔ انتھی بلطفہ کشف حقیقت ص ۴۵، ۴۴۔

ایسی واضح اور صریح تردید کی موجودگی میں تبلیغی جماعت کو سرکار برطانیہ کا ہمدرد اور نمک خوار ثابت کرنا کہاں کا انصاف و دیانت ہے؟ سچ کہا

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ثالثاً: اس لئے کہ فریق مخالف نے عبارت نقل کرنے میں بھی دجل سے کام لیا ہے اور پوری عبارت نقل نہیں کی جو اس طرح ہے کہ :

اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔ ص ۸۔

خلیل رانا صاحب نے اپنے اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر کا روایتی طریقہ واردات اختیار کرتے ہوئے آخری خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا ہے یہ جملہ باقی رہتا اور حذف نہ کیا جاتا تو ہر قاری یہ سوچنے پر مجبور ہوتا کہ:

(۱) اگر تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی تھی تو یہ روپیہ بند کیوں کر دیا گیا؟ اس روپیہ کا بند ہو جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال نہ ہو سکی اور انگریز کو اس کی توقع بھی نہ تھی ورنہ رقم کبھی بند نہ ہوتی رقم کا بند ہو جانا اور بند کر دینا ہی اس کی روشن دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت انگریز کیلئے آلہ کار نہیں بنی اور بفضلہ تعالیٰ پہلے سے اب جماعت تمام دنیا میں زیادہ عروج پر ہے اور ان ملکوں اور علاقوں میں بھی کام کر رہی ہے جو انگریزوں کے سخت مخالف ہے۔

(۲) انگریز کچھ لوگوں اور بعض انجمنوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے ابتداء کچھ رقمیں دیا کرتا تھا پھر بند کر دیں۔۔ چنانچہ مذکورہ بالا عبارت سے متصل ہی یہ عبارت بھی مذکور ہے کہ (ایک سرکاری ہندو افسر نے) گورنمنٹ کو نوٹ لکھا جس میں دکھلایا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت کا روپیہ صرف کرنا بالکل بے کار ہے اس پر آئینہ کیلئے امداد بند ہو گئی۔ اس سرکاری افسر کے بیان سے بالکل عیاں ہو گیا کہ جن لوگوں اور انجمنوں کو جال میں پھنسانے کیلئے انگریز کچھ رقمیں دیا کرتا تھا وہ بند کر دی گئی تھیں کیونکہ ان میں رقمیں صرف کرنا بالکل بے کار تھا اس لئے کہ ان سے انگریز کے حامی ہونے کی قطعاً کوئی توقع نہ تھی۔

۔ جو بزبان حال یوں گویا ہے

ہزار دام سے نکلا ہوں کہ ایک جنبش سے  
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

الفضل ماشہدت بہ الاعداء

تبلیغی جماعت کے متعلق بریلویوں کے روحانی پیشوا نظام الدین مرولووی صاحب فرماتے ہیں کہ:

تبلیغی جماعت کی کوششیں بے حد مخلصانہ ہیں لیکن اس کے نتائج خاطر خواہ برآمد نہیں ہو رہے ہیں۔ (ہو المعظم، ص ۷۲)

اس کے نتائج خاطر خواہ کیسے ظاہر ہوں (بقول نظام الدین مرولووی صاحب کے) جبکہ بریلوی حضرات کی طرف سے اس کی مخالفت کی سر توڑ کوششیں کی جا رہی ہیں ان کے بستروں کو مسجدوں سے باہر پھینک دیا جاتا ہے خود تو کبھی گھروں سے نکلنے کی توفیق نہ ہو اور تبلیغی جماعت جنہوں نے لاکھوں انگریزوں کو مسلمان کیا پر انگریز کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا جائے ان کو وہابی کہہ کر بدنام کیا جائے۔

اعتراض نمبر ۳:

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ۶۰۰ روپے انگریز سے ملتے تھے ملاحظہ مکالمۃ الصدرین اس امر کی تردید خود حضرت تھانوی صاحب بھی نہ کر سکے ملاحظہ ہوا الاضافات الیومیہ ص ۶۹ ج ۶۔

جواب: یہ حوالہ بھی فریق مخالف کیلئے سود مند نہیں اس لئے کہ

(اولاً) مکالمۃ الصدرین کی حقیقت واضح کی جا چکی ہے ایسی غیر مستند کتاب پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی جہالت ہے۔ (ثانیاً): اگر بالفرض اس مکالمہ کو مصدقہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ کے مکالمہ الصدرین میں تسلیم کیا گیا ہے کہ مولانا تھانویؒ انگریز سے چھ سو روپے ماہوار لیا کرتے تھے سراسر دجل اور صریح افتراء ہے کیونکہ مکالمہ میں حضرت علامہ عثمانیؒ کی اصل عبارت اس طرح منقول ہے فرماتے ہیں کہ:

عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت یا تحریک کا مخالف ہو تو اس قسم کی باتیں اس کے حق میں مشہر کی جاتی ہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۹) اس عبارت میں حضرت عثمانیؒ صاف لفظوں میں اس الزام کو مخالفین کا سیاسی پروپیگنڈا قرار دے رہے ہیں لیکن بریلوی حضرات کا دجل ملاحظہ فرمائیں کہ وہ پوری عبارت نقل کرنے کے بجائے صفحہ کو ایک مخصوص جگہ سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتی۔

(ثالثاً): اگر مکالمہ کے حوالے بالفرض سے اس الزام کو درست بھی مان لیا جائے تو بھی اس کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ خود حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس الزام کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ جب حکیم الامتؒ کو جب اس الزام کا علم ہوا تو بڑا حکیمانہ جواب دیا فرمایا:

اگر چھ سو روپے گورنمنٹ سے پاتا ہوں تو طمع ہے خوف نہیں اور اگر طمع کا یہ عالم ہے تو تم نو سو روپے دے کر اپنے موافق کر لو۔ اگر قبول کر لوں تو صحیح و گرنہ غلط۔ (الاضافات الیومیہ ص ۶۹۸ ج ۴، بحوالہ مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی ص ۵۴)۔

جبکہ اس کے مقابلے میں فریق مخالف کے اعلیٰ حضرت کی حکومت انگریزوں نے کیا ہے ملاحظہ ہو:

The mashrik of gorakhpur and albashir usually took note the pro-government fatwas of Ahmed raza Khan. (Separatism among india Muslims, page 268.)

انگریز مورخ سرفرائس رابنسن کی کتاب علماء فرنگی محل اینڈ اسلامی کلچر میں مندرجہ ذیل الفاظ میں احمد رضا خان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے:

The actions of One learned man ,the very influential Ahmed Rada Khan (1855,1921) of barielly,present our conclusion yet more Clearly....at the same time he Support the colonial Government loudly and vigorously through world warI,and through the khilafat Movement when he opposed mahatma Gnadhi allaince with tha nationalist movement and and non-Cooperation with the british.(ulama farange Mehal and Islamic culture page( Khan ahmed rada of bareilly 47,58,67 & 37,37 and Support for the British 196(Index ,ulma farangi mehal and Islamic Culture page 263)

جبکہ اس کے برخلاف خود انگریز مورخین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ہمارے راستے میں سب سے سخت رکاوٹ دارالعلوم دیوبند تھا ملاحظہ ہو:

The most Vital School of Ulma in india is the second Half of the initeenth Century was that centerd upon Deoband,the Darul Uloom.(The Muslims or british India,byP.Hardy page 170)

اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت کے صفحہ ۳۳ اور اسی طرح حیات اعلیٰ حضرت میں یہ بات موجود ہے کہ مولوی احمد رضا خان کے دادا نے گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمات انجام دی جس کے عوض ان کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے اور ان کے ساتھ آٹھ سو فوجیوں کی بتالین ہوا کرتی تھی۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے فتوے کے خلاف کے ہندوستان دارالحرب ہے اعلیٰ حضرت نے ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ دیا اس لئے کہ دارالسلام میں جہاد جائز نہیں۔ اس کے علاوہ اس مکتبہ فکر نے آزادی کے ہر متوالے پر کفر کے فتوے لگا کر عوام کو ان سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۱۳ میں الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ کے نام سے فتویٰ شائع ہوا جس میں خان صاحب کے علاوہ کئی بریلوی علمائے کے تصدیقات موجود تھے جس میں قائد اعظم کو کافر کہا گیا اور مسلم لیگ سے ہر قسم کے تعاون کو حرام قرار دیا گیا۔ ان کے مولوی حشمت علی نے مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری کے نام سے کتاب لکھی جس میں قائد اعظم کو کافر قرار دیا



گیا۔ مولوی مصطفیٰ رضا خان نے اس زمانے میں مسلمانوں کے دلوں سے کعبہ و مدینہ کی محبت نکالنے کیلئے حج کے ساقط ہونے کا فتویٰ دیا اور آج بھی بریلوی بر ملا امام کعبہ اور مدینہ کو کافر لکھتے اور کہتے ہیں <sup>☆</sup> مصطفیٰ رضا خان نے ایک کتاب لکھی اس زمانہ میں جواب نایاب ہے رسالۃ الامارہ والجهاد جس میں انگریز سے جہاد کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ چند مثالیں میں نے دے دی ہے ورنہ ان کی غداریوں سے تاریخ کے صفحات آج بھی بھرے پڑے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے تاریخ آزادی میں کہیں بھی اس گروہ کا نام و نشان نہیں جس کا اعتراف خود مولوی احمد رضا خان کے سوانح نگار کرتے ہیں کہ اور اس کا الزام مورخین پر ڈالتے ہیں کہ انھوں نے محض تعصب کی وجہ سے ہمارے اعلیٰ حضرت کا ذکر کہیں نہیں کیا اور وہابی (یعنی دیوبند) کی خدمات سے ساری تاریخ کو بھر دیا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کے حوالے سے بھی آپ نے اپنی ”مخصوص رضا خانیت“ کا مظاہرہ کیا ہے پوری عبارت اس طرح ہے:

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے بلکہ خوف سے تو گورنمنٹ ہی متاثر ہوئی چنانچہ تمھیں اور ہمیں سو روپیہ نہیں دیتی تو اب اس کا امتحان یہ ہے کہ تم نو سو روپے دیکر اپنی موافق فتویٰ لے لو اگر وہ قبول کر لے تو وہ بات صحیح ہے ورنہ وہ بھی جھوٹ۔ (الاضافات الیومیہ، ج ۶، ص ۱۰۳، ملفوظ نمبر، ۸۸) غور فرمائیں کس حکیمانہ اور بلیغ انداز میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس الزام کی تردید کر رہے ہیں مگر خلیل رانا صاحب کہتے ہیں کہ نہیں وہ تو تردید نہیں بلکہ تصدیق کر رہے ہیں۔۔۔ تف ہے ایسی تحقیق پر اور ایسی دیانت پر... ہم بار بار خلیل رانا صاحب کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ حوالہ دیتے ہوئے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان حوالہ جات کو کل کو کوئی چیک بھی کر سکتا ہے۔۔۔ اعتراض: تھا کون جو انگریز کو کہتا رحمت؟ کس نے کیا گوروں کے وظیفے پر گزارا

جواب: ارے وہی جس کی وفاداری کے گن گاتے انگریز بھی بھائی وہی جن کو سیر کرائی جاتی ہے پینٹا گون کی آج بھی (روزنامہ وقت لاہور ۱۰ مئی ۲۰۱۰ء کی خبر کے مطابق بریلوی علماء و مشائخ کو انتہاء پسندی کے خلاف پینٹا گون میں تربیت دی جائے گی۔)

☆ اس شقی القلبی پر دل سچ میں روتا ہے۔۔۔ حد تو یہ ہے کہ اخلاقی قدروں کو بھی پامال کر کے ائمہء حرین کی فحش اور گندی تصاویر سوشل میڈیا پر چسپاں کی جاتی ہیں (مدیر)

### اعتراض نمبر ۴:

مولانا رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی صاحب اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۹۔ جواب: فریق مخالف کا یہ حوالہ بھی بالکل سود مند نہیں اس لئے کہ انھوں نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت گنگوہی اور حضرت حجتہ الاسلام رحمہما اللہ انگریز کے وفادار تھے اور اس کے خلاف انھوں نے کچھ نہ کہا مذکورہ بالا عبارت مولف تذکرۃ الرشید کی ہے جس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کسی اور کی عبارت کو لیکر کسی اور پر فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے۔؟؟ آپ کا یہ ثابت کرنا کہ ان حضرات نے انگریز کی مخالف نہیں کہ قطعاً باطل اور مردود ہے جبکہ خود اسی تذکرۃ الرشید میں یہ حوالے بھی موجود ہیں کہ: (۱) تینوں حضرات (حاجی امداد اللہ صاحب، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) کے نام چونکہ وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں اور گرفتار کنندہ کیلئے صلہ (انعام) تجویز ہو چکا تھا اس لئے لوگ تلاش میں ساعی اور حراست کی تگ و دو میں پھرتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۷۷)

(۲) روش (پولیس) رامپور پہنچی اور حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ حکیم ضیاء الدین صاحب کے مکان سے گرفتار ہوئے تخمینے سے یہ زمانہ ۱۲۵۷ھ کا ختم یا ۱۲۷۱ کا شروع سال ہے (الی قولہ) آپ کے چاروں طرف محافظ پہرہ دار تعینات کر دئے گئے اور بند بیل (بیل گاڑی) میں آپ کو سوار کر کے سہارنپور چلتا کر دیا گیا (الی قولہ) حضرت مولانا سہارنپور پہنچتے ہی جیل خانہ بھیج دئے گئے اور حوالات میں بند ہو کر جنگی پہرہ کی نگرانی میں دے دئے گئے۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۸۲)

(۳) حضرت مولانا تین یا چار یوم کال کو ٹھہری میں اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے تحقیقات پر تحقیقات اور پیش پر پیشی ہوتی رہی آخر عدالت سے حکم ہوا کہ تھانہ بھون کا قصہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے چنانچہ امام ربانی جنگی حراست اور ننگی تلواروں کے پہرہ میں براہ دیو بند دوپڑاؤ کر کے پایادہ مظفر نگر لائے گئے اور اب یہاں کے جیل خانہ میں بند کر دئے گئے۔ (الی قولہ) مظفر نگر کے جیل خانہ میں حضرت کو کم و بیش چھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا اس اثناء میں آپ کی استقامت، جو انمردی، استقلال کی پختگی، توکل، رضا، تدین، انقاء، شجاعت، ہمت، اور سب پر طرہ حق تعالیٰ کی اطاعت و محبت جو آپ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اس درجہ حیرت انگیز ثابت ہوئیں کہ جن کی نظیر نہیں نظر ملتی۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۸۴)

(۴) حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالہ جات میں بھی رہے۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۷۹)

ان تمام واضح حوالوں سے حضرت مولانا گنگوہی اور ان کے رفقاء کا گرفتار ہونا جنگی حراست میں رہنا حوالہ جات اور کال کو ٹھہریوں کا آباد کرنا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا روز روشن کی طرح واضح ہے اور ہمارا مدعی بھی یہی ہے۔ غرض ان کو انگریز کا وفادار ثابت کرنا

تاریخ کو مسخ کرنا ہے اور خلیل رانا صاحب نے جو مجمل اور مبہم حوالہ دیا ہے اس سے انکادعی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا یہ مجمل عبارت صرف اس کا مصداق ہے

تم جو دیتے ہو نوشتہ وہ نوشتہ کیا ہے  
جس میں ایک حرف وفا بھی کہیں مذکور نہیں

لفظ ”سرکار“ کا اطلاق رب تعالیٰ (حقیقی سرکار) پر بھی ہوتا ہے

اصل میں فریق مخالف کو اس عبارت میں لفظ ”مہربان سرکار“ سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ یہ لفظ دیگر متعدد معنوں کے علاوہ مالک حقیقی آقا اور ولی نعمت پر بھی صادق آتا ہے چنانچہ فرہنگ آصفیہ ج ۳ ص ۷۰ میں سرکار کے معنی سردار، میر، پیشوا، رئیس، آقا، ولی نعمت اور ولی وغیرہ کے کئے گئے ہیں۔

اور پھر ”مولف تذکرۃ الرشید“ جس طرح لفظ سرکار کا انگریز پر اطلاق کرتے ہیں اسی طرح ”اللہ تعالیٰ“ پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سہارنپور جیل سے مظفر نگر منتقل کرنے کے سلسلہ میں لکھتے ہیں: سنا ہے کہ دیوبند کے قریب سے گزرنے پر مولانا قاسم العلوم نظر براہ راستہ سے کچھ ہٹ کر بغرض ملاقات پہلے سے آکھڑے ہوئے تھے گو خود بھی مخدوش حالت میں تھے مگر بیتابی شوق نے اس وقت چھپنے نہ دیا اور دور ہی دور سے سلام ہوئے ایک نے دوسرے کو دیکھا مسکرائے اور اشاروں ہی اشاروں میں خدائے تعالیٰ کے وہ وعدے یاد دلوائے جو سچے سرکاری خیر خواہوں اور امتحانی مصیبتوں پر صبر و استقلال کرنے والوں کیلئے انجام کار و دیعت رکھے گئے ہیں۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۸۴)

بالکل واضح امر ہے کہ یہ وعدے اللہ تعالیٰ کے واللہ مع الصبرین، وان جندنا لہم الغلبون، انالمنصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا اور فان حزب اللہ ہم الغلبون وغیرہ کلمات جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔۔ سچی سرکار، آقائے حقیقی اور مالک الملک کے مخلص بندوں کیلئے ہیں جو امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہاں سرکار کے لفظ سے اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدسہ مراد ہے۔

### اعتراض نمبر ۵:

حافظ ضامن، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی انگریز کی حمایت میں لڑے اور حافظ ضامن ”شہید“ ہو گئے۔ تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۷۵، ۷۴

جواب: لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔۔ خلیل رانا صاحب اتنا صریح دھوکہ۔۔ ہم نے یہ صفحہ بار بار چیک کیا اور کہیں ہمیں یہ عبارت نہیں ملی  
 ☆ کہ حافظ ضامن صاحب انگریز کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ ان کی شہادت شاملی  
 کے میدان میں انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے ہوئی۔۔ مگر آپ کس طرح خدا خونی سے بے پرواہ ہو کر جھوٹ پر جھوٹ بولے  
 جارہے ہیں۔۔ جن صفحات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں بھی اسی شاملی کے معرکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ میں اگر ذرا بھی انصاف  
 و دیانت کا مادہ ہے تو جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس کتاب کا اصل عکسی حوالہ دے کر بعینہ ثابت کریں ورنہ  
 لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا وظیفہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں لڑی گئی اور شاملی کے میدان پر قبضہ کر لیا گیا جو ایک ماہ تک  
 رہا۔

\* حاجی امداد اللہ صاحب کو امام، مولانا قاسم نانوتویؒ کو سپہ سالار افواج مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو قاضی، مولانا محمد منیر نانوتویؒ اور حافظ  
 محمد ضامنؒ کو میمنہ اور میسرہ کے افسر مقرر کئے گئے۔ (سوانح قاسمی، ج ۲، ص ۱۲۷)  
 \* اس معرکہ میں حافظ محمد ضامن شہید ہوئے حضرت حاجی صاحب اور مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے  
 حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ روپوش ہو گئے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ گرفتار کر لئے گئے۔ مولانا گنگوہیؒ کو سہارنپور کی جیل  
 میں قید کر دیا گیا۔ تین چار یوم کال کو ٹھہری میں رہے اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے۔ آخر عدالت سے حکم ہوا تھانہ  
 بھون کا قصبہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے۔ چنانچہ جنگی حراست اور ننگی تلواروں کے پہرے میں براستہ دیوبند چند پڑاؤ کر کے  
 پایادہ مظفر نگر لائے گئے اور حوالات کے اندر بند کرے گئے چھ ماہ قید رہے آخر چھوڑ دئے گئے۔ (ایسٹ انڈیا کمپنی کے باغی علماء  
 ، ص ۱۱۳، از مفتی انتظام اللہ شہابی)۔

جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری مرحوم لکھتے ہیں کہ

\* اسی (۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی) میں حافظ محمد ضامنؒ صاحب کو گولی لگی اور وہ شہید ہو گئے آخر میں مجاہدین کے پاؤں بھی اکھڑ گئے  
 انگریزوں نے قبضہ کرنے کے بعد تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ (جنگ آزادی، ص ۱۸۱)

نوٹ: پروفیسر ایوب قادری بریلوی حضرات کے ہاں بھی مستند مانے جاتے ہیں عبد الحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب پر ان سے تقریظ لکھوائی اور ان کے انتقال پر اظہار غم بھی کیا۔

غرض یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت حافظ ضامن صاحب انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے شامی کے میدان میں شہید ہوئے مگر فریق مخالف کا سوء ظن دیوبند دشمنی ملاحظہ ہو کہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہوئے بھی کچھ حیا نہیں۔ ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ خلیل رانا صاحب یہ تمام حوالے کسی بریلوی ملاں کے رسالے سے ہی کاپی پیسٹ کرتے ہیں اس لئے کہ ظاہر ہے کہ بندہ ایک دو حوالوں میں چلو دھوکہ دہی کر دے مگر ان کا ہر حوالہ دجل و فریب کا شاہکار ہوتا ہے۔ پہلے تو ہم ان کو ان کی داڑھی کا واسطہ دیتے کہ چہرے پر سبائی اس سنت رسول ﷺ سے ہی شرما جاؤ مگر ان کی تو داڑھی بھی نہیں واسطہ دیں بھی تو کس کا...؟؟؟

اب آخر میں ہم فریق مخالف سے سوال کرتے ہیں کہ شاہ صاحب اور انکی تحریک کے لوگ تو تھے ہی بقول آپ کے وہابی تھے، معاذ اللہ، اللہ و رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے دشمن تھے، اسلام کے بدخواہ تھے مگر آپ کے روحانی دادا حضور مولوی نقی علیؒ کی جنگ آزادی میں کہاں تھے؟ انکو بھی چھوڑئے آپکے روحانی ابا حضور مولوی احمد رضا خان جو بزعم خویش پورے ہندوستان میں واحد مسلمان اور اسلام کے خیر خواہ تھے، انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کے کتنے فتوے دیے۔؟؟؟؟؟؟؟



## رد فتنہ انکارِ حدیث

### منکرین حدیث سے چند سوالات

اسلام مکمل دین ہے۔

قرآن مجید رہتی دنیا تک ہمیشہ کے لیے دین اسلام کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے، چنانچہ سورہ مائدہ میں ارشاد ہے

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا، اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر لیا، (سورہ المائدہ 5 آیت 3)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ دین اسلام کامل دین ہے، ہم منکرین حدیث سے سوال کرتے ہیں کہ جب دین کامل ہے اور تمہارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فعل حجت نہیں ہے (جسے حدیث کہتے ہیں) تو تم پورا دین قرآن سے ثابت کرو۔

1. قرآن مجید میں نماز کا حکم ہے، بتاؤ قرآن کی کون سی آیت میں نماز کی رکعتوں کی تعداد بتائی ہے، اور رکوع اور سجدہ میں پڑھنے کو کیا بتایا ہے، نماز میں نظر کہاں رہے، ہاتھ کہاں رہیں یہ سب قرآن سے ثابت کریں۔

2. اسی طرح قرآن مجید میں جگہ جگہ زکوٰۃ دینے کا ذکر ہے، زکوٰۃ کتنی فرض ہے؟ کس مال میں فرض ہے؟ کتنے کتنے دنوں یا مہینوں کے فصل سے دی جائے، درمیان میں جو مال آئے اس کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ یہ سب امور قرآن سے ثابت کریں۔

3. قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ نماز کو کھڑے ہو تو ہاتھ پاؤں منہ دھو لو اور سر کا مسح کرو (سورہ المائدہ 5 آیت 6)۔ اس کو عوام و خواص سب وضو کہتے ہیں۔ اور احادیث شریفہ میں اس کا یہی نام وارد ہوا ہے۔ اس وضو کے توڑنے والی کیا چیزیں ہیں؟ اس کا جواب قرآن سے دیں۔

4. قرآن مجید میں حج و عمرہ کے پورا کرنے کا حکم ہے (سورہ بقرہ آیت 196)، حج کیسے ہوتا ہے؟ کیا کیا کام کرنے پڑتے ہیں؟ کن کن تاریخوں میں کیا عمل ہوتا ہے؟ اس کے کتنے فرائض ہیں؟ احرام کس طرح باندھا جاتا ہے؟ اس کے کیا لوازم ہیں؟ کیا ممنوعات ہیں؟ یہ سب قرآن شریف سے ثابت کریں۔

5. عمرہ میں کیا کیا افعال ہیں؟ اور اس کا اتمام کس طرح ہوتا ہے؟ وہ بھی قرآن سے ثابت کریں۔

6. سورہ توبہ میں نماز جنازہ کا ذکر ہے (آیت 84) نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ اس کا طریقہ ادا کیا ہے؟ یہ سب قرآن مجید سے ثابت کریں۔ نیز ساتھ ہی کفن و دفن کا طریقہ بھی قرآن سے ثابت کریں اور یہ بھی بتائیں کہ میت کو غسل دیا جائے یا نہیں اور اگر دیا جائے تو کس طرح دیا جائے؟ ان سب امور کے بارے میں آیات قرآنیہ میں کہاں کہاں ہدایات مذکور ہیں؟

7. نکاح انسانی زندگی کی اہم ضرورت ہے۔ انعقاد نکاح کس طرح ہوتا ہے؟ یہ بھی قرآن سے ثابت کریں۔

8. قرآن مجید میں دیت (خون بہا) کا ذکر ہے (سورہ النساء آیت 92) قرآن مجید سے ثابت کریں کہ ایک جان کی دیت کتنی ہے؟ اور مختلف اعضا کی دیت کتنی ہے؟ اور مرد و عورت کی دیت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

9. سارق اور سارقہ (چور اور چورنی) کے ہاتھ کاٹنے کا قرآن مجید میں حکم ہے (سورہ المائدہ آیت 38) قرآن سے ثابت کریں کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ (یاد رہے کہ عربی میں ید انگلیوں سے لے کر بغل تک پورے ہاتھ پو بولا جاتا ہے) اور کتنا مال چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے، کیا ایک چنا اور ایک لاکھ روپے چرانے کا ایک ہی حکم ہے؟ پھر اگر دوسری بار چوری کر لی تو کیا کیا جائے؟ ان سب امور کا جواب قرآن مجید سے دیں۔

10. قرآن مجید میں زانی اور زانیہ کو مائتہ جلد (سوزن) مارنے کا حکم دیا ہے (سورہ النور آیت 2)۔ یہ ضرب کس چیز سے ہو؟ متفرق ہو یا ایک وقت متواتر ہو؟ یہ سب قرآن سے ثابت کریں۔

منکرین حدیث ان سوالات کے جوابات قرآن سے دیں اور یہ یقین ہے کہ وہ جوابات قرآن سے نہیں دے سکتے، لہذا یہ اقرار کریں کہ دین اسلام کو جو قرآن نے کامل بتایا یہ اسی طرح سے ہے۔ کہ قرآن کے ساتھ حدیث پر بھی عمل کیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیں کہ قرآن مجید پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات کے بغیر عمل نہیں ہو سکتا اور یہ بھی اقرار کریں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال حجت ہیں۔

اور یہ بھی اقرار کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات محفوظ ہیں۔ اگر وہ ہم تک نہ پہنچے ہوں تو اب قرآن پر عمل ہونے کا کوئی راستہ نہیں رہتا اگر اس وقت قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا تو قرآن دوامی کتاب نہ رہی (العیاذ باللہ)

اور اگر حدیث کو حجت نہیں مانتے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف قرآن سے دین کیسے کامل ہوا؟ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ دین اسلام کامل ہے اور بے شمار احکام ہیں جو قرآن میں نہیں۔ اور جو احکام قرآن میں مذکور ہیں وہ مجمل ہیں۔ بغیر تشریح اور تفسیر کے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دشمن یہ سوال کر لے کہ قرآن کا فرمان ہے کہ دین اسلام کامل ہے لیکن اس میں تو نماز کی رکعتوں کا ذکر بھی نہیں ہے۔ اور حج کا طریقہ بھی نہیں بتایا و قوف عرفات کی تاریخ بھی نہیں بتائی۔ دیت کی مقدار بھی نہیں بتائی

وغیرہ وغیرہ تو پھر کیسے کامل ہوا۔ اس سوال کا جواب ملحد و اور منکر و تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا انکارِ حدیث کے گمراہانہ دعوے کی پیچ میں دین اسلام کو ناقص مان لو گے؟ ☆



## إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً

شعر و ادب

بلاشبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، جلد سوم: حدیث نمبر 1098 حدیث متواتر و مرفوع)

### کشمکش

اشعار پر تبصرہ تو نہیں، البتہ یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ نظم فقیر کو بالکل اپنے لیے لکھی گئی لگتی ہے، اور اکثر دعاؤں میں اس کے اشعار بطور مناجات کے میں پڑھا کرتا ہوں (مدیر)

### تغزیر بستوی

میری رگ رگ میں خدا تو نے شرارے بھر کر  
حکم صادر یہ کیا آگ نہ لگنے پائے

ایک سے ایک حسین چیز بنا کر یہ کہا  
خواہش نفس کبھی دل میں نہ جگنے پائے

میں فرشتہ نہ پیمر نہ صحابی کوئی  
اکثر و بیشتر راہوں سے بھٹک جاتا ہوں

ایک سوکھی ہوئی لکڑی سی حقیقت میری  
شعلہء نفس سے اک پل میں دھک جاتا ہوں

دل میں اٹھتی ہے کبھی ہوک عبادت میں کروں  
تجھ سے رو رو کے گناہوں کی معافی چاہوں

لغزشِ پا کے سبب دہر کے میخانے میں  
جو بھی نقصان ہوا اس کی تلافی چاہوں

لب پہ قرآن کی آیات سجائے رکھوں  
اپنے کردار کو آئینہ بنائے رکھوں

آندھیاں لاکھ چلیں نفس کے صحراؤں میں  
دل میں قندیل تقدس کی جلائے رکھوں

ایک دو روز ہی رہتا ہے تقدس لیکن  
پھر اسی نفس کے بازار میں کھوجاتا ہوں

محفلِ رقص سجا لیتی ہے دنیا پھر سے  
اس کی پازیب کی جھنکار میں کھو جاتا ہوں

ایسا کردے مرے مولا کہ وفادار رہوں  
میں سدا تیری محبت میں گرفتار رہوں

## مے فروش

علامہ اقبالؒ

فرما رہے تھے شیخ طریق عمل پہ وعظ  
کفار ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش  
مشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مشرک سے لین دین  
لیکن ہماری قوم ہے محروم عقل و ہوش  
ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی  
سن لے، اگر ہے گوش مسلمان کا حق نبوش  
اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک  
جس کے لیے نصیحت واعظ تھی بار گوش  
کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی  
پابند ہو تجارت سامان خورد و نوش  
میں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی  
ہندوستان میں ہیں کلمہ ☆ گو بھی مے فروش

☆ بحر کی مناسبت سے کلمہ (ل کے نیچے کسرہ) پڑھا جائے گا، جیسا کہ عربی میں تلفظ ہے۔

قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

جبریلؑ نے پوچھا احسان کی حقیقت بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد اول: حدیث نمبر 96 حدیث متواتر و مرفوع)

## نماز میں دل لگانے کا طریقہ

مرشدی و مولائی حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

محترم قارئین! کتنے ہی ہم علم والے ہو جائیں، مناظر و محقق بن جائیں، اصل تو عمل اور پھر رب کے دربار میں قبولیت ہے۔ رب کا عشق اور رضا مقصود حقیقی ہے، اور یہ عشق دنیا میں بھی اپنا اثر دکھاتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون صدقِ دل سے پڑھیں اور اپنی عبادت میں اللہ کا عشق لائیں۔ رب کے سامنے کھڑے ہوتے وقت ہم نہ مناظر ہوں نہ محققِ اسلام، نہ خطیب ہوں نہ مبلغ! بس، ہم ہوں اللہ، اور کیفیت "كَأَنَّكَ تَرَاهُ" کی تصویر ہو۔ (مدیر)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (سورة المائدة: ۵)

(اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف قیام کا ارادہ کرو تو تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اپنے سر کا مسح کرلو)

\* اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے وضو کرنا لازمی ہے۔

\* حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ الصلوة مفاتیح الجنة و مفاتیح الصلوة الطهور۔ (جنت کی کنجیاں نماز ہیں اور نماز کی کنجی وضو ہے)

\* ایک حدیث پاک میں ہے کہ وضو کے اعضاء قیامت کے دن روشن ہوں گے جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام اپنے امتی کو پہچان لیں گے۔

\* وضو کرنے والے کے سر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر ہوتی ہے۔ جب وہ دنیا کی باتیں کرتا ہے تو چادر ہٹ جاتی ہے۔

\* ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ پڑھے اور وضو کے اختتام پر کلمہ

شہادت پڑھے اسکے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

## فضائل وضو

ایک حدیث پاک میں آیا ہے اَلْوُضُوءُ سَلَامٌ الْمُؤْمِنِ (وضو مومن کا اسلحہ ہے) جس طرح ایک انسان اسلحے کے ذریعے اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اسی طرح مومن وضو کے ذریعے شیطانی حملوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ امام غزالیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے قلبی احوال پر نظر ڈالو تمہیں وضو سے پہلے اور وضو کے بعد کی حالت میں واضح فرق نظر آئے گا۔ ہمارے مشائخ اپنی زندگی با وضو گزارنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

حدیث پاک میں ہے اَنْتُمْ مَمْنُونُونَ كَمَا تَعِيشُونَ (تم جس طرح زندگی گزارو گے تمہیں اسی طرح موت آئے گی) اس حدیث پاک سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص اپنی زندگی با وضو گزارنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے با وضو موت عطا فرمائیں گے۔

☆ ہمیں ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ انکی کوٹھی ایک نئی کالونی میں بن رہی تھی۔ مغرب کا وقت شروع ہوا تو انہوں نے گھر کے دالان میں نماز ادا کرنے کے لئے صفیں بچھا دیں۔ انکے گھر کے صحن میں پانچ سات چھوٹے بڑے بچے کھیل رہے تھے۔ جب اقامت ہوئی تو کھیلنے والے بچے دوڑتے ہوئے آئے اور نماز میں شریک ہو گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ وضو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو انکے والد نے بتایا کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ بات سیکھی ہے کہ اپنی زندگی با وضو گزارو۔ ہمارے گھر کا چھوٹا بڑا کوئی بھی فرد جب بھی آپ کو ملے گا با وضو ہو گا۔ جب بھی وضو ٹوٹا ہے فوراً نیا وضو کر لیتے ہیں۔

☆ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ اپنے مریدین کو تلقین فرماتے تھے کہ ہر وقت با وضو رہنے کی مشق کریں۔ ایک مرتبہ آپ مطبخ میں تشریف لائے تو مہمانوں کے سامنے دسترخوان بچھایا جا چکا تھا۔ آپ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا 'فقیرو! ایک بات دل کے کانوں سے سنو، جو کھانا تمہارے سامنے رکھا گیا ہے۔ اسکی فصل جب کاشت کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر جب اسکو پانی لگایا گیا تو وضو کے ساتھ، اسکو کاٹا گیا وضو کے ساتھ، گندم کو بھوسے سے جدا کیا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو چکی میں پیس کر آٹا بنایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس آٹے کو گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر اسکی روٹی پکائی گئی وضو کے ساتھ، وہ روٹی آپکے سامنے دسترخوان پر رکھی گئی وضو کے ساتھ، کاش کہ آپ لوگ اس کو وضو سے کھا لیتے۔

☆ حضرت ملاں جیون سے وقت کے بادشاہ نے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر کھری کھری سنا دیں۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا لیکن وقتی طور پر برداشت کر گیا۔ چند دن کے بعد اس نے ایک سپاہی کے ہاتھ کوئی پیغام بھیجا۔ ملاں جیون اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ انہوں نے سپاہی کے آنے کی پروا تک نہ کی اور درس حدیث جاری رکھا۔ درس کے اختتام پر سپاہی کی بات سنی۔ سپاہی اپنے دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا کہ میں بادشاہ کا قاصد تھا اور ملاں جیون نے تو مجھے گھاس تک نہ ڈالی۔ چنانچہ اس نے واپس جا کر بادشاہ کو خوب اشتعال دلایا کہ میں ملاں جیون کے پاس آپ کا قاصد بن کر گیا تھا۔ انہوں نے مجھے کھڑا کیے رکھا اور پرواہی نہ کی۔ مجھے لگتا ہے کہ اس کو اپنے شاگردوں کی کثرت پر بڑا ناز ہے ایسا نہ ہو کہ یہ کسی دن آپ کے خلاف بغاوت کر دے۔ بادشاہ نے ملاں جیون کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔ بادشاہ کے بیٹے ملاں جیون کے شاگرد تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی تو اپنے استاد کو بتادی۔ ملاں جیون نے یہ سن کر وضو کیا اور تسبیح لے کر مصلے پر بیٹھ گئے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے سپاہی آئیں گے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر معاملہ پیش کریں گے۔

شہزادے نے یہ صورت حال دیکھی تو بادشاہ کو جا کر بتایا کہ ملاں جیون نے وضو کر لیا اور وہ مصلے پر دعا کرنے کیلئے بیٹھ گئے ہیں۔ بادشاہ کے سر پر اس وقت تاج نہ تھا وہ ننگے سر، ننگے پاؤں دوڑا اور ملاں جیون کے پاس آ کر معافی مانگی اور کہنے لگا 'حضرت! اگر آپ کے ہاتھ اٹھ گئے تو میری آئندہ نسل تباہ ہو جائے گی'۔ ملاں جیون نے اسے معاف کر دیا۔

☆ فقیر کو ۱۹۷۱ء میں بینائی میں کمزوری محسوس ہوئی۔ لاہور کے مشہور امی پلو مرڈا کٹر صاحب نے چیک کیا تو کہا کہ اڑھائی نمبر شیشے کی عینک لگانی ضروری ہے ورنہ بینائی کمزور سے کمزور تر ہو جائے گی۔ فقیر نے چار ماہ عینک استعمال کی۔ ایک مرتبہ وضو کیلئے بیٹھنے لگا تو عینک گری اور شیشہ ٹوٹ گیا۔ فقیر نے دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تیرے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسواک والی سنت پر پابندی سے عمل کروں گا میری بینائی کو تیز فرما۔ کچھ عرصے بعد دوبارہ بینائی چیک کروائی تو بالکل ٹھیک نکلی۔ تیس سال تک دوبارہ عینک لگانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

## معارف وضو

درج ذیل میں وضو سے متعلق چند اسرار اور موز بیان کئے جاتے ہیں۔

\* وضو کو یکسوئی اور توجہ سے کرنا اعلیٰ مرتبہ کی نماز پڑھنے کا مقدمہ ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جو عادتاً غفلت سے وضو کرے مگر نماز حضوری کے ساتھ پڑھے۔ پس معلوم ہوا کہ اہتمام وضو اور حضوری نماز میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

\* مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ درحقیقت وضو انفصال عن الخلق (مخلوق سے کٹنا ہے) جبکہ نماز اتصال مع الحق (اللہ تعالیٰ سے جڑنا) ہے۔ جو شخص جس قدر مخلوق سے کٹے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ سے جڑے گا۔ یہی مطلب ہے لا الہ الا اللہ کا۔ پس لا الہ کا مقصود یہ ہے کہ مخلوق سے کٹو اور الا اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جڑو۔ ماسوی اللہ سے قلبی تعلق توڑنے کو عربی زبان میں تبطل کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً** (الزل: ۸) (اور اپنے رب کا نام پڑھے جا اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف سب چھوڑ کر چلا آ)

\* پانی کی خاصیت یہ ہے کہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ لہذا جو شخص وضو کر کے حضوری کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس شخص کیلئے نماز دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائے گی۔

\* وضو میں شش جہات (چھ اطراف) سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ دائیں ہاتھ سے دائیں طرف۔ بائیں ہاتھ سے بائیں طرف۔ چہرہ دھونے سے آگے کی طرف۔ گردن کا مسح کرنے سے پیچھے کی طرف۔ سر کا مسح کرنے سے اوپر کی طرف اور پاؤں دھونے سے نیچے کی طرف سے پاکیزگی حاصل ہوگی۔

\* وضو کرنے سے انسان چھ اطراف سے پاکیزہ ہو گیا۔ پس محبوب حقیقی سے ملاقات کی تیاری مکمل ہوگی۔ جب نماز ادا کرے گا تو اسے ملاقات بھی نصیب ہو جائے گی۔ ارشاد فرمایا **اِنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ** (تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر جیسے اسے دیکھ رہا ہے) اسی لئے کہا گیا کہ **الصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ** (نماز مومن کی معراج ہے) حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے تو اعضاء دھلنے کے ساتھ ہی ان سے کئے گئے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کو ایسا کشف نصیب ہو گیا تھا کہ وہ وضو کے پانی کے ساتھ گناہ کو جھڑتا دیکھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے وضو کے مستعمل پانی کو مکروہ کہا۔ ویسے بھی نمازی کو حکم ہے کہ وضو کا پانی کپڑوں پر نہ گرنے دے۔ بعض مشائخ کا معمول تھا کہ وضو کے وقت جو لباس زیب تن فرماتے تھے اسے بدل کر نماز ادا فرماتے تھے۔

\* شرع شریف میں پاکیزگی اور طہارت کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ: ۲۲۲) (بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے)

\* توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوئے تو انسان باطنی طور پر پاکیزہ ہو گیا۔ حدیث پاک میں اسی مضمون کو مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل کچیل نہیں رہ سکتی۔ جو شخص پانچ مرتبہ اہتمام سے وضو کرے اور حضوری سے نماز ادا کرے اسکے دل پر سیاہی نہیں رہ سکتی۔

\* شرع شریف کا حسن و جمال دیکھئے کہ وضو میں سارا جسم دھلوانے کے بجائے صرف انہی اعضاء کو دھلوانے پر اکتفا کیا گیا جو اکثر و بیشتر کام کاج میں کھلے رہتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ، پاؤں، بازو، چہرہ وغیرہ۔ جو اعضاء کم کھلتے ہیں ان کا مسح کروایا گیا مثلاً سر اور گردن۔ جو اعضاء پردے میں رہتے ہیں انکو مستثنیٰ قرار دیا گیا مثلاً شرمگاہ وغیرہ۔

\* وضو میں جن اعضاء کو دھلوا یا گیا قیامت کے دن انہی کو نورانی حالت عطا کی جائے گی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں امت اپنے اعضاء کی نورانیت سے پہچان لی جائے گی۔

\* وضو میں جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے قیامت کے دن ان اعضاء کو عزت و شرافت سے نوازا جائے گا۔ ہاتھوں میں حوض کوثر کا جام عطا کیا جائے گا۔ چہرے کو تروتازہ بنا دیا جائے گا جیسے فرمایا جُوْہُ یُّؤْمِنُ ذِیْ نَعْمَةٍ (اس دن چہرے تروتازہ ہوں گے) سر کو عرش الہی کا سایہ عطا کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے یوم لا ظل الا ظل عرشہ (قیامت کے دن عرش الہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا) پاؤں کو پل صراط پر چلتے وقت استقامت عطا کی جائے گی۔

## وضو میں چند علمی نکات

### علمی نکتہ - ۱

وضو میں پہلے ہاتھ دھوتے ہیں، کلی کرتے ہیں، ناک میں پانی ڈالتے ہیں پھر چہرہ دھونے کی باری آتی ہے۔ اب ایک طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرض کا درجہ سنت سے زیادہ ہے تو پھر پہلے چہرہ دھلواتے بعد میں دوسرے کام کرواتے۔ مگر وضو میں سنت عمل کو فرض عمل پر مقدم کیا گیا۔ آخر اس کی کیا حکمت ہے؟



## جواب

پانی سے اس وقت وضو کیا جاسکتا ہے جبکہ پانی پاک ہو۔ اگر پانی ہی ناپاک ہو تو وضو ہو گا ہی نہیں۔ پانی کی پاکیزگی کا اندازہ اس کی رنگت، بو اور ذائقہ سے لگایا جاتا ہے۔ وضو کرنے والا آدمی جب ہاتھ دھوئے گا تو اسکو پانی کی رنگت کا پتہ چل جائے گا، جب کلی کرے گا تو ذائقے کا پتہ چل جائے گا، جب ناک میں پانی ڈالے گا تو بو کا پتہ چل جائے گا۔ جب تینوں طرح سے پاکیزگی کا پتہ چل گیا تو شریعت نے چہرہ دھونے کا حکم دیا تاکہ فرض کامل صورت میں ادا ہو جائے۔

## علمی نکتہ - ۲

وضو کے اعضاء متعین کرنے میں کیا خصوصیت ہے؟

## جواب

حضرت آدمؑ سے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کی بھول ہوئی، وضو کے ذریعے اس بھول کی یاد دہانی کروائی گئی تاکہ انسان اپنی تمام غلطیوں سے معافی مانگ سکے۔ حضرت آدمؑ نے اپنے ہاتھوں سے شجر ممنوعہ کا پھل توڑا، آنکھوں سے دیکھا، منہ سے کھایا، پتوں کو سر لگا، پاؤں سے اسکی طرف چل کر گئے۔ وضو کرتے وقت اس بھول کی یاد دہانی کروائی گئی۔ تاکہ انسان اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ یہ سبق بھی دیا گیا کہ اگر میرے حکموں کے مطابق زندگی گزارو گے تو نعمتوں میں پلتے رہو گے، جنت میں جاسکو گے، اور اگر شیطان کی پیروی کرو گے تو نعمتوں سے محروم کر دیئے جاؤ گے، جنت میں داخلہ نصیب نہ ہو سکے گا۔

## علمی نکتہ - ۳

وضو میں ہاتھ دھونے سے ابتداء کیوں کی گئی؟

## جواب

تاکہ موت کے وقت مال سے ہاتھ دھونے پڑیں گے تو دل کو رنج نہ ہو۔ مزید برآں انسان کے ہاتھ ہی سب سے زیادہ مختلف جگہوں یا چیزوں سے لگتے ہیں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ہاتھوں پر مختلف بیکٹیریا اور جراثیم لگے ہوئے ہوں۔ ہاتھ پہلے دھونے سے وہ گندگی دور ہو جائے گی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان دوسرے اعضاء کو ہاتھوں ہی کی مدد سے دھوتا ہے اگر ہاتھ ہی پاک نہ ہوں تو دوسرے اعضاء کیسے پاک ہوں گے۔ اس لئے وضو میں ہاتھ پہلے دھلوائے گئے باقی اعضاء کو بعد میں دھلوا یا گیا۔

### علمی نکتہ - ۴

وضو میں چار فرض کیوں ہیں؟

#### جواب

وضو میں چار فرض ہیں۔ دو اعضاء ذرائع علم میں ہیں مثلاً سر اور چہرہ، جبکہ دو اعضاء ذرائع عمل میں سے ہیں مثلاً ہاتھ اور پاؤں۔ ان چاروں کو دھونا فرض قرار دیا گیا۔ گویا یہ طے شدہ بات ہے کہ تمام سعادتوں کی بنیاد علم پر عمل کرنے میں ہے۔

### علمی نکتہ - ۵

تیمم میں دو فرض کیوں ہیں؟

#### جواب

تیمم اس وقت کرتے ہیں جب پانی موجود نہ ہو یا بیماری کا عذر ہو۔ پس عذر کی حالت میں عمل میں تخفیف کی گئی، انسان پر بوجھ کم کر دیا گیا، رخصت مل گئی، عمل کرنے میں آسانی ہو گئی۔ رہی بات یہ کہ چار میں سے کون سے دو چنے گئے۔ تو ایک عضو ذرائع علم میں سے چنا گیا مثلاً چہرہ اور سر میں چہرے کو منتخب کیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ سر کا تو پہلے ہی چوتھائی حصہ کا مسح کرتے ہیں جبکہ چہرہ کامل دھلوا یا جاتا ہے۔ پس کامل کو ترجیح دی گئی البتہ ذرائع عمل میں سے ہاتھ اور پاؤں میں سے ہاتھوں کو چنا گیا۔ چونکہ ہاتھ پاؤں سے اعلیٰ ہیں۔ شریعت نے کامل اور اعلیٰ اعضاء کو چن لیا۔ بقیہ کا بوجھ کم کر دیا۔

### علمی نکتہ - ۶

تیمم میں سر کو کیوں نہ چنا گیا؟

#### جواب

وضو میں پہلے ہی چوتھائی سر کا مسح کیا جاتا ہے۔ جب معافی دینی تھی تو پورے سر کا مسح معاف کر دیا گیا۔ ویسے بھی جہلا کی عادت ہوتی ہے کہ مصیبت کے وقت سر پر مٹی ڈالتے ہیں تو تیمم میں سر کا مسح معاف کر دیا گیا تاکہ جہلا کے عمل سے مشابہت نہ ہو۔

### عملی نکتہ - ۷

تیمم میں ہاتھ اور چہرے کو دوسرے اعضاء پر مقدم کیوں کیا گیا؟

## جواب

انسان اکثر گناہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے ذریعے کرتا ہے۔ اس لئے انکا انتخاب ضروری تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن دو اعضاء پر خوف زیادہ ہوگا۔ ایک چہرے پر کہ گنہگاروں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ (آل عمران: ۱۰۶)

(جس دن سفید ہوں گے بعض چہرے اور سیاہ ہوں گے بعض چہرے)

کفار کے چہرے کالے اور مٹی آلود ہوں گے۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ. أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرَةُ الْفَجَرَةُ (عبس ۳۰، ۳۱، ۳۲)

(اور کتنے منہ اس دن گرد آلود ہوں گے۔ چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی۔ یہ لوگ وہی ہیں جو منکر اور ڈھیٹ ہیں)

دوسرا پل صراط سے گزرتے ہوئے بعض لوگوں کے پاؤں کانپ رہے ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنَّ مِنْكُمْ لَالْوَادُّهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا. ثُمَّ نُنْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا (مریم: ۷۱)

(اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر۔ تیرے رب پر یہ وعدہ لازم اور مقرر ہو چکا۔ بچائیں گے ہم انکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں

گے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے۔

## صفت احسان اور دیدار الہی

قاری معاذ شاہد حفظہ اللہ

۴

...- أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِلَّا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ ...-

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا « « « نماز مؤمن کی معراج ہے » » » اور معراج میں تین چیزیں ہیں :

1: قرب الہی 2: دیدار الہی 3: ہم کلامی

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تینوں چیزیں معراج میں نصیب ہوئیں ... قرب کی انتہاء، دیدار بھی، اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔

لیکن مؤمن کی معراج صفت احسان کے ساتھ ہی نصیب ہو گی۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور الحمد للہ رب العلمین کہتا ہے اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے حمدنی عبدی تو اس طرح ہم کلام ہو گیا ... اور جب سجدہ کرتا ہے تو گویا سر رحمن کے قدموں میں رکھ دیا ہے تو قرب بھی نصیب ہو گیا اور نماز میں مؤمن دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اسکا دیدار کر رہا ہے اور الفاظ بھی مخاطب حاضر کے، إِيَّاكَ نَعْبُدُ، تیری عبادت جیسے کہ وہ آمنے سامنے ہوں گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے جب یہ تینوں صفات پائی جائیں گی تو مؤمن کی معراج بنے گی اگر ان میں سے ایک چیز بھی نکل گئی۔ جیسے کَانَكَ

☆ بلاشبہ یہ زبردست علمی نکتہ ہے، اور نماز کے خشوع کا بہترین ذریعہ بھی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ (مدیر)

تراہ۔ یعنی رویت کا استحضار نہ ہوا تو مؤمن کی معراج ادھوری ہوگی تو گویا صفت احسان سے خالی نماز پُھسپُھسی اور بے جان ہوگی اور اس پر وہ اثرات مرتب نہ ہوں گے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نمازوں پر ہوتے تھے

جلد اٹھنے نہ دے سر سجدے سے میرے مولا  
اور کچھ دیر مجھے یونہی پڑا رہنے دے

### ذکر میں صفت احسان

☆ شاہ عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) نے فضائل ذکر میں فرمایا کہ روح کا یہ دھیان کہ اللہ دیکھ رہا ہے اسی کو استحضار کہتے ہیں اور دوام استحضار کا نام ہی معیت ہے۔ ع

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے  
☆ جب بھی ہم ذکر کرنے بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کا استحضار کریں فَادْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ... تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور اس حدیث قدسی کا دھیان رکھتے ہوئے ذکر کریں اَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي... میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر (یاد) کرتا ہے

### درود پاک میں صفت احسان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہوئے اس بات کا استحضار کریں کہ اے اللہ تو بھیج رحمت اور سلامتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتر رہی ہیں اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء اقدس کے ساتھ بیٹھا ہوں اور مجھ پر بھی ان کے چھینٹے پڑ رہے ہیں

نام لیتا ہوں محمد کا زباں سے میں  
رحمتیں عرش والے کی مجھ کو گھیر لیتی ہیں

اور جو ان صفات کے ساتھ کثرت سے درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب فرمائیں گے اور جو ذکر الہی کثرت سے کرے گا اللہ تعالیٰ اسے حلاوت ایمانی نصیب فرمائیں گے۔۔۔ ایک بزرگ فرمانے لگے کہ جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں تو میرا منہ میٹھا ہو جاتا ہے

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے  
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

۵

ذکر میں پانچ چیزیں ہیں اور ان سب میں صفت احسان ضروری ہے  
1: اللہ تعالیٰ کی صفات اور بڑائی کے کلمات کا ذکر ، 2: استغفار ، 3: تلاوت قرآن ، 4: درود پاک ، 5: ہر موقع کی دعا

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ نے مولانا عبد الغنی پھول پوری کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایسا اللہ اللہ سکھاتا ہوں جس کو سو مرتبہ پڑھو گے تو چوبیس ہزار مرتبہ پڑھنے کا اثر پیدا ہو گا پہلی بار اللہ کرو تو یہ تصور باندھو کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے پھر یہ استحضار کرو کہ اب میرے جسم کا بال بال اور رُؤاں رُؤاں اللہ اللہ کر رہا ہے اس کے بعد اس چیز کا استحضار کرو کہ میرے ساتھ کائنات کی ہر ہر چیز اللہ اللہ کر رہی ہے ریت کے زرے ، پہاڑ ، دریا ، سمندر کی لہریں ، بارش کے قطرے ، درختوں کے پتے ، میرا دل بھی اللہ اللہ کر رہا ہے ، اور میرے جسم کا رُؤاں رُؤاں بھی اللہ اللہ کر رہا ہے کائنات کی ہر چیز میرے ساتھ اللہ اللہ کر رہی ہے ، اگر اس تاثر کے ساتھ اللہ کا نام ایک سو مرتبہ لیں گے تو چوبیس ہزار مرتبہ اللہ اللہ کہنے کا تاثر پیدا ہو گا

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو میرے بال بال سے گویا شہد کے سمندر جاری ہو جاتے ہیں اور فرمایا شکر زیادہ میٹھی ہے کہ شکر کو پیدا کرنے والا، ایک اور جگہ فرمایا کہ جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وہ لذتیں حاصل ہوتی ہیں کہ تمام دنیا کی زبانیں اس کو بیان کرنے سے عاجز آ جاتی ہیں

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا  
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

لا الہ الا اللہ کے ذکر میں تین چیزیں ہیں اور اس میں صفت احسان ضروری ہے  
1۔ دل سے اللہ تعالیٰ کے غیر کو نکالنے کا استحضار یہ استحضار کرنا ہے کہ لا الہ کہنے پر اللہ کا سارا غیر دل سے نکل رہا ہے اور دل سے نشانہ بنا کر اس سے اللہ کے غیر کو باہر کھینچنا ہے اور الا اللہ پر اللہ کی ذات کے دل میں آنے کا استحضار کرنا ہے

نکالو دل سے یادِ حسینوں کی اے مجذوب  
خدا کے گھر پئے عشق بُناں نہیں ہوتا

2۔ اس حدیث مبارک کا استحضار کرنا ہے لا الہ الا اللہ لیس لہا حجاب دون اللہ، کہ میرے اس لا الہ الا اللہ اور اللہ کے درمیان میں کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں تو یہاں ہوں لیکن میری لا الہ الا اللہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر اللہ کے پاس ہے اور گویا کہ اللہ سے ملاقات کر رہی ہے میں تو فرش پر ہوں لیکن لا الہ الا اللہ کے ذریعے عرش والے سے مل رہا ہوں میں تو یہاں ہوں اور میرے تذکرے عرش پر ہو رہے ہیں اس حدیث قدسی کو سوچتے ہوئے کہ تم مجھے فرش پر یاد کرو میں تمہیں عرش پر یاد کروں گا

غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر  
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

3۔ اس کا استحضار کہ میری لا الہ الا اللہ۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچ رہی ہے اور الا اللہ۔ اللہ کا نور لیکر میرے دل کے اوپر آرہی ہے اور اس نور کے طفیل میرا دل جگمگا رہا ہے جسکو اس دعا میں ذکر فرمایا ہے۔۔۔

اللہمَّ جَعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا..... اے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرمائیے۔۔ اور دل سے نکل کر وہ نور کانوں کو آنکھوں کو گوشت پوست کو ہڈیوں کو بال بال کو نورانی کر رہا ہے اور پھر وہ نور مجھے گھیر رہا ہے... اب وہ نور میرے دائیں جانب بھی ہے بائیں جانب بھی اوپر بھی نیچے بھی اور وہ نور مجھے سراپا نور کر رہا ہے ایک مخلوق پر خالق کا نور پڑ رہا ہے... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو سامنے رکھنا ہے اے اللہ تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے سب کام بنتے ہیں... اور اس بات کا تصور کرنا ہے کہ اس نور طفیل دل سے حسد کی ظلمت اور اندھیرا، کبر اور بڑائی کا اندھیرا، خود پسندی اور خود رائی کا اندھیرا، اور جملہ اعمال بد کے اندھیرے دور ہو رہے ہیں اور دل جگمگا رہا ہے اور اس کے اندر صفات آرہی ہیں قرآن مجید میں ہے: اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔۔ اور وہ نور میرے دل میں ا رہا ہے... جس دل میں یہ نور آجاتا ہے اس دل کے سامنے سورج کی روشنی کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔۔ کیونکہ سورج مخلوق ہے اسکی روشنی بھی مخلوق ہے اللہ خالق ہے اسکا نور بھی خالق ہے سورج محدود ہے اسکی روشنی بھی محدود ہے اللہ لا محدود ہے اسکا نور بھی لا محدود ہے سورج فانی ہے اسکی روشنی بھی فانی ہے اللہ غیر فانی ہے اسکا نور بھی غیر فانی ہے سورج کی روشنی کو اس نور سے کیا نسبت ہے...

جو دل پے ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں

تو دل کو بے حد جامِ جَم دیکھتے ہیں



## إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴿٢٢﴾

اظہار خیال

یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ (سورہ نمبر 39 الزمر، آیت 42)

### جماعت والے لوگوں کو کیسے گمراہ کرتے ہیں؟؟؟

محسن اقبال رحمۃ اللہ علیہ

عجیب لوگ ہیں یہ تبلیغی جماعت والے بھی، جہاں دیکھو وہاں پہنچے ہوتے ہیں۔۔۔ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کفریہ اور شرکیہ عقائد کی تعلیم دیتے ہیں...

نجانے کتنے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کر دیا ہے۔ قرآن، حدیث تو مانتے نہیں بس ایک کتاب فضائل اعمال اٹھائی ہوتی ہے اور اس کتاب سے کچھ احادیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات اور کچھ پرانے بزرگوں کے واقعات بیان کرتے ہیں...

فضائل اعمال تو ضعیف احادیث سے بھری پڑی ہے اور ضعیف حدیث تو قبول کرنے کے لائق نہیں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے واقعات ہیں تو ان کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔ بس صرف قرآن اور حدیث کو ہی ماننا چاہیے۔۔۔ یہ سب واقعات تو شرک ہیں۔

ان تبلیغیوں کے گمراہ کرنے کے طریقے بھی بہت عجیب ہوتے ہیں۔ اچھے بھلے لڑکے کرکٹ، یا فٹبال کھیل رہے ہوتے ہیں اور یہ اوپر سے آکر اپنی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھو، مسجد میں آؤ،۔۔۔ اب ان کو کون سمجھائے کہ کرکٹ یا فٹبال کھیلنا ان تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ اہم ہے... انہوں نے تو بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

اچھا بھلا جنید جمشید گانے گاتا تھا، اور بہت مشہور تھا، پکا مسلمان تھا۔۔۔ اب دیکھو! ان تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ مل کر داڑھی بھی رکھ لی، گانا بھی چھوڑ دیا اور ان تو نعتیں پڑھتا ہے، مکمل گمراہ اور مشرک ہو گیا ہے۔۔۔ اسی طرح سعید انور تھا، جب تک کرکٹ کھیلتا تھا تب تک اس کا کتنا نام تھا اور تب وہ پکا مسلمان بھی تھا لیکن ان تبلیغی

جماعت والوں کے ساتھ مل کر اس نے بھی داڑھی رکھ لی اور نماز پڑھنا شروع کر دی، اور دوسرے کرکٹرز کو بھی نمازوں پہ لگا دیا، خود تو گمراہ ہوا لیکن دوسرے کئی کرکٹرز جیسا کہ شاہد آفریدی، انضمام الحق وغیرہ کو بھی تبلیغی جماعت کے ساتھ مل کر مشرک اور گمراہ بنادیا۔

ارے یہ سب تو پہلے مسلمان تھے اور تبلیغی جماعت کے ساتھ ملکر گمراہ اور مشرک ہوئے لیکن محمد یوسف کو دیکھو!، وہ عیسائی تھا پھر تبلیغی جماعت کی کوششوں سے مسلمان ہوا لیکن کیا فائدہ۔۔۔ ہے وہ ابھی بھی گمراہ اور مشرک۔۔۔ تو اس کو عیسائیت چھوڑنے کا کیا فائدہ جب وہ مسلمان ہو کے بھی گمراہ ہوا۔ تبلیغی جماعت والوں نے اس کو مشرک بنادیا۔

ان جیسے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہیں جنہوں نے تبلیغی جماعت کی وجہ سے داڑھی رکھی، نماز شروع کی، براکام چھوڑے لیکن پھر بھی وہ گمراہ ہیں کیونکہ تبلیغ والے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں...

یاد آیا! ہم سچے مسلمان ہیں، قرآن و حدیث کو ماننے والے۔۔۔ ہمارا کام لوگوں کو قرآن، حدیث کی طرف لانا ہے اور اور فضائل اعمال جیسی ضعیف کتاب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگوں کے واقعات سے نجات دلانا ہے۔

ہمارا کام بے نمازیوں کو نماز پڑھوانا نہیں بلکہ جو نماز پڑھتے ہیں ان کو بتانا ہے کہ تم لوگوں کی نماز قرآن حدیث والی نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے رفع یدین نہیں کیا، تماری نماز مکمل نہیں کیونکہ تم نے اونچی آمین نہیں کہی، تمہاری نماز نبی کریم ﷺ جیسی نماز نہیں کیونکہ تم نے سینے پہ ہاتھ نہیں باندھے...

لوگوں کو قرآن و حدیث سمجھانے کے لئے ہم لوگوں کو اپنے علماء کی کتابیں دیتے ہیں۔ ان کتابوں میں اگر ضعیف احادیث آجائیں تو ہم ان کو نہیں مانتے... اگر ہمارے کسی عالم کا یا بزرگ کا کوئی ایسا واقعہ آجائے جیسے واقعات فضائل اعمال میں ہیں تو ان سب کو ہم نہیں مانتے کیونکہ ہمارے علماء سے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے۔۔۔ اللہ ہمارے علماء کی غلطیوں

کو معاف کرے لیکن یہ معافی صرف ہمارے علماء کے لئے ہے کیونکہ وہ ہمارے علماء ہیں، تبلیغی جماعت کی کتاب میں جو واقعات ہیں وہ شرکیہ ہیں کیونکہ تبلیغی جماعت والے گمراہ ہیں۔

اصل میں ہم اپنے علماء کی کتابوں کو ہی نہیں مانتے کیونکہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں لیکن قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے ہم اپنے انہی علماء کی کتابیں ہی پڑھتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر ہمیں قرآن و حدیث سمجھ نہیں آتا۔ تو ہمارے علماء کی جو کتابیں ہیں ہم ان سے قرآن و حدیث سمجھتے ہیں لیکن ہم ان کو مانتے نہیں اور ان کے واقعات پہ ہم شرک کا فتویٰ بھی نہیں لگا سکتے کیونکہ وہ ہمارے علماء ہیں...

بس صرف اتنا یاد رکھیں کہ تبلیغی جماعت والے مشرک اور گمراہ ہیں اور اگر ہمارے علماء کی کتابوں میں ایسی کوئی بات آجائے جیسی فضائل اعمال میں ہے تو ہمارے علماء گمراہ اور مشرک نہیں کیونکہ ہم ان کو نہیں مانتے ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔

دوستو! یہ اوپر ایک جھلک ہے تبلیغی جماعت کے ان مخالفین کی سوچ اور نظریات کی جن کا دعویٰ ہے کہ وہ صرف قرآن و حدیث پہ عمل کرتے ہیں اور تبلیغی جماعت والے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔

شکریہ

غلام خاتم النبیین ﷺ

محسن اقبال

## فکرے

ابن غوری، حیدر آباد، ہند

رمضان:

چاند نظر آتے ہی مسلمان - ماشاء اللہ - مساجد میں یدِ خلون فی دین اللہ افواج کی مجسم تصویر پیش کرتے ہیں، لیکن پھر چاند نظر آتے ہی وہ - معاذ اللہ مساجد سے یخز جون من دین اللہ افواج اور کالعر جون القدیم کی طرح نظروں سے دور ہو جاتے ہیں۔

کیا یہی طریقہ ہے (دارین میں) عزت یابی کا؟

بے ریش صوفی:

"وہ اپنے مختصر سفر میں اپنا ثفن ساتھ رکھتے تھے۔"

پھر تو، وہ کوئی پہنچے ہوئے بزرگ ہوں گے؟

جی نہیں، وہ تھے سلطنتِ آصفیہ دکن کے دیوان سالار جنگ اول (تراب علی خاں)

جعلی کام:

جعلی نوٹ کتنی ہی بڑی رقم کا کیوں نہ ہو، اس کا نفع بالکل وقتی / غیر یقینی ہوتا ہے۔ جب وہ حکومت

کی نظر میں آجائے تو نوٹ ساز مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

اسی طرح غیر مسنون عمل / بدعت خواہ وہ کتنی ہی دلکش اور مفید معلوم ہو، اللہ کے نزدیک اس

کے حامل مجرم ہی ہوں گے۔

دو چیزیں:

سیاست میں اخلاقیات..... اچھی بات!

اخلاق میں سیاسیات..... بری بات!

مدینہ - مدینہ:

تاج دارِ مدینہ کا نفر نسیں..... بہت ہوتی رہتی ہیں! ماشاء اللہ

لیکن ان کے شرکاء میں "تابع دارِ تاج دارِ مدینہ" کتنے ہوتے ہیں؟ انا اللہ

Cell: 9392460130

## إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَى ۝۲۶

بلاشبہ اس میں نصیحت کا سامان ہے، ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ (سورہ نمبر 79 النازعات، آیت 26)

### مدیر کے قلم سے

### عید الضحیٰ پر گائے کی قربانی؟

(انجمنی) ہند میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے ایک مسئلہ اس عید قرباں پر یہ آکھڑا ہوا تھا کہ آیا ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 'گنوماتا' کی قربانی کی جائے یا نہیں؟ واضح رہے کہ گائے کی قربانی، اور گوشت و کھال کے کاروبار پر ہند کی ریاستوں میں پابندی عائد ہے۔ گائے کا مسئلہ ہمیشہ سے متنازع فیہ رہا ہے، کیونکہ ملک میں بسنے والے ہندو بھائیوں کے عقائد کے مطابق گائے اُن کی ماں ہے، بھگوان ہے، اور بعض کے مطابق ہندوؤں کے ۳۳ کروڑ بھگوان گائے کے سر سے دُم تک جمع ہیں۔<sup>☆</sup>

ملک کے حالات کے پیش نظر، اور امن و سلامتی کی فضا کو برقرار رکھنے کی خاطر تمام مکاتب فکر کے علماء نے متفقہ فیصلہ دیا کہ اس سال گائے کی قربانی نہ کی جائے، اور اس کی جگہ بھینس اور بکروں کو قربان کیا جائے۔ دارالعلوم دیوبند کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تمام مکاتب فکر کے علماء نے عوام کو یہی مشورہ دیا۔ علماء کے مطابق نبی پاک ﷺ سے کوئی فضیلت ثابت نہیں کہ گائے ہی کی قربانی کی جائے، چنانچہ ہمیں غیر

☆ اس پر عاجز نے ایک دوست سے پوچھا بھی تھا، کہ جب سارے بھگوان اسی میں یکجا ہیں تو سب کو چھوڑ کر اسی کو کیوں نہیں پوجتے؟ (مدیر)

مسلم بھائیوں میں دعوت کے پیغام کو پہنچانے کے لیے دیگر جانور قربان کرنے چاہئیں۔ اور ان شاء اللہ گائے کی بڑھتی ہوئی تعداد کچھ ہی عرصے میں انہیں یہ پابندی ہٹانے پر مجبور کر دے گی۔

علماء کے اس بروقت اور کارآمد فیصلے سے ملک میں سلامتی کی فضا بھی قائم رہی اور کوئی پولیس و کچہری کا معاملہ بھی پیش نہ آیا۔ بعض لوگوں نے گائیں بھی قربان کیں، ان لوگوں کے متعلق سادہ دل عوام یہ بھی کہتی سنائی دی کہ ان کی قربانی نہیں ہوگی۔ علماء نے واضح کیا کہ شریعت نہیں بدلی، صرف ہم نے ایک فیصلہ حالات کو دیکھ کر دیا ہے، البتہ اگر گائے کو قربان کرنے والوں کے سبب کوئی حادثہ خدا نخواستہ امت مسلمہ کو پیش آتا ہے تو اس کا گناہ اسی شخص کو جائے گا۔

ملک میں امن اور سلامتی کی فضا تاحال قائم ہے۔

### داڑھی مونڈنا ممنوع اور داڑھی مونڈنے کی مزدوری لینا حرام

دیوبند، (ایس این بی) داڑھی کا مونڈنا شریعت میں گناہ کبیرہ ہے اور داڑھی مونڈنے والے حجام کی کمائی کو بھی علماء کرام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ شریعت کے اس حکم کے باوجود کتنے ہی لوگ نبی ﷺ کی، اور تمام پیغمبروں کی مشترکہ سنت کو مونڈتے ہیں، اور مونڈواتے ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ دارالعلوم چوک پر واقع فرینڈ ہیئر سیلون پر دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ فلیکس کی صورت میں چسپاں رہا، اور لوگوں کی گفتگو کا موضوع بھی بنا رہا۔ فرینڈس ہیئر سیلون کے مالک محمد ارشاد نے دارالافتاء دیوبند سے رجوع کر کے ایک فتویٰ طلب کیا کہ شریعت میں داڑھی مونڈنے اور مونڈانے کی کیا حیثیت ہے۔ اس کے

جواب میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی وقار علی، مفتی فخر الاسلام اور مفتی زین الاسلام قاسمی کے دستخطی فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ:

"داڑھی منڈوانا اور مونڈنا دونوں گناہ کبیرہ ہیں اور معصیت و گناہ پر لی گئی اجرت ناجائز ہے۔ شیونگ خواہ مسلمان کی کی جائے یا غیر مسلم کی، دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اس لیے شیونگ کرنے سے احتراز کرنا واجب ہے۔ حجامت کا پیشہ کرنے والے کو بھی جائز وسیلہ سے آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کرنا واجب اور ناجائز ذرائع سے احتراز کرنا لازم ہے۔"

اس فتویٰ کو محمد ارشاد نے اپنی دکان پر فلیکس کی شکل میں چسپاں کر دیا ہے۔ یہ فتویٰ دن بھر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا... نوجوان اس خبر کو سوشل میڈیا واٹس ایپ وغیرہ کے توسط سے دھڑا دھڑا شیئر کرتے رہے۔





## اشتہارات

نوٹ: اشتہارات میں موجود لنکس اور پیجز پر موجود مواد سے مدیر اور مجلس مشاورت کا اتفاق لازمی نہیں ہے!

# تعریف التقلید فی رد شبہات علی التقلید

تقلید کی تعریف اور اس کی تائید میں ۱۴۰۰ سال کی اسلامی  
تاریخ میں ہر صدی کے مشہور علماء، فقہاء اور محدثین کے اقوال

از قلم: محمد عباس خان

۲۰ جون ۲۰۱۵

AhlehaadeesAurAngrez.blogspot.com

[Facebook.com/HaqKiYalghaar](https://www.facebook.com/HaqKiYalghaar)



[Facebook.com/RaddeGhairMuqallidiyat](https://www.facebook.com/RaddeGhairMuqallidiyat)



[www.DarulIfta-Deoband.com](http://www.DarulIfta-Deoband.com)

اُم المدارس "دارالعلوم دیوبند" کا آن لائن دارالافتاء

زبانیں: انگریزی، اردو

کل فتاویٰ جاری شدہ: 16479

استفتاء کے بعد برائے مہربانی انتظار کریں اور بار بار یاد دہانی نہ کروائیں۔ ایک فتویٰ کے لیے 15-20

[Facebook.com/ShaykhZulfiqarAhmad](https://Facebook.com/ShaykhZulfiqarAhmad)



Supported by : [DifaeIslam.blogspot.com](http://DifaeIslam.blogspot.com)

اسلام پر معاندین اسلام اور یہودی ایجنٹوں کے کیے گئے اعتراضات اور اُن کے تفصیلی جوابات قرآن و سنت، معترضین کی اپنی مذہبی کتابوں سے دیے گئے ہیں۔ نیز اعتراضات کو جدید سائنس اور میڈیکل کی روشنی میں پرکھا گیا، اور دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں۔

[www.khatmenbuwat.org](http://www.khatmenbuwat.org)

"ختم نبوت" فورم کا اولین مقصد امت مسلمہ میں قادیانیت کے بارے میں بیداری پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے فورم پر علمی و تحقیقی پراجیکٹس پر کام جاری ہے جس میں ہمیں آپ کے علمی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ آئیے آپ بھی علمی خدمت میں اپنا حصہ ڈالیں!

[www.sarbakaf.blogspot.com](http://www.sarbakaf.blogspot.com)

